١٦٧١

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا

معارف الاسمٰی

شرح

اسماء اللہ الحسنٰی

از

علامۂ دوراں قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری

مصنف

رحمۃ للعالمین۔ الجمال والکمال وزاد السبیل وغیرہ

جسکو

خلیفہ ھدایت اللہ پنشنر ضلعدار نہر و مینیجر دفتر رحمۃ للعالمین پٹیالہ

نے

(حمایت اسلام پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا)

قیمت ۸/

Marfat.com

۲۹۶۵ ۱۲
۱۸۹م
20606
DATA ENTERED

معذرت

ہم افسوس کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ لعل بے بہا یعنی "معارف الاسمٰی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ" ہدیۂ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ جناب علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری مدظلہ العالی مدت سے اس کا مسودہ لکھکر ہمیں دے چکے تھے تاکہ ہم جلد سے جلد اسے شائع کر کے ایک اہم ترین خدمت انجام دے سکیں، مگر افسوس کہ ہمیں اپنی ذاتی مجبوریوں کے علاوہ کتابت اور طباعت کی مشکلات نے بھی کچھ ایسا پریشانی میں ڈال رکھا کہ اب بجز معذرت کے اور کوئی پہلو ہی نظر نہیں آتا۔

ہمیں اس امر کا بھی اعتراف ہے کہ یہ کتاب معنوی لحاظ سے جس پایہ کی ہے ہم باطنی طور پر اسے اس کی شان کے مطابق شائع نہیں کر سکے۔ یعنی کتابت اور طباعت کے اعتبار سے اس میں کچھ ایسے نقص رہ گئے ہیں جنہیں ہم خود بھی محسوس کر رہے ہیں مگر مجبور ہیں کہ کاتب اچھا نہیں مل سکا۔

اگرچہ تصحیح میں تمام امکانی کوششیں صرف کر دی گئیں تاہم بعض نمبروں کے تقدم و تاخر میں غلطیاں رہ گئی ہیں اور بعض بعض جگہ اعراب کی بھی تصحیح نہیں ہو سکی۔ انشاء اللہ ہم کوشش کرینگے کہ آئندہ اڈیشن میں نہ صرف یہ تمام نقائص ہی رفع ہوں بلکہ اسے ہر حیثیت سے مقبول بنایا جائے۔

خاکسار

خلیفہ ہدایت اللہ

مینجر دفتر رحمۃ للعالمین پٹیالہ

یکم مارچ ۱۹۳۰ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَکْمَلُ الْحَمْدِ عَلٰی جَمِیْعِ ھٰذَا اٰبَاۤءُہٗ وَمَعَارِفِہٖ وَعَطَایَاہُ وَعَوَارِفِہٖ وَاَفْضَلُ صَلَوٰاتِہٖ وَسَلَامِہٖ وَتَحِیَّاتِہِ الطَّیِّبَاتِ الْمُبَارَکَاتِ وَاکْرَامِہٖ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَحَبِیْبِہٖ وَصَفْوَتِہٖ مُحَمَّدِ الْاَمِیْنِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الصَّحَابَۃِ الَّذِیْنَ اخْتَارَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِصُحْبَۃِ نَبِیِّہِ الصَّادِقِیْنَ السَّابِقِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالَّذِیْنَ جَاۤءُوْا مِنْ بَعْدِھِمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ [1]

اَمّا بعد - یہ مختصر رسالہ اسماء اللہ الحسنٰے کے متعلق ہے جس میں ان اسماءِ پاک کی مختصر شرح بھی کی گئی ہے ؛

اصل اس بارہ میں اللہ تبارک وتعالےٰ کا ارشاد ہے -

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّامَّا [2] اے نبی بتا دیجئے کہ اے لوگو اللہ کہو یا رحمٰن

---

[1] اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے - حمد اس کے لئے ہے - کامل مکمل حمد - اُن ہدایا تنا اور معارف اور عطاء وعوارف پر جو اُس نے مخلوق پر کی ہیں

اللہ تعالےٰ کے درود وسلام - اور مبارک و پاکیزہ تحیات اور تحفے اللہ تعالےٰ کے رسول و حبیب اور برگزیدہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں - جو نبیوں کے خاتم ہیں - اور مرسلین کے سردار ہیں - اللہ تعالیٰ حضور کی آل پر بھی جو طیب و طاہر ہیں - اور صحابہ پر بھی جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے نبی کی مصاحبت کے لئے چن لیا ہے - جو صداقت والے اور اولیت والے سبقت والے تھے نازل فرمائی اور اُن لوگوں پر بھی - جو قیامت تک آل و صحابہ کی پیروی کرنے والے ہیں ؛

مَا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ۚ

کہو۔ اُن میں سے کوئی بھی نام لو۔ بس اللہ کے نام تو سب پاک ہیں ؛

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اَسْمَائِهٖ

(س اعراف ع ۲۲)

اللہ کے بہت پاک نام ہیں بس لوگو اللہ کو اپنے ناموں کے ساتھ پکارا کرو۔ اور جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں۔ اُسے چھوڑ دو ؛

آیات بالا سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالے کے نام توقیفیّہ ہیں یعنے جن اسماء کو اللہ تعالے نے۔ اور اُس کے رسول نے اسماء الٰہی بتایا ہے۔ اُن کے سوا۔ اللہ تعالے کو کسی اور نام سے یاد کرنا۔ پکارنا یا اُسے اللہ تعالے کا پاک نام سمجھنا جائز نہیں ؛

ہاں یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ اہل کفر و الحاد (جو عرفان الٰہی سے بے خبر اور معرفت ربانی سے دور ہوتے ہیں) اگر کبھی حمد لکھنے پر آمادہ بھی ہوتے ہیں۔ تو اُن کی کلام ہی سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ کیسے ضالّ و مُضِلّ کا کلام ہے۔ ایک کافر کہتا ہے ۵

بنام آنکہ او نامے ندارد ۔۔۔ بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد

پہلا جھوٹ تو یہ کہ اللہ تعالے کا کوئی نام ہے ہی نہیں۔ دوسرا حماقت بھرا جھوٹ یہ کہ وہ ہر ایک نام کو اپنا ہی نام سمجھتا اور ہر ایک نام پر بول اُٹھتا ہے ؛

یہی شعر بتلاتا ہے۔ کہ اللہ تعالے کی ذات و صفات اور اسماء و اعلام کے متعلق جب کوئی شخص اللہ تعالے ہی کے بتائے ہوئے عرفان سے استفادہ نہیں کرتا۔ تو وہ ضرور بھٹک جاتا ہے فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى کی تفسیر میں۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ ایسے ۹۹ نام ہیں۔ جن کی یاد انسان کو جنّت تک پہنچا دیتی ہے۔ احادیث صحیحہ میں تو اسی قدر ہے۔ اب احادیث کے طبقہ ثانیہ کی کتابوں میں۔ اسماء الحسنٰے کو بزرگانِ دین نے فراہم بھی کیا ہے ؛

لوگوں میں زیادہ تر مشہور وہ روایت ہے۔ جو سنن ترمذی میں ہے۔ صاحب

Marfat.com

جامع الاصول نے بھی اُس روائت کو لیا ہے۔ اور یہ بھی لکھ دیا۔ کہ ترمذی کے سوا۔ اور کسی نے تفصیل نہیں بیان کی۔ اس قول کی توجیہ یہ ہے۔ کہ علامہ ابن اثیر۔ صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کو شمار نہیں کرتے۔ بلکہ مؤطا امام مالک کو شمار کرتے ہیں۔ اگر یہ شرط نہ ہوتی۔ تو یہ امر اُن سے مخفی نہ تھا۔ کہ روایت ابن ماجہ میں بھی بیان اسماء موجود ہے۔ مستدرک حاکم میں بھی تفصیل اسماء موجود ہے۔ مگر یہ کتاب بھی داخل صحاح نہیں لہذا صاحب جامع الاصول نے صرف ترمذی کے حوالہ پر اکتفا کی۔ صحیح بخاری میں ہے:-

حدثنا علی بن عبد اللہ حدثنا سفیانُ قال حفظنا عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ روایۃً قال اِنَّ لِلّٰہ عزَّ وجلَّ تسعۃ وتسعین اسمًا مائۃً الا واحدۃً لا یحفظھا احدٌ الا دخل الجنۃ وھو وتر یحب الوتر (جلد ہفتم صفحہ ۵۷)

ہم سے علی بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی۔ کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ اور کہا۔ کہ ہم نے ابی الزناد سے۔ انہوں نے اعرج سے۔ انہوں نے ابوہریرہ سے یہ یاد کر لیا ہے۔ کہ ابوہریرہ روایت کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالے کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو جس نے ان کو حفظ کر لیا۔ وہ داخل جنت ہوگا۔ اللہ تعالے تو وتر ہے۔ وتر کو دوست رکھتا ہے ۔

صحیح مسلم میں ہے:-

حدثنا عمرو الناقد، وزھیر بن حرب و ابن ابی عمر جمیعا عن سفیان واللفظ لعمرو۔ حدثنا سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِلّٰہ تسعۃ وتسعین اسما من حفظھا دخل الجنۃ واللّٰہُ

عمرو ناقد۔ اور زہیر بن حرب اور ابن ابی عمر و تینوں نے ہم کو سفیان سے حدیث سنائی (اس میں لفظ عمرو ناقد کے ہیں) کہ سفیان نے ابی الزناد سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے اعرج سے۔ انہوں نے ابی ہریرہ سے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ سلم سے کہ اللہ تعالے کے ۹۹ نام ہیں۔ جس نے اُن کو

Marfat.com

وتر يحب الوتر۔ وفی روایت ابن ابی عمر ومن احصاها دخل الجنة ۔

حفظ کرلیا۔ وہ داخل جنت ہوا۔ اللہ تو وتر ہے۔ وتر کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ ابن ابی عمرو نے حفظہا کی جگہ احصاها کہا تھا ۔

صحیح مسلم کی دوسری حدیث ہے۔

حدثنا محمد بن رافع ثنا عبد الرزاق نا معمر عن ایوب عن ابن سیرین عن ابی هریرة وعن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تسعة وتسعين اسما مائة الا واحدا من احصاها دخل الجنة وزاد همام عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه وتر يحب الوتر ۔

ہم سے محمد بن رافع نے۔ اُن سے عبد الرزاق نے اُن سے معمر نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے ایوب سے۔ انہوں نے ابن سیرین سے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ نیز ایوب نے ہمام بن منبہ ہی سے۔ انہوں نے ابی ہریرہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو۔ جس نے ان کو گن رکھا۔ وہ جنت میں پہنچا۔ ہمام کی روایت میں ابی ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقرہ زیادہ کیا ہے۔ کہ اللہ وتر ہے۔ وتر کو دوست رکھتا ہے ۔

ترمذی کی حدیث یہ ہے۔

حدثنا ابن ابی عمر ونا عثمان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة عن نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ تسعة وتسعين اسما من احصاها دخل الجنة ۔

ہم سے ابن ابی عمر نے۔ انہوں نے عثمان سے بیان کی کہ ابن الزناد نے اُن سے اعرج نے۔ اُس نے ابی ہریرہ سے۔ اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ کے نام ۹۹ ہیں۔ جس نے اُن کو گن رکھا وہ داخل جنت ہوا ۔

Marfat.com

ترمذی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس میں اسماء کی تفصیل نہیں ابوالیمان نے بھی اس روایت کو شعیب بن ابی حمزہ سے۔ انہوں نے ابی الزناد سے بیان کیا ہے اسماء کا ذکر اس میں بھی نہیں ﴿

ترمذی کی دوسری حدیث ہے۔

حدثنا ابراهیم بن یعقوب نا صفوان بن صالح نا ولید بن مسلم نا شعیب بن ابی حمزة عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم۔ ان لله تسعة وتسعین اسما مائة غیر واحدة من احصاها دخل الجنة هو الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم الخ	ہم سے ابراہیم بن یعقوب نے اُن سے صفوان بن صالح نے اُن سے ولید بن مسلم نے اُن سے شعیب نے ان سے ابی الزناد نے۔ اُن سے اعرج نے اُن سے ابوہریرہ نے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ کہ اللہ تعالے کے ۹۹ نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ جس نے اُن کو گھیر لیا۔ وہ داخل جنت ہؤا۔ وہ نام اللہ۔ رحمن۔ رحیم ہیں

امام ترمذی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث غریب ہے۔ صفوان بن صالح سے اس کی روایت ہم سے ایک سے زائد نے کی ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ اسی صفوان ہی کے طریق سے معروف ہے۔ یہ اہل حدیث کے نزدیک ثقہ ہیں۔ یہ حدیث ابی ہریرہ سے اور اور طریق سے بھی مروی ہے۔ اور اکثر روایات میں اسماء کا ذکر نہیں آتا۔ ہاں اسی حدیث میں آیا ہے ﴿

اس حدیث کو معہ بیان اسماء آدم بن ابی ایاس نے بھی بیان کیا ہے۔ وہ بھی ابوہریرہ ہی سے روایت ہے۔ اسناد اور ہے۔ لیکن وہ اسناد صحیح نہیں۔ (ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

ابن ماجہ میں ہے

حدثنا هشام بن عمار نا عبد الملک بن محمد صنعانی نا ابو المنذر نا زهیر بن	ہم سے ہشام بن عمار نے حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں ہم سے عبد الملک بن محمد نے۔ ان سے ابو المنذر نے

Marfat.com

محمد الیمنی نا موسیٰ بن عقبہ حدثنی عبدالرحمٰن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ علیہ وسلم قال ان للہ تسعۃ وتسعین اسماً مائۃ الا واحدۃ انہ الوتر ویحب الوتر من حفظھا دخل الجنۃ وھی	ان سے زہیر بن محمد الیتیمی نے۔ اُن سے موسےٰ بن عقبہ نے حدیث بیان کی۔ کہ مجھ سے عبدالرحمٰن اعرج نے حدیث بیان کی ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو۔ وہ وتر ہے اور وتر کو دوست رکھتا ہے۔ جس نے ان ناموں کو حفظ کرلیا۔ وہ داخل جنت ہُوا۔ وہ نام آگے بتائے ہیں کہ یہ ہیں

اُن احادیث کی رُو سے جن میں تفصیل اسماء موجود ہے۔ تین طریقے ہیں۔ جو محدثین میں مشہور ہیں۔ طریق اول۔ ترمذی کا ہے۔ اور یہی سب سے زیادہ شہرت یافتہ ہے۔ اس طریق کو محدثین کی زبان میں طریق صفوان بن صالح کہتے ہیں۔

اسی طریق کو ترمذی علیہ الرحمۃ کے سوا طبرانی۔ و ابن حبان و ابن خزیمہ نے بھی بیان کیا ہے۔ اور ان میں کسی قدر جو اختلاف بعض بعض اسماء کی بابت ہے۔ وہ درج ذیل ہے:۔

ترمذی	طبرانی	ابن حبان	ابن خزیمہ
القابض	القائم	۔	۔
الباسط	الدّائم	۔	۔
الرّشید	الشدید	۔	۔
ودود	اعلیٰ	۔	۔
حکیم	مالک یوم الدین	۔	الحاکم
مانع	۔	الرافع	۔
رقیب	۔	۔	قریب
والی	۔	۔	مولیٰ
مغنی	۔		احد

Marfat.com

یہ اختلاف تو صرف صفوان سے روایت کرنے والوں میں تھا۔ مگر بیہقی و ابن مندہ نے اپنی روایت ولید بن مسلم سے بیان کی ہے۔ جو اسی طریق میں صفوان سے اوپر کا راوی ہے۔ وہ روایت ترمذی سے صرف یک نام میں اختلاف کرتے ہیں۔ یعنی المقیت کی جگہ المغیث بیان کرتے ہیں؛

طریق دوم۔ زہیر بن محمدؐ کا ہے۔ جسے ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔ اس میں ترمذی کے ناموں سے زیادہ اختلاف ہے؛

طریق سوم۔ عبد العزیز بن حصین کا ہے۔ جسے حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے۔ یہ بعض اسماء میں ترمذی و ابن ماجہ دونوں سے مختلف ہے[لہ]؛

اِن طرق حدیث کو بخوبی واضح و دلنشیں کرنے کی غرض سے راویان حدیث کے نام ایک شجرہ میں نمایاں کئے جاتے ہیں۔

نقشہ روایت اسماء اللہ الحسنیٰ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن سیرین	محمد بن سیرین	اعرج	اعرج	اعرج	اعرج	اعرج	اعرج	اعرج	اعرج
ایوب	ایوب	ابی الزناد	ابی الزناد	ابی الزناد	ابی الزناد	ابی الزناد	ابی الزناد	ابی الزناد	موسیٰ بن عقبہ
عبد العزیز بن حصین	معمر	سفیان	سفیان	سفیان	سفیان	سفیان	شعیب بن عمرو	شعیب بن عمرو	زہیر بن محمدؐ
○	عبد الرزاق	علی بن عبد اللہ	زہیر بن حرب	عمرو الناقد	ابن ابی عمرو	ابن ابی عمرو	ابو الیمان	ولید بن مسلم	ابو المنذر
○	۔	۔	۔	۔	۔	۔	۔	صفوان بن صالح	عبد الملک بن محمدؐ
○								ابراہیم بن یعقوب	ہشام بن عمار
حاکم در مستدرک	امام مسلم	امام بخاری	امام مسلم	امام مسلم	امام مسلم	امام ترمذی	امام ترمذی	امام ترمذی	امام ابن ماجہ
روایت عـ۱۰ معہ تفصیل	روایت عـ۶ بلا تفصیل	روایت عـ۱ بلا تفصیل	روایت عـ۲ و ۳ بلا تفصیل	روایت عـ۲ و ۳ بلا تفصیل	روایت عـ۴ بلا تفصیل	روایت عـ۵ بلا تفصیل	روایت عـ۷ بلا تفصیل	روایت عـ۸ معہ تفصیل	روایت عـ۹ معہ تفصیل

محمد سلیمان کان اللہ لہ

لہ میں نے مستدرک حاکم کو خود نہیں دیکھا۔ فتح الباری سے جس قدر سمجھا گیا ہے۔ وہ درج کیا گیا ہے؛

Marfat.com

ہر سہ طرق روایات اور اسمائے مُثبتہ پر غور کرنے کے بعد ایک متحقق و متجسس بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ اسماء حسنےٰ کی تعیین و تفصیل۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ غالبًا اسے بھی ایسے ہی مصالح دینیہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جیسے لیلۃ القدر کی تاریخ یا یوم الجمعہ کی ساعت مقبولہ کو ترک کیا گیا۔

علماء کرام نے اپنے اپنے فہم و علم سے۔ ان اسماء کو قرآن پاک کے بحر ذخار لآلی شاہوار کی طرح نکال لیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے (فتح الباری جزء ۲۶ من صحیح البخاری صفحہ ۱۸ مطبوعہ انصاری دہلی) تحریر فرما دیا ہے۔ کہ تعیین اسماء مُدرَج ہے۔ ابن العربی اور ابوالحسن قابسی کے بھی ایسے ہی اقوال درج کئے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر جزء رابع مطبوعہ بولاق مصر ۱۳۰۰ھ چند ائمہ سے یہی ثابت کیا ہے۔ کہ اسماء کو اہل علم نے فراہم کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ کہ ابوزید لغوی نے اسماء حُسنےٰ کا استخراج قرآن مجید سے کیا۔ پھر اُس فہرست میں امام سفیان بن عیینہ نے اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ایزادی فرمائی۔ اس کے بعد انہوں نے ہر ایک سورہ قرآنیہ کے پتہ سے اسماء مستخرجہ کا اندراج کیا ہے۔ اور پھر خود ہی ایک فہرست اسماء پیش کر دی ہے۔ ذیل میں ایک نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو ان جملہ روایات و استخراجات کی حالت بہیئت مجموعی ظاہر کرے گا۔

Marfat.com

نقشہ انتخاب اسماء اللہ الحسنیٰ بجمع روایات

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید بغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۱	اللہ الذی لا الہ الا ھو	اللہ	اللہ	اللہ	اللہ	اللہ	اللہ
۲	الرحمٰن	رحمن	رحمن	رحمن	رحمن	رحمن	رحمن
۳	الرحیم	رحیم	رحیم	رحیم	رحیم	رحیم	رحیم
۴	الملک	ملک	ملک	.	.	ملک	ملک
۵	القدوس	.	قدوس	قدوس	قدوس	قدوس	قدوس
۶	السلام	سلام	سلام	سلام	سلام	سلام	سلام
۷	المومن	مومن	مومن	مومن	مومن	مومن	مومن
۸	المھیمن	مھیمن	مھیمن	مھیمن	مھیمن	مھیمن	مھیمن
۹	العزیز	عزیز	عزیز	عزیز	عزیز	عزیز	عزیز
۱۰	الجبّار	جبّار	جبّار	جبّار	جبّار	جبّار	جبّار
۱۱	المتکبر	متکبّر	متکبّر	متکبّر	متکبّر	متکبّر	متکبّر
۱۲	الخالق	خالق	خالق	خالق	خالق	خالق	خالق
۱۳	الباری	باری	باری	باری	باری	باری	باری
۱۴	المُصوّر	مُصوّر	مُصوّر	مُصوّر	مُصوّر	مُصوّر	مُصوّر
۱۵	الغفار	.	غفّار	غفّار	غفّار	غفّار	غفّار
۱۶	القھار	.	.	.	.	.	قھار
۱۷	الوھاب	وھاب	.	وھاب	وھاب	وھاب	وھاب
۱۸	الرزاق	رزاق	.	رزاق	رزاق	رزاق	رزاق

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجه	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام سفیان بن عیینه	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
١٩	الفتاح	·	·	فتاح	فتاح	فتاح	فتاح
٢٠	العليم	عليم	·	عليم	عليم	عليم	عليم
٢١	القابض	قابض	·	قابض	قابض	قابض	·
٢٢	الباسط	باسط	·	باسط	باسط	باسط	·
٢٣	الخافض	خافض	·	·	·	·	·
٢٤	الرافع	رافع	·	·	·	·	·
٢٥	المعزّ	معز	·	·	·	·	·
٢٦	المذلّ	مذل	·	·	·	·	·
٢٧	السميع	سميع	·	سميع	سميع	سميع	سميع
٢٨	البصير	بصير	·	بصير	بصير	بصير	بصير
٢٩	الحكم	·	·	·	·	·	الحكم
٣٠	العدل	·	·	·	·	·	·
٣١	اللطيف	لطيف	لطيف	·	لطيف	لطيف	لطيف
٣٢	خبير	خبير	خبير	خبير	خبير	خبير	خبير
٣٣	حليم	حليم	·	حليم	حليم	حليم	حليم
٣٤	عظيم	عظيم	عظيم	عظيم	عظيم	عظيم	عظيم
٣٥	غفور	غفور	غفور	غفور	غفور	غفور	غفور
٣٦	شكور	شكور	شكور	·	·	·	شكور
٣٧	علی	علی	علی	علی	علی	علی	علی
٣٨	كبير	·	كبير	كبير	كبير	كبير	كبير

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۳۹	حفیظ	.	حفیظ	حفیظ	حفیظ	حفیظ	حفیظ
۴۰	مقیت	.	مقیت	مقیت	مقیت	مقیت	مقیت
۴۱	حسیب	.	حسیب	حسیب	حسیب	حسیب	حسیب
۴۲	جلیل	جلیل	جلیل	.	.	.	.
۴۳	کریم	کریم	کریم	کریم	کریم	کریم	کریم
۴۴	رقیب	رقیب	رقیب	رقیب	رقیب	رقیب	رقیب
۴۵	مجیب	مجیب		مجیب	مجیب	مجیب	مجیب
۴۶	واسع	واسع	واسع	واسع	واسع	واسع	واسع
۴۷	حکیم	حکیم	حکیم	حکیم	حکیم	حکیم	حکیم
۴۸	ودود	ودود	ودود	ودود	ودود	ودود	ودود
۴۹	مجید	مجید	مجید	مجید	مجید	مجید	مجید
۵۰	باعث	باعث	باعث	.	.	باعث	.
۵۱	شہید	شہید	شہید	شہید	شہید	شہید	شہید
۵۲	حق	حق	حق	حق	حق	حق	حق
۵۳	وکیل	وکیل	وکیل	وکیل	وکیل	وکیل	وکیل
۵۴	قوی	قوی	.	.	.	قوی	قوی
۵۵	متین	ذوالقوۃ المتین	متین	متین	متین	متین	متین
۵۶	ولی	ولی	ولی	ولی	ولی	ولی	ولی
۵۷	حمید	.	حمید	حمید	حمید	حمید	حمید
۵۸	محصی	.	محصی	.	.	.	.

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابو زید لغوی	امام سفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۵۹	مبدی	مبدی	مبدی	مبدی	مبدی	مبدی	۰
۶۰	معید	معید	معید	معید	معید	معید	۰
۶۱	محیی	محیی	محیی	محیی	محیی	محیی	محیی
۶۲	ممیت	ممیت	ممیت	ممیت	ممیت	ممیت	ممیت
۶۳	الحیّ	حیّ	حیّ	حیّ	حیّ	حیّ	حیّ
۶۴	القیّوم	قیّوم	قیّوم	قیّوم	قیّوم	قیّوم	قیّوم
۶۵	الواجد	واجد	۰	۰	۰	۰	۰
۶۶	الماجد	ماجد	۰	۰	۰	۰	۰
۶۷	الواحد	واحد	واحد	واحد	واحد	واحد	واحد
۶۸	الصمد	صمد	صمد	صمد	صمد	صمد	صمد
۶۹	القادر	قادر	قادر	قادر	قادر	قادر	قادر
۷۰	المقتدر	۰	مقتدر	مقتدر	مقتدر	مقتدر	مقتدر
۷۱	المقدّم	۰	مقدم	۰	۰	۰	۰
۷۲	المؤخّر	۰	موخّر	۰	۰	۰	۰
۷۳	الاوّل	اوّل	اوّل	اوّل	اوّل	اوّل	اوّل
۷۴	الآخر	آخر	آخر	آخر	آخر	آخر	آخر
۷۵	الظّاہر	ظاہر	ظاہر	ظاہر	ظاہر	ظاہر	ظاہر
۷۶	الباطن	باطن	باطن	باطن	باطن	باطن	باطن
۷۷	الوالی	والی	۰	۰	۰	۰	۰
۷۸	المتعالی	متعال	متعالی	متعال	متعال	متعال	متعال

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام ابوسفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۷۹	البر	بار	بر	بر	بر	بر	بر
۸۰	التواب	تواب	تواب	تواب	تواب	تواب	تواب
۸۱	المنتقم	.	منتقم	.	.	.	منتقم
۸۲	العفو	عفو	عفو	.	عفو	عفو	عفو
۸۳	الرؤف	رؤف	رؤف	رؤف	رؤف	رؤف	رئوف
۸۴	مالک الملک	.	مالک الملک	مالک	مالک	مالک	مالک
۸۵	ذوالجلال والاکرام	.	.	ذوالجلال والاکرام	ذوالجلال والاکرام	ذوالجلال والاکرام	
۸۶	المقسط	مقسط	.	.	.	.	.
۸۷	الجامع	جامع	.	.	.	.	جامع
۸۸	المغنی	غنی	.	غنی	غنی	غنی	غنی
۸۹	المغنی	.	المغنی	.	.	.	.
۹۰	المانع	مانع	.	.	.	.	.
۹۱	الضار	ضار	.	.	.	.	.
۹۲	النافع	نافع	.	.	.	.	.
۹۳	النور	نور	.	.	نور	نور	نور
۹۴	الہادی	ہادی	.	ہاد	ہاد	ہاد	ہادی
۹۵	البدیع	.	.	بدیع	بدیع	بدیع	بدیع
۹۶	الباقی	باقی	.	باقی	باقی	باقی	.
۹۷	الوارث	وارث	وارث	وارث	وارث	وارث	وارث
۹۸	الرشید	راشد	.	.	.	.	.
۹۹	الصبور	.	.	.	.	.	.

Marfat.com

نقشہ دوم

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید لغوی	امام ابوسفیان بن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۱	۰	رب	۰	رب	رب	رب	رب
۲	۰	رازق	۰	۰	۰	۰	
۳	۰	کافی	کافی	کاف	کاف	کاف	کافی
۴	۰	قاہر	قاہر	قاہر	قاہر	قاہر	قاہر
۵	۰	ناظر	۰	۰	۰	۰	۰
۶	۰	صادق	صادق	صادق	صادق	صادق	۰
۷	۰	جمیل	جمیل	۰	۰	۰	۰
۸	۰	فاطر	فاطر	فاطر	فاطر	فاطر	فاطر
۹	۰	برہان	برہان	۰	۰	برہان	۰
۱۰	۰	شدید	شدید	۰	شدید	شدید	شدید
۱۱	۰	قریب	۰	۰	قریب	قریب	قریب
۱۲	۰	قائم	۰	قائم	قائم	قائم	قائم
۱۳	۰	واقی	واقی	۰	۰	۰	۰
۱۴	۰	المنیر	۰	۰	۰	۰	۰
۱۵	۰	حافظ	حافظ	۰	۰	۰	حافظ
۱۶	۰	القدیم	۰	۰	۰	۰	۰
۱۷	۰	سامع	۰	۰	۰	۰	۰
۱۸	۰	معطی	۰	۰	۰	۰	۰
۱۹	۰	تام	۰	۰	۰	۰	۰
۲۰	۰	عالم	عالم	عالم	عالم	عالم	عالم

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابو زید لغوی	امام ابو سفیان ابن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۲۱	.	احد	احد	احد	احد	احد	احد
۲۲	.	ابد	.	.	.	-	.
۲۳	.	وِتر	.	.	.	وِتر	.
۲۴	.	.	حنّان	.	.	.	.
۲۵	.	.	منّان	منان	منان	منان	.
۲۶	.	.	کفیل	.	.	.	کفیل
۲۷	.	.	مُحِیط	محیط	محیط	محیط	محیط
۲۸	.	.	رَفیع	.	.	رفیع	رفیع
۲۹	.	.	شاکر	شاکر	شاکر	شاکر	شاکر
۳۰	.	.	اکرم	.	.	..	اکرم
۳۱	.	.	قدِیر	قدیر	قدیر	قدیر	قدیر
۳۲	.	.	خلاق	خلاق	خلاق	خلاق	خلاق
۳۳	.	.	فاتح	.	.	.	.
۳۴	.	.	مُثیب	.	.	.	.
۳۵	.	.	عَلّام	.	.	.	.
۳۶	.	.	مَولیٰ	نعم المولیٰ	نعم المولیٰ	نعم المولیٰ	مولیٰ
۳۷	.	.	نصیر	.	نصیر	نصیر	نصیر
۳۸	.	.	ذو الطّول	ذو الطول	ذو الطول	ذو الطول	.
۳۹	.	.	ذو المعارج	.	.	.	.
۴۰		.	ذو الفضل	.	.	.	.

Marfat.com

نمبر شمار	سنن ترمذی	سنن ابن ماجہ	مستدرک حاکم	ابوزید بغوی	امام ابوسفیان ابن عیینہ	امام جعفر صادق	حافظ ابن حجر
۴۱	.	.	مُبین	مُبین	مُبین	مُبین	مُبین
۴۲	.	.	الله	.	الله	الله	الله
۴۳	.	.	مدبر	.	.	.	.
۴۴	.	.	فرد	.	.	فرد	.
۴۵	.	.	.	فعال لمایرید	فعال لمایرید	فعال لمایرید	.
۴۶	.	.	.	.	.	سریع	.
۴۷	.	.	.	.	.	متفضل	.
۴۸				غافر	غافر	غافر	غافر
۴۹				قابل	قابل	قابل	.
۵۰					ملیک	ملیک	ملیک
۵۱	.	.	.	.	.	ربّ المشرقین وربّ المغربین	.
۵۲	.	.	.	.	.	معین	.
۵۳	.	.	.	.	.	.	حاکم
۵۴	.	.	.	.	.	.	غالب
۵۵	.	.	.	.	.	.	اعلیٰ
۵۶	.	.	.	.	.	.	حفیٌ
۵۷	.	.	.	.	.	المنعم	المستعان

اس نقشہ سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ مختلف طرق میں جو نام بیان ہوئے ہیں۔ اُن کا شمار ۱۵۸ ہے۔ اور اُن میں سے آٹھ نام (۱) مالک الملک (۲) ذوالجلال والاکرام (۳) ذُوالقوّۃ (۴) ذوالطول (۵) ذوالمعارج (۶) ذوالفضل (۷) فعال لمایرید

۱۸ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ مرکب نام ہیں۔ باقی ۵۰ امفرد ہیں ؎

اِنہی اسماء میں سے ۹۹ ناموں کا اندراج معہ شرح باب اول میں کیا گیا ہے۔ اور

باقی کا اندراج باب دوم و سوم میں معہ مزید تحقیقات ہے ؎

فصل

غالباً یہ امر ناظرین کے لئے حل طلب ہے۔ کہ ان علماءِ عظام میں تعیین اسماء واعلام کے متعلق اس قدر اختلاف کیوں ہوا۔ خصوصاً جب کہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کہ جس اسماء کو ایک امام نے نہیں لیا۔ وہ اُس سے کم نہیں جن کو لیا گیا ہے۔ اس بارہ میں اصل تو مذاق انتخاب ہے۔ لیکن بعدازاں یہ بھی ہے۔ کہ جب چند اسماء کی اصل ایک ہی مادہ سے تھی۔ تو ان میں سے ایک نے ایک اسم کو لیا۔ دوسرے کے لینے سے خود کو مستغنی سمجھا۔ مثلاً ترمذی نے مالك الملك لیا ہے۔ اور ملیك کو نہیں۔ تو اس روایت کے راوی اول نے مالك الملك اور ملیك کو ہم معنی قرار دیا۔ ترمذی میں قہار موجود ہے۔ اور اُس نے قاھر کو روایت میں نہیں لیا۔ جبکہ ابن ماجہ و حاکم وابوزید و امام ابن عیینہ و امام جعفر صادق نے قاھر کو لیکر پھر قہار کو نہیں لیا۔ ترمذی نے فتاح بیان کیا۔ اور حاکم نے فاتح۔ ترمذی نے رافع بیان کیا۔ اور رفیع نہیں لیکن دیگر تین ائمہ نے رفیع بیان کیا ہے۔ رافع نہیں۔ ترمذی نے رزاق بیان کیا رازق نہیں۔ مگر ابن ماجہ نے رزاق اور رازق دونوں کو بیان کیا۔

ترمذی نے علم سے اسم علیم بیان کیا ہے۔ لیکن دیگر ائمہ نے علیم کے علاوہ عالم ہی روایت کیا۔ ترمذی نے اللّٰہ کے بعد اِلٰہ کی روایت نہیں کی۔ دیگر ائمہ نے اِلٰہ کو مستقل اسم قرار دیا ؎

Marfat.com

ترمذی و ابن ماجہ و حاکم اسم شکور روایت کرتے ہیں۔ اور ابو زید و ابن عیینہ و امام جعفر صادق صرف اسم شاکر۔ حاکم اور ابن حجر۔ شاکر اور شکور دونوں کو جدا گانہ لے لیتے ہیں ؛

ترمذی نے غفّار کے بعد غافر کو۔ اور حفیظ کے بعد حافظ کو۔ کریم کے بعد اکرام کو۔ علی کے بعد اعلیٰ کو۔ خالق کے بعد خلاق کو قادر کے بعد قدیر کو غالبًا اسی لئے چھوڑا ؛

حکیم دونوں معنے میں مستعمل ہے۔ صاحب حکم و صاحب حکمت۔ ترمذی نے غالبًا حاکم کو (جسے ابن حجر نے لیا ہے) اسی لئے چھوڑ دیا تھا لیکن یہ وہ اصول ہے۔ جس پر کلیتہً نہ کسی نے عمل کیا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً رحمن و رحیم دونوں کا مصدر ایک ہے۔ مگر سب نے ان کو دو جدا گانہ اسم ہی شمار کیا ہے۔ خالق۔ البارى۔ المصور معنے خالقیت میں سب مشترک و متحد ہیں۔ تاہم یہ اسماء علیحدہ علیحدہ تین شمار ہوئے ہیں۔ خود ترمذی نے بھی غفور اور غفار کو دو اسم ہی شمار کیا ہے۔ اس کے بعد اُن اسماء میں بھی اختلاف ہؤا۔ جو مفرد حالت میں نہیں بلکہ باضافت مستعمل ہوئے ہیں ؛

ترمذی نے جامع اور بدیع کا استعمال بحالت مفرد کیا ہے۔ جامع تو جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ سے ہے۔ اور بدیع۔ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ہے۔ اسی اصول پر ترمذی و ابو زید کے سوا دیگر ائمہ نے شَدِيْدُ الْعِقَابِ سے شدید اور ابو زید و امام ابن عُیینہ و امام جعفر صادق نے قابل التَّوْبِ سے قابل اور بجز ترمذی دیگر ائمہ نے عَالِمُ الْغَيْبِ سے عالم بھی لے لیا۔ اسمائے مشتقہ کے بارہ میں یہی ہؤا۔

ترمذی کی روایت میں منتقم ہے۔ جو ذوا نتقام سے بنا ہے۔ ابو زید و امام ابن ابن عُیینہ و امام جعفر صادق نے اسے اسم نہیں قرار دیا۔ ترمذی نے قَائِمًا بِالْقِسْطِ

Marfat.com

سے مُقسِط بنایا ہے۔ ابن ماجہ کے سوا اور کوئی اس اسم سے متفق نہیں ؂
ترمذی نے ذوالجلال سے جلیل بنایا ہے۔ ابن ماجہ و حاکم کا بھی اتفاق ہے دیگر ائمہ نے اس اسم کا استخراج نہیں کیا۔ ترمذی نے جلیل کے علاوہ ذوالجلال والاکرام کو علیحدہ اسم قرار دیا۔ مگر ابن ماجہ و حاکم اِسے علیحدہ اسم شمار نہیں کرتے البتہ جن ائمہ نے جلیل کو اسم شمار نہ کیا تھا۔ انہوں نے ذُوالجَلَالِ وَالِاکرَامِ کو ضرور بطور اسم شمار کیا ؂

ترمذی نے اسم باقی کو وَیَبقیٰ وَجہُ رَبِّکَ سے نکالا۔ چار ائمہ دیگر بھی متفق ہیں۔ مگر حاکم و ابن حجر اسے نہیں لیتے۔ اِن جملہ وجوہات کے بعد یہ بھی ہؤا۔ کہ بعض روایات میں نہایت مشہور اسم بھی رہ گئے۔ ترمذی میں اسم رب اور احد کی روایت نہیں ہوئی۔ گو بعض متاخرین میں سے کسی نے رب اور کسی نے احد کو اس روایت میں شامل بھی کر دیا ہے۔ ابن ماجہ میں اسم قدوس و فتّاح وغفّار و کبیر وحمید والمقتدر جیسے نام رہ گئے ؂

روایت حاکم میں سمیع و بصیر۔ حلیم۔ غنی جیسے مشہور اسماء نہیں ہیں۔ اب ان جملہ ائمہ عظام کی مساعی جمیلہ ہمارے سامنے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک اسم کو جو کسی روایت میں آچکا ہے۔ یا امام کا استخراج کردہ ہے۔ فرد سے باہر رکھنا ہمارے لئے دشوار ہے۔ میں نے جملہ روایات سے استفادہ کرتے ہوئے اور غور کرتے ہوئے اُن سے مفرد اسمائے پاک کی فہرست نو وونہ نام کی تیار کرلی ہے۔ اور ان کی شرح باب اول میں ہے ؂
اس فہرست میں جو اسمائے پاک درج نہیں ہوئے۔ وہ باب دوم میں درج شدہ ہیں۔ اور اس طرح ناظرین کو اُن جملہ اسمائے پاک سے اور اُن کے معانی سے آگاہی ہو جائے گی۔ جن جن کو ائمہ دین نے بیان کیا ہے ؂

وَلِلّٰہِ الحَمدُ فِی الاُولیٰ وَالاٰخِرَۃ

Marfat.com

نقشہ نود و نہ نام پاک اللہ عزّوجلّ مندرجہ باب اوّل

نمبر شمار	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۱	اَللّٰہُ	اِنَّنِیۡ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّاۤ اَنَا طہ
۲	رَحْمٰن	رَحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (فاتحہ)
۳	رَحِیْم	ایضًا
۴	اَلْمَلِک	اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ (سورہ حشر)
۵	اَلْقُدُّوْس	ایضًا
۶	السَّلَام	ایضًا
۷	المؤمن	ایضًا
۸	اَلْمُهَیْمِن	ایضًا
۹	اَلْعَزِیْز	ایضًا
۱۰	الجبّار	ایضًا
۱۱	المتکبّر	ایضًا
۱۲	الخالق	اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (سورہ حشر)
۱۳	البارئ	ایضًا
۱۴	المصوّر	ایضًا
۱۵	الغفّار	وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ (طہٰ)
۱۶	القہار	وَاحِدُ الْقَهَّارِ (یوسف)
۱۷	الوہاب	اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران)
۱۸	الرزاق	اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الرَّزَّاقُ (ذاریات)
۱۹	الفتّاح	وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ (سباء)
۲۰	العلیم	ایضًا

Marfat.com

نمبر شمار	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۲۱	السمیع	اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السمیع البَصِیْر (المومن)
۲۲	البصیر	ایضًا
۲۳	اللطیف	وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْر (نساء)
۲۴	الخبیر	ایضًا
۲۵	الحلیم	اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (اسرائیل)
۲۶	العظیم	وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم (آیت الکرسی)
۲۷	الغفور	اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَکُوْر (فاطر)
۲۸	الشکور	ایضًا
۲۹	العلیّ	وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم (آیت الکرسی)
۳۰	الکبیر	عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ الْکَبِیْر (رعد)
۳۱	الحفیظ	اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ (ہود)
۳۲	المقیت	اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا (نساء)
۳۳	حسیب	اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا (نساء)
۳۴	الکریم	اِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْم (نمل)
۳۵	الرقیب	اِنَّ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (نساء)
۳۶	القریب	اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْب (ہود)
۳۷	المجیب	ایضًا
۳۸	الواسع	اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ علیم (البقرہ)
۳۹	الحکیم	اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم (نمل)
۴۰	الودود	وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْد (بروج)

Marfat.com

نمبر شمار	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۴۱	المجید	إنّہٗ حمید مجید (ھود)
۴۲	الشّہید	إنّ اللہ علیٰ کل شئیٍ شہید (حج)
۴۳	الحق	إنّ اللہ ھو الحقّ المبین (نور)
۴۴	الوکیل	وَکفیٰ بِربّكَ وکیلا (بنی اسرائیل)
۴۵	القوی	وھو القویّ العزیز (شوری)
۴۶	المتین	ذو القوّۃ المتین (ذاریات)
۴۷	الولی	وھو الولی الحمید (شوری)
۴۸	الحمید	ایضًا
۴۹	الحیّ	اَللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحیّ القیوم (اٰل عمران)
۵۰	القیّوم	ایضًا
۵۱	الواحد	الواحد القہار (ص)
۵۲	الاحد	قل ھُوَ اللہُ اَحَد (اخلاص)
۵۳	الصّمد	اللہ الصّمد (〃)
۵۴	القادر	ھُوَ القادر (انعام)
۵۵	المقتدر	عند ملیك مقتدر (قمر)
۵۶	الاوّل	ھُوَ الاول وَ الآخر والظاھر والباطن (الحدید)
۵۷	الآخر	ایضًا
۵۸	الظاھر	ایضًا
۵۹	الباطن	ایضًا
۶۰	الوالی	ما لہم من دونہ من وال (رعد)

ARABIC SECTION
20606

Marfat.com

نمبر شمار	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۶۱	اَلْمُتَعَالِی	کبیر المتعال (رعد)
۶۲	اَلْبَرُّ	البرّ الرحیم (طور)
۶۳	التَّوَّاب	انت التواب الرّحیم (البقرہ)
۶۴	العفو	اِنَّ اللہ کان عفوغفورًا (نساء)
۶۵	الرَّؤُفُ	اِنَّ اللہَ رَؤف رَحِیم (نور)
۶۶	الجَامِعُ	اِنَّکَ جامع النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْہ (آل عمران)
۶۷	اَلْغَنِیُّ	وَاللہُ غَنِیٌّ حَلِیْم (بقرہ)
۶۸	اَلنُّوْرُ	اَللہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض (نور)
۶۹	اَلْھَادِی	وَکَفٰی بِرَبِّکَ ھَادِیًا وَّنَصِیْرًا (فرقان)
۷۰	اَلْبَدِیع	بدیع السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (انعام)
۷۱	الرَّبُّ	رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (بقرہ)
۷۲	اَلْمُبِیْن	اِنَّ اللہَ ھُوَ الْحَقُّ الْمبین (نور)
۷۳	اَلْقَدِیْرُ	اِنَّ اللہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (نحل)
۷۴	الحافظ	وَاللہُ خَیْرٌ حافظًا (یوسف)
۷۵	اَلْکفیل	وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا (نحل)
۷۶	الشاکر	فَاِنَّ اللہَ شَاکِرٌ عَلِیْم (بقرہ)
۷۷	الاکرم	وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ (علق)
۷۸	الاعلیٰ	سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (اعلیٰ)
۷۹	الخلّاق	وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْم (یٰسٓ)
۸۰	المولیٰ	وَرُدُّوْا اِلَی اللہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقّ (انعام)

Marfat.com

حوالہ آیت قرآنیہ	اسم پاک	نمبر شمار
وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا (نساء)	النصیر	۸۱
اِنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (کہف)	الالٰہ	۸۲
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (مائدہ)	العلام	۸۳
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (انعام)	القاہر	۸۴
غَافِرِ الذَّنْبِ (مومن)	الغافر	۸۵
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (انعام وملائکہ)	الفاطر	۸۶
عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (قمر)	الملیک	۸۷
اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا (مریم)	الحفی	۸۸
اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (فصلت)	المحیط	۸۹
وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ (انبیاء)	المستعان	۹۰
رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ (مومن)	الرفیع	۹۱
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (زمر)	الکافی	۹۲
وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ (یوسف)	الغالب	۹۳
مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران ع ۱۷)	المنان	۹۴
ذُو الْجَلٰلِ (رحمٰن)	الجلیل	۹۵
اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى (روم)	المحی	۹۶
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (اعراف)	الممیت	۹۷
وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ (قصص)	الوارث	۹۸
اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ	الباعث	۹۹
وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ (رحمٰن)	الباقی	۱۰۰

Marfat.com

آغاز شرح سے پیشتر معنے الفاظ حدیث بھی گزارش کئے جاتے ہیں۔ سنن ترمذی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ۔ اللہ کے ۹۹ نام ہیں۔ جس نے اُن کو گھیر لیا۔ وہ جنت میں داخل ہوا۔

شرح۔ لِلّٰہِ کے فرمانے سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اسم پاک اللہ کے سوا ۹۹ نام اور ہیں۔ جو اسی اسم ذات کی طرف مضاف ہیں۔ بایں معنی یہ قریب قیاس ہے۔ کہ ۹۹ کا شمار اسم اَللہ کے علاوہ ہو۔ اور یہ اسم اپنی شمولیت کے بعد شمار کو پورا سو بنا دیتا ہو یہی معنی راجح ہیں۔

اِسْمًا۔۔۔ لفظ اسم کو سمو سے بنایا گیا ہے۔ سمو کے معنی ہر چیز کی بلندی۔ برتری۔ وہ اونچی۔ اور چوٹی کی علامت۔ جس سے وہ چیز دیگر اشیاء سے ممیز ہوتی برتر ہوتی۔ علیحدہ شمار میں آتی ہے۔ چونکہ تعین اسم کے فوائد اور اغراض یہی ہیں۔ اِس لئے نام کو اسم کہا گیا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی میں جو لفظ حُسْنٰی لفظ اسماء کے ساتھ ہے۔ یہ اَحْسَنُ کی جمع ہے۔

اَحْصَاھَا۔۔۔ کے معنی علماء نے متعدد بیان کئے ہیں۔ اکثر نے اِس کے معنی حَفِظَھَا بتلائے۔ کیونکہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں اَحْصَاھَا کی جگہ حَفِظَھَا وارد ہوا ہے۔

اس ترجمہ کے بعد بھی اس کے معانی متعدد ہیں۔ اس معنی کی تردید کی گئی ہے۔ کہ صرف نوکِ زبان یاد کر لینا ہی لفظ اَحْصَاھَا کے مقصد کو پورا کر دیتا ہے۔

فتح الباری میں ہے۔

(۱) احصا کے معنی یہ ہیں۔ کہ دعا مانگنے والا صرف چند اسماء پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ جملہ اسماء کو پڑھ کر دعا مانگا کرے۔

Marfat.com

۲- ان اسماء کے حقوق پر قیام - اور اُن کی مقتضی پر عمل کرنا مراد ہے۔ مثلاً رازق کہے۔ تو اللہ تعالٰے کی رزق رسانی پر بھی اعتبار کرے۔

۳- اَحْصَاء سے مراد۔ معانی اسماء کا بخوبی سمجھ لینا ہے۔ محاورہ ہے فلانٌ ذو حصاة یعنی فلاں شخص صاحب عقل و ہوش ہے۔ قرطبی کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے امید ہے۔ کہ ان تینوں صورتوں میں سے خواہ کوئی بھی صورت ہو صحت نیت کے بعد ہر ایک صورت بندہ کو جنت میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

۴- اَحْصَا کے معنی معرفت ہیں۔ کیونکہ جو ان اسماء کا عارف ہو گا۔ وہ مومن ہو گا۔ جو مومن ہو گا۔ وہ جنت ہی میں جائیگا۔ معرفت میں اعتقاد کو شامل سمجھو۔ مثلاً جو دہریہ ہے۔ اُسے اسم خالق پر اعتقاد نہیں۔ اور جو صرف فلسفی ہے۔ اُسے اسم قادر کے معنی پر یقین نہیں ؛

(۵) اَحْصَا کے معنی عمل کرنا ہیں۔ مثلاً جو اللہ تعالٰے کو حکیم سمجھتا ہے۔ وہ اس کے جملہ احکام کا بحسب حکمت ہونا بھی تسلیم کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالٰے کو قدوس جانتا ہے وہ اُسے جملہ نقائص سے منزہ و پاک بھی اعتقاد کرتا ہے۔ ابوالوفا ابن عقیل نے انہی معنی کو تسلیم کیا ہے ؛

(۶) ابن بطال کا قول ہے۔ کہ طریق عمل کے معنی یہ ہیں۔ کہ بعض اسماء تو وہ ہیں۔ جن کی صفات کا اقتدا ہو سکتا ہے۔ مثلاً رحیم و کریم۔ کہ ان صفات پر بندہ خود کو بھی خوگر بنا سکتا ہے۔ اور بعض صفات وہ ہیں۔ جن کا اقتدا ممکن نہیں۔ مثلاً جبّار و عظیم وغیرہ ایسے اسماء کے متعلق طریق عمل یہ ہے۔ کہ ان صفات کو اللہ تعالٰے سے خاص سمجھے۔ ان کا اقرار کرے۔ اور خضوع و خشوع اختیار کرے۔ جن اسماء سے وعدۂ نعمت ملتا ہو۔ اُن میں طمع و رغبت پیدا کرے اور جن اسماء میں وعید ہو۔ اس جگہ خوف و خشیت کو لازم احوال بنائے اور احصا کے معنی یہی ہیں[۱] ؛ اب شرح اسماء شروع کی جاتی ہے ؛

[۱] فتح الباری ج ۲۶ ص ۹۶

Marfat.com

باب اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) اَللّٰہُ

اسم عَلَم ہے۔ اور ذات سبحانی کے لئے خاص الخاص ہے۔ علماء راسخین کا قول ہے۔ کہ یہ اسم کسی سے مشتق نہیں۔ قوی مذہب یہی ہے۔ بعض نے اسے مشتق بتایا ہے۔ پھر اختلاف ہے کہ کس مصدر سے مشتق ہے۔ تفسیر کبیر نے چند اقوال نقل کئے ہیں۔

اوّل۔ اَلِھْتُ اِلٰی فُلَانٍ سے مشتق ہے۔ اِس کے معنی سَکَنْتُ اِلٰی فُلَانٍ ہیں۔

یعنی اَللّٰہُ وہ ہے جس کے نام سے تسکین ہوتی ہے ٭

اَللّٰہُ وہ ہے۔ جو آرام دل عارفین ہے ٭

اَللّٰہُ وہ ہے۔ جو تسکینِ قلب مضطرین ہے ٭

اَللّٰہُ وہ ہے۔ کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سے اسکی شان واضح ہوتی ہے

دوم۔ اَلَہٗ وَلَہٗ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی وارفتگی ہیں۔ یعنی

اَللّٰہُ وہ ہے۔ کہ قلب اُس کا والہ و شیدا ہے ٭

اَللّٰہُ وہ ہے۔ کہ ارواح پاک اُس کی شیفتہ و فریفتہ ہیں ٭

Marfat.com

اَللّٰہُ وہ ہے۔ کہ ادراک مخلوقات حیرت و درماندگی پر منتہی ہوتا ہے۔ عرفان اپنی شناخت میں اپنے نقصان کا اقراری ہوتا ہے۔ اور یہی معرفت نقصان اُسے بلند ترین علم و عرفان تک پہنچاتا ہے ٭

سوم - الہ لاہ۔ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی بلند شان ہیں ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ جو لوازمات مادہ سے برتر و اعلیٰ ہے ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ جو زمان و مکان کے احاطہ سے ارفع و بلند ہے ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ جو ذوی العقول کے وہم و گمان۔ فہم و ادراک سے بالاتر ہے ٭

چہارم لَاہَ یلوہ اِلَاھیئًا سے مشتق ہے۔ جس کے معنی احتجاب ہیں۔ یعنی

اَللّٰہ وہ ہے۔ جس کی ذات عقول سے محجوب ہے ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ جس کا کمال ہی ناقصین کے لئے حجاب ہے ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ جس کے نور کا انکشاف ارواح نوریہ کے لئے ستر کبریٰ ہے ٭

پنجم - اَلَہَ الفَصِیْل۔ سے بنا ہے۔ یعنی بچہ کا اپنی ماں کی طرف احتیاج مند ہونا۔ یعنی

اَللّٰہ وہ ہے۔ کہ سب اُس کے محتاج ہیں ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ کہ آفات و مصائب میں اُسی کی جانب بازگشت کی جاتی ہے ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ کہ تضرع و الحاح ہی کے ذریعہ سے ہماری رسائی اُس کی آستان تک ہو سکتی ہے ٭

ششم - اَلَہَ اَلَہًا (سمع) سے بنا ہے۔ محاورہ ہے۔ اَلَہَ علی فلانٍ۔ اس سے ڈرتا رہا اَلَہَ اِلَیْہِ۔ اس کی پناہ ڈھونڈھی۔ یعنی

اَللّٰہ وہ ہے۔ جو خوف و ہراس کے وقت بندوں کی پناہ ہے ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ جو تمام عالم کا تکیہ گاہ ہے ٭

اَللّٰہ وہ ہے۔ جس کی حفاظت میں تمام مخلوق اپنے اپنے اعدا کی دستبرد سے

Marfat.com

محفوظ ہے ؛

"ہاں لفظ اَللّٰہ کی ترکیب لفظی پر غور کرو"

اَللّٰہ کا حرف ہمزہ نہ لکھا جائے۔ تو لِلّٰہ پڑھا جاتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہر ایک شے اللہ ہی کی ملک ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ لِلّٰہِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِلّٰہ سے ایک لَ کم ہو جائے۔ تو۔ لَہٗ پڑھا جائیگا۔ اور با معنی ہوگا۔ قرآن کریم میں ہے۔ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

لَہٗ میں سے لَ کم ہو جائے۔ تو۔ ہ۔ رہ جاویگا۔ جس کا "تلفظ ھُوَ۔ ہے۔ یہ حرف واحد بھی۔ اُسی وَاحِدُ الْاَحَدُ کی ذات وحید پر دال ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اور دوسرے مقام پر ہے۔ ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات پاک کی تعیین میں اسی اسم خاص کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو۔ کوہ طور پر انہی کلمات میں عرفان تام عطا ہوا تھا۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا

حق یہ ہے۔ کہ میں ہی تو اللہ ہوں۔ اور کوئی بھی معبود نہیں۔ میں ہی ہوں۔ کلام الٰہی کے اِس فقرہ کو بار بار قلب پر پیش کرو۔ کہ تحقیق و تصدیق کے مرتبہ اعلیٰ پر ہے۔ مقام نفی و اثبات میں بھی اسی اسم کا اثبات ہوتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

یعنی ہر ایک شے جس کا۔ اِلٰہ۔ ہونا کبھی مشرکین نے گمان کیا ہو۔

ہر ایک معبود باطل جسے بطور معبود پکارا گیا ہو۔ یا پرستش کیا گیا ہو۔

ہر شے جو انسان کے دل پر تسلط کر لینے والی ہے ؛

ہر شے جس کی محبت دیگر انواع محبت پر غالب آسکتی ہے ؛

ہر شے جو انسان کی منتہائے آرزو بن سکتی ہے ؛

ہر شے جس کی نسبت کسی کمال ذاتی کا وہم و گمان کیا جا سکتا ہے ؛

Marfat.com

ہر وہم و گمان جو کمال غیر کا توہم پیدا کرنے والا ہے ۔

ان سب کی نفی کلی کر دی جاتی ہے۔ سب کو خنجر لَا سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔

اثبات صرف اسم اَللّٰہُ کا ہوتا ہے۔ ثبوت و اثبات میں فرق عظیم ہے۔ وہ جو ذات خود ثابت و حق ہے۔ ذرہ فانی اس کا اثبات نہیں کر سکتا۔

اثبات کے معنی تو وہ نسبت صحیحہ و عظیمہ ہیں۔ جو قلب مومن کو اس اسم ذات کے ساتھ قائم و دائم ہو جانی چاہئے ۔

کلمہ توحید پر نگاہ ڈالو۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے حروف پر تدبر کرو۔ کہ سارے کلمہ میں کوئی بھی زائد حرف موجود نہیں۔ وہی حروف ہیں۔ جو اسم ذات اللّٰہ کے اندر موجود ہیں۔ انہی کی ترکیب کلمہ توحید کو بنا دیتی ہے ۔

اَللّٰہُ اَکْبَر۔ حفاظت توحید خالص کے لئے کس قدر اہتمام ہے۔ اور غیرت الٰہیہ کس قدر غیریت سے برتر واقع ہوئی ہے ۔

یاد رکھئے۔ کہ اسم اللّٰہ اختصاص وجود کو مبرہن کرتا ہے۔ اور اُسی کا عین حقیقت ہونا آشکارا کرتا ہے۔ باقی سب کے سب ممکن الوجود ہیں۔ اور ان سب کا ہست ہونا محض اضافی ہے۔ وہ مخلوق جو عدم اول۔ اور عدم آخر سے محیط ہے۔ وہ مخلوق جس کی ہستی موجودہ میں بھی فنا ہر وقت و ہر آن اپنا کام کر رہی ہے۔ وہ مخلوق جو لقمہ ہلاکت ہے۔ دراصل حقیقت وجوب وجود سے قطعًا عاری ہے ۔

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو احد اور واحد ہے۔ اُس کی ذات کے سوا ہر شے کا وجود مرکب ہے۔ اور ہر شے کا ظہور ترکیب کا نتیجہ ہے ۔

اَللّٰہ ہی ہے۔ جس کے سوا اور کسی کو الوہیت کا شائبہ بھی حاصل نہیں ۔

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو دین خالص کا مالک ہے ۔

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو محبت خالص کا شایان ہے ۔

Marfat.com

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ آسمانوں اور زمین کے خزائن اُس کے قبضہ میں ہیں ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جسے ارض و سما کی وراثت حاصل ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو دلوں کی چھپی ہوئی اور سینوں میں ڈھکی ہوئی باتوں کو جانتا ہے

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو تحتِ ثریٰ اور فوقِ ثریا کے غیوب کا عالم ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو رات کو دن اور دن کو رات سے بدلتا ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو آسمان سے مینہ برساتا اور زمین سے دانہ اُگاتا ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جس کی تسبیح و تحمید میں ہر شے لگی ہوئی ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جسے ہر شے سجدہ کرتی ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو ہر شے کا جوڑا پیدا کرتا ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو ہر شے کی مقتضائے طبع کو جانتا اور اس کی تکمیل کا سامان فرماتا ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرض ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو خاکی بندوں کو نوری پیکروں سے بڑھکر کمال بخشتا ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ ایمان و تقویٰ سے اُس کی ولا حاصل ہوتی ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ صبر و احسان سے اُس کی معیت نشو و نما پاتی ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو توبہ کرنے والوں۔ توکل کرنے والوں۔ عدل کرنے والوں۔ اہل صدق و اہل اخلاص سے محبت کرتا ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ مومن بچہ کی زبان اُسی کے نام پر کھلتی ہے۔ اور باایمان انسان کے لب اُسی کو دہراتے دہراتے بند ہوتے ہیں ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ اُس کے لئے سجدہ ہے ؂

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ اُسی کے نام کے لئے قسم ہے ؂

Marfat.com

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو قلوب کا مطلوب ہے ؛

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو ارواح کی جان ہے ؛

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ تمام عالم اُسی کے نظام کا مسخّر دوام ہے ؛

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ ہر مومن کا دل اُس کی جانب مضطر و بیقرار ہے ؛

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو دعاؤں کو سُنتا مرادیں بخشتا ہے ؛

اللّٰہ ہی ہے۔ جو سالکوں کو راہ دکھاتا طالبوں کو بلاتا ہے ؛

اَللّٰہ ہی ہے۔ کہ سب ولی۔ سب شہید۔ سب صدیق۔ سب فرشتے۔ سب نبی۔ سب رسول اس کے بندہ ہیں اُس کے حکم کے سامنے سرافگندہ ہیں۔ اس کا حکم مانتے ہیں۔ اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اِن سب کا بھروسہ اور سہارا اور اعتماد و توکل اللہ ہی کی ذات پاک پر ہوا کرتا ہے ؛

اَللّٰہ ہی ہے۔ جو اپنی رحمت سے سب کو پالتا ہے۔ جو اپنے رحم سے اپنے بندوں کو پیار کرتا ہے۔ جو اپنے فضل سے خاص بندوں کو بڑھاتا ہے۔ جو اپنی لطف و عطوفت سے سب کے قصوروں کو معاف کرتا ہے۔ جو اپنی عظمت و کبریائی سے سب کو بزرگی و عزّت دیتا ہے ؛

اللّٰہ ہی ہے۔ جس کے حکم سے موسموں کا تغیّر۔ مہر و ماہ کا طلوع و غروب۔ شمس و قمر کا کسوف و خسوف ہوتا ہے ؛

اللّٰہ ہی ہے۔ جس کے حکم سے لرزنے والی زمین۔ اب رہائش انسان کے قابل بنی ہوئی ہے ؛

اَللّٰہ ہی ہے۔ جس نے بحرِ مواج کی موجوں کی حد بندی کر دی ہے۔ جو کنارہ سے ایک انچہ آگے نہیں بڑھ سکتی ہیں ؛

اللّٰہ ہی ہے۔ جس نے پہاڑوں کے شکم اپنے مخزن بنائے۔ جس نے پہاڑوں کی

Marfat.com

نکیلی چوٹیوں کو پانیوں کا ذخیرہ ٹھہرایا ہے ؛

اَللہ ہی ہے جو دردمندوں کی دوا ہے۔ جو بے ٹھکانوں کی پناہ ہے۔ جو نراسوں کی آس ہے ؛

اَللہ ہی ہے۔ جو سوتے جاگتے ہر وقت ہمارے پاس ہے ؛

اللہ ہی ہے۔ جس کا نور ہم کو ظلمت سے نکالتا اور اجالے میں لاتا ہے ؛

اللہ ہی ہے۔ جو ہمارے کانوں کو شنوائی۔ ہماری آنکھوں کو بینائی اور قلوب کو روشنائی دیتا ہے ؛

اَللہ ہی وہ اسمِ ذات ہے۔ جو اسی کی ذات کے لئے مستعمل ہے ؛

اَللہ ہی وہ اسمِ ذات ہے۔ جو جملہ صفات کو اپنے اندر موجود رکھتا ہے ؛

اَللہ ہی وہ اسمِ ذات ہے۔ کہ صفات اُس کی مسمّٰی سے نہ خارج ہیں، نہ زائد ہیں ؛

اَللہ ہی ہے۔ جس کی ذات و صفات میں تفریق ناممکن ہے ؛

اَللہ ہی ہے۔ جو بندوں کی ذہنی و فرضی تقسیمِ ذات و صفات سے منزّہ و پاک ہے ؛

اَللہ ہی ہے۔ جس کا عرفان عقل اپنے شواہد سے۔ فطرت اپنے معالم سے۔ روح اپنے مدارج سے۔ قلب اپنے حقائق سے اور ایمان اپنی تصدیق سے حاصل کرتا ہے ؛

اَللہ ہی ہے۔ جس کے حکم سے فنا ملتی ہے۔ اور جس کے فضل سے بقا حاصل ہوتی ہے ؛

اَللہ ہی ہے۔ جس کا انصاف رحم کے پردہ میں نور بخش ہے ؛

اَللہ ہی ہے۔ جس نے اپنی ذات پاک پر رحمت کو لکھ رکھا ہے ؛

اَللہ ہی ہے۔ جس نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ

Marfat.com

الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَهُ الْكِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

خواصِ لفظی

۱۔ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے۔ کہ الف۔ لام۔ تعریف جزوِ کلمہ بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض کو اس اسم میں الف۔ لام۔ تعریف ہونے سے بھی انکار ہے۔

۲۔ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے۔ کہ اس پر تائے قسم وارد ہوتی ہے۔ ورنہ حرف تؔ بمعنی قسم اور کسی اسم پر وارد نہیں ہوتا۔

۳۔ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے۔ کہ الحمد کا استعمال اسی اسم ذات کے لئے ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے اَلْحَمْدُ لِلرَّحْمٰنِ یا اَلْحَمْدُ لِلرَّحِیْمِ وغیرہ نہیں بولا جاتا وجہ یہ ہے کہ جس طرح یہ اسم مسمّٰی کی ذات و صفات سب پر مجموعًا حاوی ہے۔ اسی طرح لفظ "حمد" بھی جملہ نعوت کمال و جلال کا جامع ہے۔ لہٰذا کامل تر اسم کے لئے کامل تر نعت کی ضرورت تھی۔

۴۔ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے۔ کہ اس کے آخر میں حرف (م) شامل کیا جاتا ہے۔ اور وہ حرف ندا کا کام دیتا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ حرف ندا کا شامل نہیں رہتا۔ یعنی اَللّٰهُمَّ جب کہیں گے۔ تب یا اَللّٰهُمَّ نہیں کہہ سکتے میں نے اپنی کتاب الصلوٰۃ والسلام۔ میں جو درود شریف کے متعلق جامع اور مکمل کتاب۔ ہے مفصل بحث لکھی ہے۔ کہ حرف (م) کو بطور حرف ندا اسم ذات کے ساتھ شامل کرنے کی خصوصیت کیا ہے۔ اُس جگہ حرف (م) کا فوق جمعیت میں کامل ہونا واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے۔ کہ اَللّٰهُمَّ کہنے کے معنی یہ ہیں کہ یا اللہ میں تجھ کو تیرے سب پاک اسماءِ حُسنٰی کے ساتھ پکارتا ہوں"

Marfat.com

اب اختصار کے ساتھ چند مشہور ادعیہ درج کر دی جاتی ہیں۔ جو اسم پاک کے ساتھ وارد ہوئی ہیں

(۱) قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران ع ۳)

کہہ اے اللہ۔ ملک کے مالک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے۔ جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور تو سب چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (مائدہ ع ۱۲)

اے اللہ ہمارے پالنے والے۔ ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما۔ جو ہمارے اولین و آخرین کے لئے عید اور تیری طرف سے ایک نشان ہو۔ اور ہم کو رزق دے۔ تو سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔

(۳) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (انفال ع ۴)

کافر یہ کہتے تھے۔ اے اللہ اگر یہ حق ہے۔ تو ہم پر آسمان سے پتھر برسیں۔ یا دردناک عذاب ہم پر آئے۔

(۴) دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یونس ع ۱)

بہشت میں بہشتی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہا کرینگے اور سلام انکا تحفہ ہوگا۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ان کا آخری کلام ہوگا۔

(۵) قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (زمر ع ۵)

پڑھا کر اے اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے چھپی کھلی کے جاننے والے تو ہی فیصلہ فرماتے گا۔ اپنے بندوں کے درمیان جن چیزوں میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔

Marfat.com

اب مختصراً وہ چند ادعیہ درج ہیں۔ جو احادیث پاک میں ہیں۔ اور اَللّٰھُمَّ سے شروع ہوتی ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۰

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ حمد خاص تیرے لئے ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو یگانہ ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں بہت پیار کرنیوالا۔ بڑی نعمتوں کا عطا فرمانیوالا آسمانوں و زمین کو وجود بخشنے والا۔ جلال والا۔ اور کرم والا۔ اے زندہ رہنے والے۔ اے قائم رہنے والے اے ہر رحم کرنے والوں سے بڑھکر رحم فرمانے والے ۰

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہٗ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِہٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْٓءً اَوْ اَجُرَّہٗ عَلٰی مُسْلِمٍ

یا اللہ آسمانوں زمین کو پیدا کرنیوالے۔ چھپی کھلی کے جاننے والے ہر شے کو پالنے والے سب کے مالک۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں اپنے نفس کی بدی سے پناہ چاہتا ہوں شیطان کی بدی اور شرکت سے بھی پناہ چاہتا ہوں۔ مجھے پناہ میں رکھو کہ میں خود اپنے لئے کوئی بدی کماؤں۔ یا کسی اہل اسلام پر کسی بدی کو کھینچ لاؤں ۰

دعا سید الاستغفار۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَہْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

یا اللہ میرا پروردگار تو ہی ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرے عہد اور وعدہ پر اپنی استطاعت کے موافق قائم ہوں۔ جو کچھ بھی میں نے کیا اس کی بدی سے تیری پناہ کا خواہاں ہوں۔ تیری جس قدر نعمتیں مجھ پر ہیں ان کا مجھے اقرار ہے۔ مجھے اپنے گناہوں کا بھی اقرار ہے تو مجھے معاف کردے۔ بیشک گناہوں کو صرف تو ہی معاف کرسکتا ہے

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ	یا اللہ میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اندیشہ اور غم سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیرے ساتھ ناتوانی اور سستی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ بد دلی اور بخل سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے
اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ مِنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ	یا اللہ کفایت کر مجھ کو ساتھ حلال اپنے کے حرام اپنے سے اور بے پرواہ کر مجھے ساتھ فضل اپنے کے اپنے غیر سے

(۲) اَلرَّحْمٰنُ

رحمٰن اور رحیم دونوں کا اشتقاق رحمت سے ہے۔ مگر ہر دو اسماء میں خصوصیات جداگانہ بھی ہیں:

اَلرَّحْمٰن علمیت کے لحاظ سے اسم اللہ کے برابر برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کہو یا رحمٰن کہو

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی	ان میں سے کچھ بھی کہہ لو۔ اللہ کے تو سب نام بہتر ہیں ؛

اب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کفار قریش اسم اللہ سے تو واقف تھے مگر اسم رحمٰن سے ان کو ذرا واقفیت نہ تھی۔

اسم اللہ کے متعلق آیات ذیل پر غور کرو۔ کہ کفار اس اسم کا استعمال کیونکر کرتے تھے:۔

(۱) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	اگر تو ان سے پوچھے گا کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا اور سورج چاند کو کس نے کام میں لگایا۔ تو وہ کہدینگے اللہ نے ؛
(۲) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ	اگر تو ان سے پوچھے کس نے آسمان سے پانی اتارا پھر

Marfat.com

مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (عنکبوت ع ۶)	زمین کو موت کے بعد اس پانی سے زندہ کیا تو وہ کہہ دیں گے اللہ نے ۔
(۳) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (زخرف ع ۶)	اگر تو اُن سے پوچھے کہ ان کو کس نے پیدا کیا۔ تو کہدیں گے اللہ نے ۔

آیاتِ بالا سے ظاہر ہے۔ کہ کفار عرب خالق ارض و سما اور منزّل باراں و خالق انسان اللہ ہی کو جانتے تھے۔ مگر وہ اسم رحمٰن سے ہمیشہ انکار ہی کیا کرتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ. قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ (فرقان ع ۵)	جب اُن سے کہا جاتا ہے۔ کہ رحمٰن کو سجدہ کرو۔ تب وہ کہتے ہیں۔ کہ رحمٰن کیا ہوتا ہے ۔
وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (انبیاء ع ۳)	اور یہی تو وہ ہیں جو کہ رحمٰن کے ذکر سے انکاری ہیں ۔

ان آیات سے واضح ہوا۔ کہ کفار اسم پاک رحمٰن سے ناآگاہ بھی تھے۔ اور اسم ہذا سے نفور بھی۔ اب یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ اسم رحمٰن وہ ہے۔ جس سے اسلام ہی نے لوگوں کو واقف کیا ہے۔ بیشک یہ اسلام ہی کے لئے موزون و شایاں تھا۔ کہ اس دین میں اسم رحمٰن کا فیضان ہوتا۔ کیونکہ رحمٰن رحمت سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور رحمت ہی وہ دولت ہے۔ جس کے دروازے اسلام نے پورے طور پر عالم و عالمیان کے لئے کھول دئے ہیں۔ ہاں یہ رحمت ہی ہے جو میاں بی بی کے رشتہ کو مضبوط بناتی ہے۔

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (روم)

ہاں یہ رحمت ہی ہے۔ جو اولاد کو والدین کے سامنے مؤدب و فرمان پذیر بنا دیتی ہے۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (اسرائیل)

یہ رحمت ہی ہے۔ کہ بعض بندوں کو بعض بندوں سے زیادہ مختص بنا دیتی ہے ۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران ع ۷)

یہ رحمت ہی ہے۔ جس کی قدر و قیمت دنیا کے جملہ ذخائر و دفائن سے بڑھ کر ہے ۔

Marfat.com

وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (زخرف ع ۴)

یہ رحمت ہی ہے۔ جس کی معیت کا اختصاص اہل توحید کو ہے ؎

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف ع ۶)

یہ رحمت ہی ہے۔ جو مومنین کے لئے بشکل قرآن پاک ظہور میں آئی ہے ؎

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (نمل ۸)

یہ رحمت ہی ہے۔ کہ خواجہ ہر دو سرا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عنصر لطیف میں مدغم ہوکر عالم و عالمیان کے لئے جلوہ گر ہوئی ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

یہ رحمت ہی ہے۔ کہ علم الٰہی کی طرح ہر شے پر احاطہ کئے ہوئے ہے ؎

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا (مومن ع ۱)

یہ رحمت ہی ہے۔ جسے مالک الملک نے جس پر کسی شے کا کوئی وجوب عقلاً و نقلاً نہیں ہے خود اپنی ذات پر لکھ لیا ہے۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

آیات بالا کی وسعت معانی پر تدبر کرو۔ معلوم ہو جائیگا۔ کہ نظام عالم اسی رحمت سے ہے۔ اور قوام سموٰۃ والارض بھی اسی رحمت سے۔ رحمٰن وہ ہے جس میں رحمت بدرجہ اتم موجود ہے۔ رحمٰن کے معنی ہی بتلاتے ہیں۔ کہ یہ نام ربّ العالمین کے سوا اور کسی کا ہو ہی نہیں سکتا۔ مکاشفات یوحنا ۳ باب ۱۲ درس کے پڑھنے سے ہویدا ہے۔ کہ نئے یروشلم اور اُس پر اللہ کا نام لکھے ہوئے ہونے کی پیشگوئی سرور کائنات کے ظہور سے چھ صدی پہلے بیان کی گئی تھی۔ نیا یروشلم بیت اللہ ہے۔ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب نے قبلہ ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ اور نیا نام یہی رحمٰن ہے۔ جس کے جدید ہونے کی وجہ سے خود اہل زبان نے بھی اُس سے اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا۔ ہاں اس میں یہی راز عظیم مخفی تھا۔ کہ اسم

Marfat.com

رحمٰن کا ظہور اسلام ہی میں ہو۔ اور یہی دین رحمتِ کاملہ کا مظہر بنے۔ اس اسم کو اخفا سے ظہور میں لانے والا بھی خود رحمت مجسم ہو۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہی اسم بتلاتا ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد رحمت پر ہے۔ یہی اسم بتلاتا ہے۔ کہ اسلام کی آسمانی کتاب سراپا ہدایت ہے*

اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا کسی اور مذہب کے پاس بھی ایسی خصوصیات ہیں۔ اس کا جواب ہمیشہ منفی رہیگا*

رحمٰن کی شان اُن آیات میں نور بخش ہے۔ جس میں اس اسم پاک کا استعمال ہوا ہے۔ رحمٰن وہ ہے جو نوع انسانی کا محافظ ہے

مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ (انبیاء ع۵)

رحمٰن وہ ہے۔ جو زمین و آسمان اور مَا فِيْهَا کی صیانت مع ان کی خصوصیات طبعی کے فرماتا ہے*

مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ (تبارک ع۱)

رحمٰن وہ ہے۔ جو ہر ایک خائف و ترس ناک کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے*

اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الرَّحْمٰنِ (مریم)

یہ رحمٰن ہی ہے۔ جسے عرشِ عظیم پر استوا حاصل ہے*

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى

یہ رحمٰن ہی ہے۔ جس کی پیدا کردہ مخلوق ہر ایک نقصِ طاعن سے مبرّا ہے

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ (ملک)

یہ رحمٰن ہی ہے۔ جو بندوں کی استعانت فرماتا ہے*

وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ (انبیاء)

یہ رحمٰن ہی ہے۔ جس کی خشیت و ادب کا ہمارے قلوب میں ہونا جزوِ ایمان ہے

Marfat.com

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ (ق ع ۳)

یہ رحمٰن ہی ہے۔ جو انسان کو پیدا کرتا۔ اُسے بولنا سکھلاتا اور معانی قرآن کا علم عطا فرماتا ہے ۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَان

یہ رحمٰن ہی ہے۔ جس کے سامنے تمام مخلوق کی حیثیت ایک غلام۔ ایک بندہ۔ ایک مرزوق۔ ایک مربوب کی ہے ۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (مریم ع ۱۰)

یہ رحمٰن ہی ہے۔ کہ اس کے ہاں عاجز بندوں کے لئے محبت و وداد کا لا انتہا خزانہ موجود ہے ۔

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم)

یہ لازم ہے۔ کہ اسم رحمٰن کے ساتھ اُس کی اپنی خصوصیات سے قلب مسرور زبان ذاکر۔ آنکھیں محظوظ۔ اور دماغ مملو رہے ۔

اگر اس اسم سے تخلق کی آرزو ہو۔ تو ضرور ہے کہ ہمدردی عامہ اور خیر خواہی تامہ کا خوگر بنے۔ دلسوزی و شفقت کا آئینہ ہو۔ تربیت ناقصان اور تعلیم جاہلاں کو شیوہ بنائے۔ اور اندریں باب دشمن و دوست سب کے لئے دروازہ کھلا رکھے۔ اور اس طریق میں بھی وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ کی نصرت و رعایت کو شمع راہ سمجھے ۔

اس اسم کے متعلق دعائے ذیل نہایت عجیب ہے۔

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَتِهٖ	اے اللہ دل کے فکر کو دور کرنیوالے غم کو کھول دینے والے۔ بیقراروں کی پکار کو سننے والے۔ اور دنیا اور آخرت میں رحمت فرمانے والے اور رہر دو جہان میں رحم کرنیوالے مجھ پر رحم تو تو ہی فرمائے گا۔ اس لئے تو ہی مجھ پر رحم فرما۔ ایسی رحمت

Marfat.com

من سوا الله ۔ کے ساتھ۔ جو مجھے سب کی رحمت سے بے پروا بنادے۔

(۳) اَلرَّحِیْمُ

الرَّحِیْمُ۔ رحم سے بنا ہے۔ یہ وہ نام ہے۔ جو رحمٰن کے ساتھ بہت بڑا تعلق رکھتا ہے۔ رحم کا اطلاق عموماً۔ درماندہ بیکس۔ عاجز۔ ناتوان مصیبت رسیدہ پر کیا جاتا ہے۔ اور رحیم وہ ہے۔ جو ایسے بندوں پر التفات کرنے والا۔ اُن کی بگڑی ہوئی کو بنا دینے والا۔ اور ٹوٹی ہوئی کو جوڑ دینے والا ہو۔

ابو داؤد و ترمذی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ۔ خواجہ حالی مرحوم نے اسی کا ترجمہ اس شعر میں کیا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا — جو کوئی چھوٹے پر رحم نہیں کرتا۔ جو بڑے کی توقیر نہیں کرتا۔ وہ ہم میں سے نہیں۔

رحم کے مواقع استعمال معلوم کرنے کے لئے غور کرو۔ کہ نوح علیہ السلام نافرمان پسر کو بلاتے ہیں۔ کشتی میں سوار ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ اور بچ رہوں گا۔ اُس کے جواب میں نوح علیہ السلام فرماتے ہیں

لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ — آج کوئی نہیں۔ جو امر الٰہی سے کسی کو بچائے۔ ہاں جس پر اللہ ہی رحم فرمائے وہی بچ سکتا ہے۔

یہ آیت بتلاتی ہے۔ کہ غضب الٰہی سے نجات محال ہے۔ ایسے وقت میں صرف اسی کا رحم بچاؤ بن سکتا ہے۔

Marfat.com

دوسری مثال امرأۃ العزیز کی ہے۔ جس نے خواہشاتِ نفسانی کا مطیع بن کر یوسف صدیق جیسے پاکباز نبی کو جھوٹا اتہام لگایا۔ جیل میں بھجوایا۔ اور پھر کبھی بھی اس پر پشیمان نہ ہوئی ؛

جب دربار شاہی میں تحقیقات ہوئی۔ اور اُس کے خلاف جملہ شہادت مکمل ہوگئی اور اُسے اقبال جرم کے سوا اور کوئی راہ نہ سوجھی تو جھٹ اقرار کر لیا کہ

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي (یوسف) میں اپنے آپ کو بری نہیں ٹھہراتی۔ نفس تو ضرور بدی پر آمادہ کرنیوالا ہے بجز اُس کے جس پر میرا رب رحم کرے ؛

آیت بالا سے سبق ملتا ہے۔ کہ اخلاق رذیلہ سے رہائی۔ اور تباہ کن رذائل سے خلاصی صرف تب ہی مل سکتی ہے۔ جب رحم ربانی دستگیری فرمائے۔ ورنہ انسان نفس امارہ کا غلام انسان۔ قوائے شہوانی و غضبانی کا غلام انسان تو ہلاکت کے اس گڑھے میں گر رہا ہے۔ جس کی گہرائی اتھاہ ہے۔ اور جس کی ظلمت بے انتہا ہے ؛

اسم پاک رحیم کے معنی کا تعقل کرنے کے لئے دیکھو۔ اسے کلام پاک میں کن کن اسماء کے ساتھ استعمال فرمایا گیا ہے۔

(۱) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (س فاتحہ) فرمایا ہے۔ اور اس میں رحمت عامہ اور رحم خاصہ کا اظہار کیا گیا ہے ؛

(۲) إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ (حجرات وغیرہ) فرمایا۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ پشیمان بندہ کی التجا قبول فرمانا۔ اُس کے گذشتہ اعمال سے درگذر کرنا از راہ رحم ہے ؛

(۳) إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ (طور وغیرہ) فرمایا۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ جس طرح اللہ تعالےٰ کا بر و احسان بلا کسی غرض یا بندہ کے کسی حق و استحقاق کے بغیر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا رحم بھی ہر ایک نفع ذاتی سے مبرا و برتر ہے ؛

(۴) إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ الرَّحِيمُ (سورہ بقرع) یہاں بتایا گیا ہے۔ کہ رحم کا

Marfat.com

باعث وہ رافت و شفقت ہے۔ جو ذات پاک ہیں بندوں کے ساتھ پورے جوش پہ ہے

(۵) اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ (سورہ ہود ع ۹) میرا رب تو رحم کرنیوالا پیار کرنیوالا ہے۔ یہ ممکن ہے۔ کہ آپ کسی پر رحم کریں۔ مگر اُس سے وداد (محبت) نہ کریں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ اول رحم فرماتا ہے۔ اور پھر بندہ کو اپنی وداد سے بھی مشرف کرتا ہے؛

(۶) وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (س با ع ۱) یہ آیت بتلاتی ہے۔ کہ غفران و رحم کا ظہور قوت و دوام کے ساتھ ہوتا ہے؛

(۷) سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ اس آیت سے آشکار ہے۔ کہ وہ سلامتی جو آخرت میں مومنین کو ملنے والی ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی صفت ربوبیت و رحم کی تحت میں ہو گی؛

(۸) هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ (دخان ع ۵) اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ صفت رحم کا اجتماع عزت و قوت۔ غلبہ و شوکت کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ ایسی ... ۔ ایسی سلطنت والا۔ جب رحم فرمائے۔ تب واضح ہوتا ہے۔ کہ رحم کسی بیچارگی و مجبوری اور مصلحت ملکی وغیرہ پر مبنی نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ صفت رحیمی کا ظہور صرف آخرت میں ہو گا یہ درست نہیں۔ سورہ نساء میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۔ سورہ اسرائیل میں ہے اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۔ سورہ نساء میں ہے۔ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ سورہ احزاب میں ہے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔ یہ وہ اسناد ہیں۔ جو بتلاتی ہیں۔ کہ اس عالم دنیا میں بھی ہمارے مولیٰ کا رحم ہی کارفرما ہے۔ اور اس کے رحم کے بغیر کوئی انسان اس تباہی سے جو ہماری غفلت و نسیان اور خطا و عصیان کا نتیجہ ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں بچ سکتا؛

سورہ اعراف و یوسف، و انبیاء میں اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ بھی آیا ہے۔ اور سورۂ مومنون میں خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ بھی؛

Marfat.com

ہر دو کلمات کی فیض بخشی یہ ہے۔ کہ رحم کا مادہ مخلوق میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور اس لئے وہ بھی راحم کہلانے کا حقدار ہوتا ہے۔ لیکن (۱) جو لزوم۔ و دوام اسم رحیم میں ہے وہ راحم میں کہاں۔ (۲) اگر اور کوئی راحم ہے۔ تو رب العالمین۔ ارحم اور خیر ہے یعنی فضیلت و خیریت رحم اُسی ذات پاک کی صفات میں ہیں۔ الرحم الراحمین کا اسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس مشہور دعا میں موجود ہے۔ جو آپؐ نے کوہ طائف سے واپسی کے بعد نماز تہجد کے وقت پڑھی تھی۔ سرور کائنات اس پہاڑ پہ تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں کے باشندوں نے یعنی حکمران سے لیکر ادنیٰ کسان تک نے حضور کو سب و شتم سے دھتکار۔ اور سنگ و کلوخ سے مجروح بنایا تھا۔ اور کوئی ایک بھی داخل اسلام نہیں ہوا تھا۔ ایسے دل شکن منظر۔ اور صبر آزما موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل عرفانِ محبت سے پر نور اور عظمت و کبریائی سبحانی سے بھرپور تھا۔ لہذا ربُّ العلمین کے سامنے ان الفاظ کے ساتھ ہاتھوں کو بلند فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ۔ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اَوْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ عَلَیَّ غَضَبُکَ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰکِنْ عَافِیَتُکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ۔ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ یَّنْزِلَ

الٰہی اپنی کمزوری۔ بے سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کی بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں۔ تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ درماندہ۔ عاجزوں کا مالک تو ہی ہے۔ مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ کیا بیگانہ و ترشرو کے۔ یا اُس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے۔ ہاں جب تجھ پر تیرا غضب نہیں۔ تو مجھے اس حالت کی ذرا پروا نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے نور سے پناہ چاہتا ہوں۔ جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور دنیا و دین کے سب کام اُس سے درست ہو جاتے ہیں۔ کہ تیرا غضب

Marfat.com

بِیْ غضبك اَوْ یحل علیّ سخطك لك العقبٰی حتی ترضٰی۔ لاحول ولاقوۃ اِلّا بك [۱]	مجھ پر اترے۔ یا تیری خفگی مجھ پر وارد ہو مجھے تو صرف تیری ہی رضا درکار ہے۔ اور تیری ہی خوشنودی کی ضرورت ہے نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے ۔

الفاظ دعا پر پورا پورا تدبر کرو۔ کہ رحم کے معنی اور صفت رحیمیت کا مفہوم بخوبی سمجھ میں آجائیگا ۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو خود اپنے اندر بھی رحم پیدا کرنا چاہیئے سینہ میں ایسا دل ہونا چاہیئے۔ جو کسی بیکس کی حالت پر پگھل جائے۔ دل میں ایسا درد ہونا چاہیئے۔ جو ناکس و درماندہ انسانوں کی حالت کا احساس کرتا ہو ۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر　　خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

(۴) اَلْمَلِكُ

حدیث ترمذی میں اَلْمَلِكُ کو اسماء حسنےٰ میں شمار کیا گیا ہے۔ لغت میں ملک بادشاہ کو کہتے ہیں۔ دُنیا میں اور لوگ بھی مَلِكْ کہلاتے ہیں۔ اور یہ نام رکھنا شرک بھی نہیں۔ قرآن مجید میں بھی اس کا استعمال اور لوگوں کے متعلق ہوا ہے۔

(۱) اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○	بادشاہوں کا یہ حال ہے۔ کہ جب کسی نئی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ تو اُسے بگاڑ دیتے ہیں۔ وہاں کے عزت والے باشندوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں۔ وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۔

سورہ یوسف میں بھی چہار مقامات پر یہ لفظ آیا ہے۔ اور اس سے مراد بادشاہ مصری ہے۔ (الف) قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ (ب) قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ

[۱] رحمۃ للعالمین جلد اول بحوالہ طبری و ابن ہشام ۱۲

Marfat.com

بہٖ (ج) نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ (د) مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِيْنِ الْمَلِكِ

قرآن مجید پر تدبر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالے کے لئے اَلْمَلِکُ کا اطلاق بحالت مضاف ہوا ہے۔ مَلِكِ النَّاس اُسی کا اسم ہے۔ اس کے معنی ہیں کل بنی نوع انسان کا بادشاہ۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ جملہ انواع انسانی کی حکومت اللہ تعالے کے سوا اور کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوگی[1]۔

سورہ طٰہٰ میں اَللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ فرمایا گیا اور ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ملوک دنیا محض ظاہری معنی میں ملوک کہلائے جاتے ہیں۔ حقیقتہً کوئی ملک (بادشاہ) نہیں۔ بیشک اللہ تعالےٰ اَلْمَلِكُ ہے۔ اور اس کے ملک کے حدود یہ ہیں۔

---

[1] یہ بات عوام میں مشہور رہے۔ کہ نمرود اور بخت نصر دو کافر ایسے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے کل دنیا پر حکومت کی۔ اور ذوالقرنین و سلیمان علیہ السلام دو مومن بھی ایسے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اِن چاروں میں سے کوئی کل دنیا کا حکمران نہ تھا۔ نمرود سلطنت بابل کا بادشاہ تھا۔ افریقہ و یورپ۔ عرب۔ چین۔ ترکستان۔ روس کبھی اس کے علاقہ میں نہ تھے۔ بخت نصر تو سلطنت ایران کے ماتحت تھا۔ ذوالقرنین کی حکومت کے حدود خود قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اور اُن حدود سے دنیا کا بہت بڑا حصہ باہر رہ جاتا ہے۔ غور کرو۔ کہ اس کے تینوں سفروں میں سمندر کا ذکر نہیں آتا۔ اس لئے بحر اور ماوراء البحار ان حدود سے باہر رہ جاتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں فلسطین کا ملک تھا۔ قرآن مجید سے ظاہر ہے۔ کہ ملک یمن اور وہاں کی آفتاب پرست ملکہ کی اطلاع اُن کو ایک سفر میں لگی تھی۔ بائبل کو اگر تاریخ کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ سلیمان علیہ السلام کے عہد میں اور بھی بادشاہ تھے۔ جن سے حضرت کی صلح تھی۔ اور دوستانہ تھا۔ مگر وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے باجگزار نہ تھے۔ مشرق قدیم کی تاریخوں میں ایران کو دنیا کی شہنشاہی بتایا گیا ہے۔ مگر ایران کے سامنے روما کی سلطنت ہمیشہ ہمسری کا دعوی کرتی رہی ہے۔ اور اس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ نہ کبھی ایران کو اور نہ کبھی روما کو ساری دنیا کی حکومت [2] ملی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بحیثیت نبوۃ جو اقتدار جن و وحش پر تھا۔ وہ خارج از بحث ہے۔ کیونکہ وہ حصہ نبوت تھا نہ حصہ حکومت۔ باینہمہ عرب اُن کے حیطۂ نبوت میں بھی داخل نہ تھا۔

Marfat.com

بڑی برکتوں کے دینے والا وہ ہے۔ کہ سارے آسمان۔ اور تمام دنیا اور ان دونوں کے درمیان کی سب اجرام و سب اشیاء اس کی سلطنت میں شامل و داخل ہیں۔	وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا (زخرف ع ۹)

لہذا اَلْمَلِكُ کو بطور اسم پاک پڑھنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ تو وہ بادشاہ ہے۔ جو اَلْمَلِكُ الْحَقُّ کہلانے کا حقدار ہے۔ جیسے اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْس جاننا ضروری ہے۔ جو عالم امر و عالم خلق کا واحد حکمراں ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ مالک اور ملک میں فرق ہے۔ اور مَلِك زیادہ وسیع ہے۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی قطعہ اراضی کا مالک تو ہو۔ مگر اس پر حکمراں نہ ہو۔ مگر مَلِك کے لئے صفت حکمرانی کا ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ اس قطعہ پر حقوق مالکانہ نہ بھی رکھتا ہو۔ جب ہم اَلْمَلِك کے لئے استحقاق فرماں روائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ چند ایسے اسماء حسنٰے اور بھی ہیں۔ جو اسی صفت کی توضیح میں وارد ہوئے ہیں۔ القہار[۱۵]۔ الخافض[۲۲]۔ الحکم[۲۸]۔ العدل[۲۹]۔ المنتقم[۸۱]۔ المقسط[۸۶]۔ المانع[۹۰]۔ الضار[۹۱]۔ النافع[۹۲]۔ یہ سب اسی جمال کے پرتو ہیں۔ اور لوازم فرماں روائی کے آئینہ دار

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لوگ جس بادشاہ کی سلطنت میں بود و باش رکھتے ہیں۔ وہاں کے قوانین کی پابندی کو بھی وہ لازم سمجھتے ہیں۔ نیز قانون سے لاعلمی ان کے لئے عدالت میں کوئی عذر معقول تصور نہیں کی جاتی۔ اسی اصول پر شریعت بنی ہے (جو قانون الٰہی ہے) اور اسی اصول پر شریعت سے لاعلمی کسی انسان کے لئے عذر نہ ٹھہری۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَة۔ اللہ کی برہان کامل ہے۔

اسم پاک اَلْمَلِكُ سے تعلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ خود کو ایک وفادار شہری مُحِبِّ قانون اور مُحِبِّ اَلْمُلْك ہونے کا ثبوت دیں۔ جب لوگ اس نکتہ کو سمجھ جائینگے تو آئین ربانی کا نفاذ کلی سارے ملک میں خود بخود ہو جائے گا۔

واضح ہو۔ کہ سورہ قمر میں ہے عِندَ مَلِیكٍ مُقْتَدِرٍ ہے مَلِیكٌ بھی بمعنی اَلْمَلِك ہے۔ مگر یہ نام حدیث ترمذی میں نہیں آیا ۔

(۵) اَلْقُدُّوْسُ

قُدُّوسُ اسم ہے۔ اور اس کا فعل بابِ نَصَرَ یَنْصُرُ سے آتا ہے۔ یہ تنزیہی نام ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ربّ العالمین جملہ نقائص اور عیوب۔ ارجاس۔ وادناس سے پاک و منزّہ ہے ۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از فراغت وتر سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس۔ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھا کرتے تھے (حصن حصین بحوالہ ابوداؤد و نسائی وغیرہ) تیسری دفعہ کے قدوس میں آواز کو زیادہ بلند اور طویل فرمایا کرتے تھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ بھی آیا ہے ۔

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس کے فرمودہ میں اللہ تعالےٰ کی پاکی بیان کی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ کے فرمانے میں حکمت یہ ہے۔ کہ فرشتے بھی قدوسی کہلاتے ہیں۔ جبریئل کو بھی رُوْحُ الْقُدُس (روان پاک) کہتے ہیں۔ لہٰذا ایک مسلم کو یہ اعتقاد کر لینا چاہیئے۔ کہ ذات باری تعالیٰ کی تقدس کے معنی صرف اسی قدر نہیں ہیں۔ کہ وہ لوازم بشریہ سے پاک و برتر ہے۔ نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی قدوسیت یہ ہے۔ کہ نوری ملائکہ اور پاک روح میں بھی جو نقائص ہیں۔ وہ بھی اس کی ذات میں نہیں۔ روح اور ملائکہ کا مخلوق ہونا۔ اُن کی آغاز کی ابتدا۔ اُن کی انجام کی غائت ہی ایسے اوصاف ہیں۔ جو ذات سبحانی میں نقص سمجھے جاتے ہیں۔ اور وہ ان سے بھی بالاتر ہے ۔

Marfat.com

وہ لوازم حدوث۔ اور نقصان امکان سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ وہ دریافت حس۔ اور تصوّر خیال اور احاطہ عقل سے بلند تر ہے۔ وراء الوراء۔ ثم وراء الوراء ﴿

ملائکہ نے جو نُقَدِّسُ لَکَ کہا تھا۔ اُس کے یہی معنی تھے۔ کہ اس قدوسیت کا ہمیشہ اقرار رہیگا۔ اسی کا اظہار۔ یہ ظاہر ہے کہ جس مالک کے سامنے۔ قدوسی بھی خود کو منزہ نہ ٹھہرا سکیں۔ اُس کا قدس کس قدر عالی ہے ﴿

جو لوگ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنا چاہیں۔ انہیں مواظبت وضو ضروری ہے اور لازم ہے۔ کہ قابل نفرت عیوب اور قابل انکار نقائص سے خود کو دور رکھیں۔ افعال محمودہ۔ اور اعمال صالحہ کی پابندی اختیار کریں اور بااینہمہ اُس نقص بشری کو جو شامل ولاحق بشریت ہے فراموش نہ کریں۔ جبریل کو روح القدس کہنا یا مسجد اقصیٰ کو بیت المقدس کہنا یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی صنف میں صفت پاکیزگی سے تعلق خاص رکھتے ہیں ﴿

(۶) اَلسَّلَامُ

سَلَامٌ بطور اسم صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس کے معنی سالم ہیں یعنی وہ جو سلامتی میں کامل ہو۔ وہ جس کی سلامتی معرض خطر و زوال میں نہ ہو۔ وہ جو دوسروں کو سلامتی بخشتا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَام۔ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام (اخرجہ الخمسا لا البخاری عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حال میں ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام نے اُن کو رسول مقبول کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کا سلام اور اپنا سلام پہنچایا۔ تو اُنہوں نے جواب میں کہا ﴿

Marfat.com

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَمِنْهُ السَّلَامُ	یعنی اللہ پاک تو خود سلامتی کا مالک ہے۔ اور ہم کو سلامتی اُسی سے ملتی ہے

سلام مصدر بھی ہے۔ اہل ایمان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی سلام ملیگا :-

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ۔ ملائک بھی اہل ایمان کو سلام کریں گے۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ۔ اہل ایمان آپس میں بھی سلام ہی کے تحفے بھیجا کریں گے وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلَامٌ۔ اللہ تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حقوق امت پر فرض کئے ہیں۔ اُن میں سے حضور کا ایک حق یہ بھی ہے۔ کہ حضور پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔ اور التحیات کے بعد درود شریف :-

اسلام اس دین کا نام ہے جو اللہ تعالےٰ کا پسندکردہ اور برگزیدہ دین ہے۔ اس کا بھی قریبی تعلق سلام سے ہے۔ اسلام کے معنی۔ گردن نہادن و اطاعت کردن ہیں۔ اس مصدر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور دعا ہے جسے حضور نے ہر شب بستر پر لیٹ کر پڑھنے کے لئے تجویز فرمایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ	اے اللہ۔ میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اپنا چہرا تیری جانب کرتا ہوں۔ خود کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تیری پناہ سے اپنی پیٹھ لگاتا ہوں۔ تیرے انعام کا امیدوار اور تیری ہیبت سے ترساں ہوں تجھ سے تیرے سوا اور کہیں ٹھکانا ہے نہ پناہ ہے۔ میرا ایمان ہے کتاب پر جو تو نے اتاری۔ اور رسول پر جو تو نے بھیجا :-

واضح ہو۔ کہ قُدُّوس بھی تنزیہی اسم ہے۔ اور سلام بھی۔ فرق یہ ہے۔ کہ قدوس میں تنزیہہ ازلی ہے۔ اور سلام میں تنزیہہ لم یزلی :-

اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے۔ کہ اَفْشُوا السَّلَامَ کے حکم کی تعمیل کیا کرے۔ سامنے آجانے والے اہل اسلام کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے تحیت سے

شاد کام کیا کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہمہ شان رسالت اونیٰ اُمتی کو خود پہلے سلام کر دیا کرتے۔ اور فرمایا کرتے۔ کہ خَیرُکُم مَن بَدَءَ فِی السَّلَامِ۔ جو کوئی سلام کرنے میں پہل کرتا ہے وہ ہی بہتر شخص ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ باہمی سلام علیک سے محبت بڑھتی ہے۔ اور غرور نفس زائل ہوتا ہے ؎

(۷) اَلْمُؤْمِنُ

اللہ تعالےٰ کے اسماء حسنےٰ ہیں سے مومن بھی ہے۔ اس کے معنی کی دو صورتیں ہیں۔

اوّل۔ مومن ایمان سے بنا ہے۔

(الف) اللہ تعالےٰ مومن ہے۔ کہ بندہ کو ایمان عطا کرتا ہے۔

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ (حجرات ع ۱) — اللہ ہی ہے جس نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے۔

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ (مجادلہ ع ۳) — یہ وہ ہیں جن کے دل میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔

(ب) ہاں اللہ تعالےٰ کا نام مومن (ایمان سے) اس لئے بھی ہے۔ کہ وہ خود بھی اپنی ذات پاک کی شہادت ادا کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ شہادت ہر ایک ایمان لانے والے بندہ کو بھی ادا کرنا ہوتی ہے۔ فرمایا۔

شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ — اللہ نے شہادت دی۔ کہ وہی ہے جو معبود ہے اور اُس کے سوا کوئی بھی الٰہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا ؎

واضح ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کا خود اپنی توحید و تفرید پر شہادت دینا اس لئے ہے۔ کہ لفظ شہادت کے چہار معانی ہیں۔

(۱) مشہود کی صحت و ثبوت کا علم اور معرفت اور اعتقاد

(۲) اس صحت و ثبوت کا تکلم۔ خواہ اپنے ہی دل میں ہو۔ خواہ اپنے ہی نفس سے ہو

(۳) اپنے سوا کسی دوسرے کو اپنے علم و اعتقاد کی اطلاع دینا

(۴) اس علم و اعتقاد کے مطابق خود لزوم کرنا۔ اور دوسرے کو ملتزم رہنے کی تاکید کرنا،

اب دیکھ لو۔ کہ توحید کے متعلق اللہ تعالے کی شہادت ان مراتب کے ساتھ بخوبی موجود ہے۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل اسم۔ شہید کے تحت میں ہوگی ؎

دوم۔ اللہ تعالے کا نام مومن۔ امن سے بنا ہے۔ یعنی مومن وہ ہے۔ جو امن بخشتا ہے ؎

(۱) اللہ تعالے نے ہمارے لئے بیت اللہ کو امن بنایا ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا — ہم نے بیت اللہ لوگوں کے لئے پناہ اور امن کی جگہ بنایا ہے

(۲) اللہ تعالے نے توحید کو قلوب کا امن بتلایا ہے۔

وَکَیْفَ اَخَافُ مَا اَشْرَکْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰہِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (انعام ع ۹)	میں تمہارے بتوں سے کیوں ڈروں۔ تم تو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہوئے بھی نہیں ڈرتے۔ حالانکہ جواز شرک کی کوئی دلیل بھی کسی آسمانی کتاب میں نہیں۔ غور کرو۔ اگر تم کو علم ہے تو بتلاؤ۔ کہ ہر دو میں سے کون زیادہ امن کا حقدار ہے۔ ہاں ایمان والوں ہی کے لئے جو ایمان کو شرک کی آمیزش سے صاف رکھتے ہیں، امن ہے۔ اور وہی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں ؎

اللہ تعالے نے خلافت راشدہ کی علامات میں سے قیام امن کا بھی ذکر کیا ہے ؎

وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (سورہ نور) | ہم ان کے خوف کو امن سے بدل دیں گے ؎

یہ وہی امن ہے۔ جو دماغ کو انتشار خیالات و توہمات سے۔ اور دل کو ہجوم و ہام و وساوس سے۔ اور روح کو اضطراب و اضطرار اندرونی سے بچا لیتا ہے۔ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِهَا

یہ وہی امن ہے جو جان و مال و حقوق عامہ کی حفاظت کرتا ہے جو تبلیغ کی راہ سے

Marfat.com

سب رکاوٹوں کو دُور کر دیتا ہے۔ جو ایمان میں داخل ہونے والے کی پریشان خیالی کو محو کر دیتا ہے۔ ملکی امن کا ذکر عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں ہے۔ جسے امام بخاری نے بیان کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں میں سے ایک یہ بھی فرمائی تھی۔ کہ عدی شاید تم کو اسلام میں داخل ہونے سے یہ امر مانع ہے۔ کہ ملک میں امن نہیں۔ تم عنقریب دیکھ لو گے۔ کہ ایک بڑھیا قادسیہ سے اکیلی حج کے لئے چلیگی۔ اور وہ اللہ کے سوا راہ میں کسی سے نہ ڈریگی۔ عدیؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے عہد فاروقی میں اپنی آنکھوں سے ایسا ہی دیکھ لیا۔

الغرض۔ اللہ تعالےٰ کا اسم پاک مومن ہے۔ کیونکہ وہ ایمان عطا فرماتا ہے۔ وہ امن عطا کرتا ہے۔ اُس کا نام فساد کو مٹانے والا ہے۔ اُس کا نام دل کو آرام اور روح کو اطمینان دینے والا ہے۔ اُس کا نام ملک کو بسانے والا۔ رعایا کو ڈکانے والا ہے۔ اُس کا نام اُجڑا وطن آباد کرنے والا ہے۔ جو لوگ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنا چاہیں۔ انہیں مصلحت عامہ اور امن عامہ کا ممد و معاون بننا چاہئے ؛

انہیں فساد انگیز تحریکوں۔ گندی سازشوں سے الگ رہنا چاہیئے۔ انہیں امن کے طریقے اور ایمان کے ضابطے معلوم کرکے اُن پر عمل پیرا ہونا چاہیئے ؛

(۸) اَلمُھَیمِنُ

یہ اسم ھَیمَنَ الطائر علی فراشہٖ سے بنایا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ پرندہ نے اپنے بچہ کو پروں کے نیچے چھپا لیا۔ اسی سے محاورہ ہؤا۔ ھَیمَنَ علی کذا فلاں چیز کی نگہبانی کی ؛

مُھَیمَنَ میں میم دوم بالکسر ہے۔ اور بالفتح بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ (۱) نگہبان (۲) وہ جو دوسرے کے خوف سے ہم کو مامون بنادے (۳) وہ امین جو

Marfat.com

کسی کا حق ضائع نہ کرے۔ (۴) وہ جو ہر ایک خوف و خطر کو دور کردے۔ اِن جملہ صفات میں یہ باری تعالےٰ کا نام ہے۔

قاموس میں ہے کہ یہ اصل میں مآمِنٌ (بمدو ہمزہ) تھا۔ ہمزہ دوم کو حرف یا سے اور ہمزہ اول کو حرف ھا سے بدل لیا گیا ہے۔ مُھَیْمِنٌ ہو گیا۔

سورہ مائدہ رکوع ۷ میں قرآن مجید کا نام مُھَیْمِنٌ فرمایا گیا ہے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتَابِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْهِ۔ یہاں یہ معنی ہیں۔ کہ قرآن مجید اپنے سے پہلی کتابوں کے مضامین کا نگہبان ہے یعنی جملہ کتب سابقہ کی تعلیم کا جامع اور محافظ یہ قرآن ہے۔

یہ قرآن توراۃ جیسی اور اُس سے بڑھ کر شریعت بھی رکھتا ہے۔

انجیل کے برابر۔ اور اس سے مکمل تر فضل بھی پیش کرتا ہے۔

وہ زبور جیسی دلچسپ اور اُس سے بھی زیادہ عرفان بخش ادعیہ کا خزانہ ہے۔

یسعیاہ و دانیال کی کتابوں سے بڑھکر اُس نے اخبار عن الغیب کیا ہے۔ اور ان سب معانی سے یہ کتاب مُھَیْمِنٌ بن گئی ہے۔ یہ اسم پاک کے از اسمائے حُسنےٰ ہونے میں سلام و مومن کی تاثرات کا جامع ہے۔

مُھَیْمِن قَائِمٌ عَلَی الْخَلْقِ کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ ایک صحابی کا ابوبکر صدیق کی مدح میں یہ شعر ہے ؎

اَلَا اِنَّ خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ۔۔۔ مُھَیْمِنُهُ التَّالِیْهِ فِی الْعُرْفِ وَالنُّکْرِ

مُھَیْمِنٌ بمعنی اعلیٰ حضرت عباسؓ کے قصیدہ نعتیہ کا شعر ہے ؎

حَتّٰی احْتَوٰی بَیْتُكَ الْمُھَیْمِنُ مِن ۔۔۔ خِنْدِفَ[۱] عَلْیَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

[۱] خندف ایک خاتون کا نام ہے۔ قریش اُس کی اولاد ہیں۔

Marfat.com

(۹) اَلْعَزِیْزُ

یہ اسم عزت سے بنایا گیا ہے۔ عزت کے معنی ارجمندی۔ قوت و شوکت اور غلبہ کے ہیں۔ اور عزیز وہ ہے۔ جس میں صفات بالا بدرجہ اتم پائی جائیں۔ کفار نے ایک دیوی کا نام عُزّٰی رکھ چھوڑا تھا۔ یہ نام بھی عزیز ہی کا (یا اَعَزّ کا) مؤنث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اب جزیرۃ العرب سے سارے اصنام اور قصص الاصنام نابود ہو چکے ہیں

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ | حق آیا۔ اور باطل ناپدید ہو گیا۔ باطل نے ناپدید ہی ہونا تھا۔

اہل دنیا نے زر و مال۔ جمعیت و تعداد کی کثرت کا نام عزت رکھ چھوڑا ہے یہ بُت وہ ہے۔ جو اہل دنیا کا سب سے زیادہ پیارا ہے۔ وہ اسی پر جان و ایمان کو خوشی خوشی قربان کر دیتے ہیں۔ مدینہ میں ابن ابی بن سلول منافقین کا سردار تھا۔ اس نے ایک موقعہ پر اپنے آپ کو اَعَزّ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گندی زبان سے اَذَلّ بتلایا تھا۔ اور کہا تھا۔ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔ عزت والا اس ذلت والے کو مدینہ سے نکال دیگا۔" اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ۔ "عزت تو اللہ اور رسول کے لئے ہے"۔ نیز بتلایا ہے۔ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (نساء ع ۲۰) "کیا اہل دنیا ایسے منافقین کے پاس عزت کی تلاش میں ہیں۔ انہیں معلوم کر لینا چاہئے۔ کہ عزت اور اس کے جمیع اقسام اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں"۔

زمانہ شاہد ہے۔ کہ وہ منافق اپنے فرزند عبداللہ الصادق کے ہاتھوں سے ایسا ذلیل ہوا۔ کہ سب لوگ اُسے خر دروحل کہتے تھے۔ وہ بزرگی وارجمندی اور قوت و شوکت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی۔ اس کی مثال پیش کرنے سے مادی دنیا بالکل عاجز ہے۔ ہزاروں بادشاہ لاکھوں اولیا اس درِ دولت پر گدا ہونا

Marfat.com

اپنی انتہائی عزت سمجھتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علی اعز خلقہ محمد و آلہ و بارک وسلم

قرآن کریم پر غور کرو۔ کہ اس اسم عزیز کو کن کن اسماء کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ ۴۲ مقامات پر عزیز حکیم فرمایا ہے۔ اور ۵ مقامات پر عزیز رحیم۔ اور ۲ مقامات پر عزیز غفور۔ ۳ مقامات پر عزیز غفار۔ ایک جگہ عزیز مقتدر ۷ مقامات پر قوی عزیز۔ ایک جگہ عزیز وہاب۔ ۴ دفعہ عزیز العلیم دو دفعہ عزیز الحمید فرمایا ہے۔

ان جملہ آیات پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ وہ باالکل جسے ساری مخلوق پر غلبہ تام اور اقتدار کامل حاصل ہے۔ وہ اپنی اقتدار و قدرت کا استعمال حکمت اور رحم۔ غفران اور علم۔ حمد اور رحم کے ساتھ فرماتا ہے۔ یہ سبق ہے ان لوگوں کے لئے جن کو دنیائے فانی میں چند روزہ محدود غلبہ کسی مقام یا اشخاص پر حاصل ہو گیا ہو۔ کہ وہ بھی اپنے اختیارات کا استعمال علم صحیح کے بعد اول عفو درحم اور پھر دانائی و حکمت کے ساتھ کیا کریں۔ اس اسم سے تخلق کا یہی طریق ہے نیز اہل ایمان کو لازم ہے کہ عزت منر عومہ کی تلاش میں عزت ایمانی کو خیر باد نہ کہہ دیا کریں۔

(۱۰) اَلْجَبَّار

جبرٌ سے ہے جبر کے معنی درستگی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں لفظ کسر آتا ہے۔ جس کے معنی شکستگی ہیں۔

جب کسی انسان کا نام جبار ہوتا ہے۔ تو اس کی وجہ تسمیہ اور ہوتی ہے وہ جبار النخل سے بنایا گیا ہے۔ یعنی جو کھجور اتنی بلند ہو کہ اس پر چڑھنے کا حوصلہ ہو سکے۔ چونکہ سرکش۔ سنگ دل بے رحم لوگ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ کہ ان سے

Marfat.com

خلق خدا کو آزار کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوا کرتا۔ اور وہ کسی کا حق اپنے اوپر نہیں سمجھا کرتے۔ اس لئے وہ جبار کہلانے کے سزاوار ہوتے ہیں۔ سورہ ہود میں ہے۔ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ۔ سورہ ابراہیم میں ہے وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ سورہ مومن و مریم۔ قصص۔ مائدہ۔ شعراء میں بھی یہی لفظ ایسے سرکش انسانوں کے متعلق آیا ہے۔

سورہ قٓ میں یہی لفظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی منفی صفت میں واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا نام جبّار ان معانی میں ہے۔ کہ وہ ریڑھ کی ہڈی کی گرہوں کو پیوستگی دینے والا۔ شکستہ دل انسانوں کو ڈھارس دینے والا۔ کشتی شکستگان کو ساحل نجات پر پہنچانے والا ہے۔ وہی دوائے دردمنداں ہے۔ اور وہی مرہم شکستہ دلاں اس جبر سے جبروت بھی بنا ہے۔ جو جبر کا مبالغہ ہے۔ حصن حصین میں بحوالہ طبرانی اوسط درج ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ

اس اسم پاک سے تخلق کے لئے صفت ہمدردی و غمگساری پیدا کرنی ضروری ہے۔

(۱۱) اَلْمُتَكَبِّرُ

کبر سے بنا ہے۔ کبر کے معنی رفعت۔ شرف۔ بزرگی ہیں۔ اہل دنیا کا نام متکبر اس لئے بُرا ہے۔ کہ اُن میں در حقیقت۔ رفعت و شرافت ذاتی ذرا نہیں ہوتی۔ اضافی اوصاف سے وہ جھوٹے غرور میں آکر متکبر بن جاتے۔ اور اپنی نوع کے دیگر انسانوں کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگتے ہیں۔ ان جھوٹ کی بزرگی پر اترانے والوں کی علامت یہ ہے۔ کہ ہر چند اُن کی بات بات میں تکبّر و غرور بھرا ہوتا ہے۔ لیکن اس پر کسی

Marfat.com

اگر کوئی اُن کو متکبر کہدے۔ تو اُسے بُرا مناتے ہیں ؛

اللہ تعالےٰ ہی کی ذات ہے۔ جسے حقیقتہً کبریائی حاصل ہے۔ اور وہی ہے جو اپنی صفت میں آپ کو متکبر کہہ سکتا ہے۔ اہل دنیا کی صفت میں یہ لفظ سورہ مومن ونحل و زمر میں مستعمل ہؤا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی صفت میں صرف ایک مقام یعنی سورہ حشر میں آیا ہے ؛

متکبر جبکہ اسماءِ حسنےٰ میں سے ہے۔ تو اُس کے معنی یہ ہیں۔ وہ معبود۔ جو اپنے علو و برتری سے سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ جو صفاتِ ذمیمہ اور اخلاق رذیلہ سے برتر و بالاتر ہے ؛

کبریائے ذاتی ۔ استعلائے نفسی۔ اور ہر ایک کبیر سے برتری نے اسی وصفی تام کو ذاتِ سبحانی پر صادق کر دیا ہے ؛

اِس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے کے لئے یہ بھی لازم ہے۔ کہ اہل دنیا میں سے جو مغرور و متکبر ہوں۔ ان کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و خوار نہ ہونے دے۔ اور یہ بھی لازم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی کبریائی کو پیش نظر رکھتا ہوا۔ خود اپنے نفس کو متواضع بنائے۔ مساکین و فقرا سے نفرت نہ کرے ؛

(۱۲) اَلْخَالِقُ

یہ اسم خلق سے بنا ہے۔ اور خلق کے معنی تقدیر و اندازہ ہے۔ خالق وہ ہے جس نے ماہیات کا اندازہ اور ذوات کا تعین فرمایا۔ جو خلائق کو عدم سے وجود میں لایا۔

اَللّٰهُ رَبُّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (اعراف ع ۶)	اللہ تمہارا رب ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔
وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ (انبیاء ع)	وہ جس نے رات کو بنایا۔

Marfat.com

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ (ملک ع)	وہ جس نے موت وحیات کو پیدا کیا
خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّہَا (زخرف ع)	جس نے سب کو جوڑا جوڑا بنایا
وَہُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْم (یٰس ع)	وہ پیدائش کی ہر ایک حالت کا جاننے والا ہے۔

آیات بالا پر غور کرو۔ کہ مادی وغیر مادی (ہر دو قسم) اشیاء پر خلق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

ہاں خلق کا لفظ کسی مادی شے کو کسی شکل خاص میں تیار کرنے پر بھی آتا ہے۔ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَہَیْئَۃِ الطَّیْرِ۔ میں تمہارے لئے مٹی سے ایک پرندہ کی صورت سی بناتا ہوں۔ انہی معنی کے لحاظ سے فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ہے پس اللہ تعالٰے احسن الخالقین بھی ہے۔ اور خالق بھی ہے۔ اور خلاق بھی ہے۔ ہر سہ الفاظ اگرچہ ایک صفت خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ہر ایک میں جداگانہ کیفیت وخصوصیت موجود ہے۔

(۱۳) اَلْبَارِئُ

بَرَأَ اللّٰہُ الْخَلْقَ بَرْءًا وَّبُرُوءًا (باب نصر ینصر) سے ہے۔ اس کے معنی بھی پیدائش کرنے کے ہیں۔ مگر اسم لفظ باری خلق حیوانات کے لئے زیادہ مستعمل ہے اور عدم سے وجود میں لانے کے لئے بھی ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے تُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ۔ جس نے پیدا کیا ہے۔ اسی کی جانب رجوع بھی کرو۔

(۱۴) اَلْمُصَوِّرُ

صورت بنانے والا

Marfat.com

فرمایا۔ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ۔ ماں کے شکم میں بچہ کی صورت بنانے والا۔ جیسی صورت کہ اُس نے چاہی۔ گورا۔ کالا۔ سانولا۔ سالم۔ ناقص۔ مرد۔ عورت۔ وغیرہ وغیرہ۔ سعدی علیہ الرحمتہ نے خوب ترجمہ کیا ہے ؎

دہد نطفہ را صورتے چوں پری　　　　کہ کردست برآب صورت گری

دنیا میں جو انسان مُصَوِّر کہلاتے ہیں۔ وہ صورت بنانے والے نہیں ہوتے بلکہ صورت کی نقل اتارنے والے ہوتے ہیں۔ پھر وہ نقل بھی اصل سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ اگر انسان حیوان یا شجر و حجر کا سایہ نمودار ہو جاتا ہے۔ تو سورج یا چراغ کی فضیلت کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ مُصَوِّر ہے۔ اور اس نے کروڑوں۔ اربوں۔ کھربوں صورتیں بنائی ہیں۔ باایں ہمہ ہر ایک صورت دوسرے سے بالکل الگ ہے۔ اس تفریق کو اول جنس میں پھر نوع میں پھر صنف میں پھر افراد میں دیکھو۔ کہ یہ تمام سلسلہ عجائب در عجائب امور پر مشتمل ہوگا

عالم جمادات کو لو۔ پتھر ایک جنس ہے۔ اور اس کی قسمت میں ہزاروں اقسام سینکڑوں رنگ ہیں۔ ان کے ہزاروں خواص ہیں۔ ریتلی پتھری سے لیکر یاقوت۔ الماس۔ نیلم۔ تک غور کرتے چلے جاؤ۔ یہ ایک ناپیدا کنار سلسلہ ہے۔ کوئلہ۔ نمک۔ مٹی کا تیل ہزاروں معدنیات ہیں۔

عالم نباتات کو لو۔ زمین پر پھیل جانے والی بوٹیاں۔ چھت پر چڑھ جانے والی بیلیں۔ زمین سے اوپر اٹھی ہوئی بوٹیاں۔ پودے۔ درخت۔ کروڑوں اقسام کے ملیں گے۔ کوئی صرف سایہ دیتا ہے۔ کوئی پھل اور سایہ دونوں۔ کوئی عمارت کے کام میں بھی آتا ہے۔ ہر ایک کا پتہ۔ پھل۔ پھول۔ رنگت وغیرہ۔ تاثیر بالکل الگ الگ ہے۔ تاثیرات کے لحاظ سے جڑ میں اثر اور ہے۔ پتہ میں اور ہے۔ کے

کی خاصیت اور ہے۔ اندر کے گودے کی اور۔ میوہ میں خاصیت جدا ہے اور بیج میں جدا ۔

عطر۔ گوند۔ عرق بھی انہی بوٹیوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ایسا جنگل ہے۔ جس کی پوری سیر کوئی نہیں کر سکا ۔

عالم حیوانات میں آؤ۔ انڈا دینے والے۔ بچہ دینے والے۔ زمین کے اندر گھسنے والے۔ زمین کے اوپر بسنے والے۔ دو پاؤں والے۔ چار پاؤں والے۔ گھاس کھانے والے۔ ماس کھانے والے۔ دودھ دینے والے۔ گوشت مہیا کرنے والے۔ بوجھ اٹھانے والے۔ سواری دینے والے۔ حملہ کرنے والے۔ مطیع ہو کر رہنے والے کروڑہا اقسام کے موجود ہیں۔ بہت ایسے حیوان ہیں۔ جن سے آج تک انسانی تمدن نے فائدہ اٹھانا بھی نہیں سیکھا۔ انہی کی اقسام میں طیور بھی شامل ہیں اور وہ بھی اپنی رنگتوں۔ بولیوں اور پرواز کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اپنی اپنی عادات و اطوار میں دوسرے سے متمیز ہیں۔ پرواز کی شکلیں۔ گھونسلے بنانے کی صورتیں جدا جدا ہیں ۔

پھر عالم انسان کو لو۔ وہ سب تفاوت جو حیوانیت میں تھی۔ ملک ملک کے باشندوں کی بناوٹ۔ خط و خال وغیرہ میں موجود ہیں۔ انسانوں کے علوم الالسنہ ایک ایسی شے ہیں۔ جس کی بابت یہ ضرب المثل صادق آتی ہے۔ کہ از علم لغت فرشتہ عاری ست انسان کی قوت ایجاد و اختراع اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ کہ جملہ کائنات پر گویا اسی کو تصرف تام اور اقتدار کلی حاصل ہے ۔

پھر روحانیات میں آؤ۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا و مافیہا سب کے سب ایک عالم صغیر تھے۔ عالم کبیر تو انسان کا قلب ہے۔ جہاں حقائق و معارف کی نشو و نما ہوتی ہے۔ معانی تمثل اختیار کرتے ہیں۔ تصورات کو درجہ تصدیق ملتا ہے ۔

Marfat.com

یہ ایک نہایت مختصر اشارات ہیں۔ جو عوالم مسکونہ کے متعلق بیان کر دئیے ہیں کائنات انجو کو اگر بیان کرنا چاہیں۔ اور بعد ازاں علم الافلاک کا اگر ذکر کریں۔ تو بیان اور بھی زیادہ طویل و دقیق ہو جائے۔ ایک طالب حق کے لیئے تو اس مقام پر یہ سمجھ لینا ہے۔ کہ یہ سب کچھ الخالق۔ البارئ المصور کی ادنیٰ قدرتوں کا بیان ہے ۔

وہی ہے۔ جو عدم کو وجود بخشتا ہے۔ وہی ہے۔ جو جسم کو روح عطا کرتا ہے وہی ہے جو سب کو اپنی اپنی شکل و صورت میں انفرادی و امتیازی شان بخشتا ہے

(۱۵) اَلغَفَّارُ

غَفر کے معنی چھپانا، ڈھانپ دیتا ہے غَفَرَ المَتاعَ فِی الوِعَاءِ۔ کپڑے صندوق میں رکھ دیئے۔ غَفَرَ الشَّیْبَ بِالخِضَاب۔ سفید بالوں کو خضاب سے چھپا دیا۔

مِغفَر۔ کلاہ آہنی۔ غِفِیرہ۔ زرہ آہنی

اللہ تعالےٰ کا نام غفّار اس لئے ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپا دیتا ہے۔ چھپا دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ گندی، قابل نفرت چیز پر مٹی ڈال دیتے ہیں۔ اور اللہ پاک ہماری آلودگیوں کو اپنی بخشش و بخشائش سے دور کر دیتا ہے ۔

اسی مصدر سے غفور بھی آتا ہے۔ اور غافر الذنب بھی۔ غفار قرآن مجید میں۔ تین مقامات پر آیا ہے۔ سورہ نوح میں بحالت انفرادی اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا۔ اور سورہ زمر و مومن میں عَزِیْزُ الْغَفَّار فرمایا گیا ہے۔ اور عزت و قوت۔ قدرت و شوکت کے ساتھ غفران کی شان اور بھی عالی ہو جاتی ہے ۔

حدیث ترمذی میں غفور عنقریب پڑھیگا۔ مگر غافر الذنب اس حدیث میں نہیں ہے

Marfat.com

وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ - اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ - خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ بھی ایسے اسماء مرکبہ ہیں۔ جو اسی مصدر سے قرآن مجید میں مستعمل ہوئے ہیں۔ اور یہ سب غفران کے مراتب کو بحیثیت وسعت و اہلیت و خیریت ظاہر کرنے والے ہیں ٭

اس اسم سے تعلق کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ استغفار بکثرت پڑھا کریں۔ صحیح بخاری میں مندرجہ ذیل دعا کو سید الاستغفار فرمایا گیا ہے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ وَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ	اے اللہ۔ تو میرا رب ہے۔ معبود تو ہے اور کوئی نہیں۔ تو نے ہی مجھے بنایا ہے۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ اور تیرے عہد اور وعدہ پر ہوں۔ جتنا کہ مجھ سے ہو سکتا ہے۔ اپنی کرتوتوں کی برائی سے میں تیری پناہ کا خواہاں ہوں۔ تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں۔ مجھے ان کا اقرار ہے۔ اور مجھے اپنے گناہوں کا بھی اقرار ہے۔ تو مجھے بخش دے گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی نہیں بخشتا ٭

(۱۶) اَلْقَھَّارُ

قہر سے ہے۔ قہر کے معنی چیرگی و غلبہ ہیں۔ قہار وہ ہے۔ جو ہر ایک غالب سے غالب تر ہے۔ جو ہر ایک زبردست کو زیر رکھنے والا ہے۔ سورہ انعام میں ہے وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۔ وہ اپنے بندوں کے اوپر پورا غالب ہے ٭

سورہ اعراف رع ۱۵ میں فرعون کی زبان سے ہے وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ ہم بنی اسرائیل پر پورا غلبہ رکھتے ہیں ٭

کسی انسان کا یہ دعویٰ کہ وہ کسی دوسرے انسان پر۔ یا قوم پر یا ملک پر غلبہ تام رکھتا ہے۔ اتنا ہی غلط ہے۔ جتنا فرعون کا قول بنی اسرائیل کے مقابلہ میں تھا۔ ایسا دعویٰ تو ذلت و رسوائی اور ہلاکت و تباہی کا نتیجہ پیدا کرنے والا ہوتا ہے

Marfat.com

ہاں رب العالمین ہی کو یہ اسم سزاوار ہے۔ جو ہماری روح۔ ہمارے جسم پہ پورا غلبہ رکھتا ہے۔ ہمارا زمین پر چلنا پھرنا۔ آسمان کے تلے بے فکر رہنا سہنا محض اس لئے ہے کہ اللہ تعالٰے نے ان اشیاء سے ہم کو حق تمتع دیدیا ہے۔ ورنہ وہی زمین ہم کو اپنا لقمہ بنا سکتی ہے۔ اور وہی آسمان پرِ کاہ کی طرح ہم کو جلا سکتا ہے۔

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو:۔

ءَاَللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ یوسف)	یا اکیلا اللہ۔ جو سب پر حکمران ہے ؛
وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ رعد)	وہ تو ایک اور سب کا حاکم ہے ؛
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ ص)	اللہ کے سوا جو ایک اور حاکم کل ہے۔ اور۔ تو کوئی بھی معبود نہیں ؛
سُبْحَانَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ زمر)	وہ تو پاک ہے۔ وہی اللہ ہے جو یکتا اور حکمران کل ہے
وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (سورہ ابراہیم)	سب کے سب اللہ کے سامنے جو یکتا اور سب کا حکمران ہے حاضر ہوں گے ؛
لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (سورہ مومن)	آج بادشاہی کس کی ہے۔ اللہ کی ہے جو واحد اور قہار ہے ؛

غور کرو کہ اسم قہار میں ایک نرالی شان اور جلالی نشان ہے۔ وہ الوہیت و وحدانیت کے سوا اور کسی اسم کے ساتھ مستعمل ہی نہیں ہوا۔ یہی اسم ہے جو بتلاتا ہے۔ کہ وجود کو اعیان پر۔ اور واجب الوجود کو امکان پر کس طرح غلبہ کلی حاصل ہے۔ کہ کوئی شے۔ کوئی امر۔ کوئی زمان۔ کوئی مکان اس کے غلبہ سے باہر نہیں۔ اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والوں کو عبادت۔ اطاعت اور خشیت اللہ تعالٰے ہی کی کرنی واجب ہے ؛

(۱۷) اَلْوَھَّابُ

وَھَبَ وَھَبًا سے ہے۔ ھبہ و موھب بھی اسی مصدر سے ہیں۔ وھّاب کے معنی کثیر الہبہ اور دائم العطا ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ھبہ کی حقیقت وہ عطیہ ہے۔ جو بلا کسی غرض اور امید اور بلا کسی عوض کے ہو

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بادشاہ اور قوم اور ملک نے اپنی حدود سے نکال دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو اسمٰعیل و اسحٰق علیہما السلام کا عطیہ دیا۔ تو انہوں نے ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ (ابراہیم)	حمد اللہ کے لئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق عطا کئے۔

سورہ انعام و مریم وغیرہ میں بھی اسحٰق و یعقوب علیہم السلام کی ولادت کا ذکر ہے وہاں بھی اسی لفظ کے ساتھ ہے۔

سورہ صٓ میں ہے۔ وَوَھَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ۔ ہم نے داؤد کو سلیمان بخشا۔

سورہ انبیا میں زکریا علیہ السّلام کے ہاں پسر کی ولادت کا ذکر ہے وَوَھَبْنَا لَہٗ یَحْیٰی۔ ہم نے اُسے یحیٰی عطا کیا۔

سورہ صٓ میں ہے۔ کہ ایّوب علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے جب بار دوم اولاد واموال عطا فرمایا۔ تو اُسے بھی وَوَھَبْنَا لَہٗ اَھْلَہٗ وَمِثْلَہٗ کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر ہارون علیہ السلام کو نبی بنایا۔ تو وَھَبْنَا مِنْ رَّحْمَتِنَا اَخَاہُ ھٰرُوْنَ نَبِیًّا۔ ہم نے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون کو نبی بطور عطیہ بنایا۔

نبوت کو ہبہ ربانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بھی بیان کیا گیا ہے وَھَبَ لِیْ رَبِّیْ حُکْمًا (شعراء)

Marfat.com

ان آیات پر غور کرنے سے واضح ہو گا۔ کہ اسم وہاب کے ساتھ رحمت کا ذکر ضروری ہے ؀

اور غور سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ رب العالمین کی جملہ عطایا و نعم کا مدار اُس کی رحمت ہی پر ہے۔ اور رحمت ہی سے صفت وہابیت کا ظہور ہوتا ہے ؀

وہاب وہ ہے کہ عطا ہائے صوری و معنوی۔ اور عطیات دینوی و اُخروی کا مالک وہی ہے ؀

یہی اسم ہے جو بتلاتا ہے۔ کہ بندہ کے پاس اُس کے گھر کی کوئی شے نہیں جو کچھ ہے۔ سب داد الٰہی اور جود نا متناہی کا نتیجہ ہے ؀

(۱۸) اَلرَّزَّاقُ

رزق کے معنی اکل و شرب کی اشیاء۔ مال و متاع وغیرہ ہیں۔ وہ سب چیزیں جن سے انسان متلذذ ہوتا اور حسی و ذہنی طور پر انتفاع حاصل کرتا ہے۔ رزق میں شامل ہیں ؀

قرآن مجید کی سورہ ذاریات میں رزاق المتین آیا ہے ؀

اور مائدہ و حج اور مومنون و جمعہ میں خیر الرازقین فرمایا ہے ؀

بعض اوقات ماں باپ۔ حاکم۔ محسن۔ بادشاہ کو یہ گمان ہو جایا کرتا ہے۔ کہ وہ کسی بچہ۔ یا شخص کو رزق دیا کرتے ہیں۔ اگر ان کو عارضی طور پر ان کے دعوی میں سچا سمجھ لیا جاوے۔ تب بھی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رزق رسانی بدرجہ اتم و اکمل ہے ؀

اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو دیکھو۔ کوئی روٹی کا بھوکا ہے۔ کوئی گوشت کا۔ کوئی گھاس کا۔ کوئی ذوق و شوق کا۔ کوئی محبت کا کوئی نوکر کا۔ ہر ایک کو رزق پہنچانا

اُسی رزّاقِ مطلق کا کام ہے۔

ایک غذا کے اندر معدہ۔ اعصاب۔ شرائین۔ جگر۔ طحال۔ قلب و دماغ کے پرورش کرنے والے الگ الگ اجزا ہیں۔ اور ہر ایک عضو اپنی اپنی غذا کو چوس لیتا اور دوسرے عضو کا حصہ اس کے لئے چھوڑ دیتا ہے

ایک ہی جسم کے اندر رزق کی ایسی تقسیم رزاق مطلق کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ بھوکوں کو روٹی کھلایا کرے۔ اور رمضان میں روزے کھلوایا کرے۔

(۱۹) اَلفَتَّاحُ

فتح کے معنی لُغت میں کشائش و کشودگی ہیں۔ کلید کو مفتاح اِسی لئے کہتے ہیں۔

فتح کے معنی فیروزی بھی ہیں۔ فاتحۃُ الشئی۔ اُس چیز کا پہلا حصہ فواتح القرآن قرآن مجید کی ابتدائی سورتیں۔ فاتحۃ الکتاب۔ سورہ الحمد شریف۔ فتوح موسم بہار کی پہلی بارش۔

اب دیکھو۔ کہ قرآن مجید کن کن معانی میں استعمال کرتا ہے۔

فَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ (سورہ یوسف)	جب انہوں نے اپنا سامان کھولا
لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ (سورہ اعراف)	ہم نے اُن پر آسمانی برکتوں کی افزونی کر دی
فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا (سورہ شعرا)	مجھ میں اور اُن میں فیصلہ کر دے
قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ (سورہ سجدہ)	کہدے کہ قیامت کے دن کافروں کو اس روز کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا۔

قیامت کو یوم الفتح کہا۔ جس روز ساری حقیقت کھل جاوے گی۔

Marfat.com

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا	ہمنے تجھے کھلی - واضح فتح دی ہے - نصرت مبین فرمائی

اب یہ غور کرو - کہ فتاح جو اسماء حسنےٰ میں سے ہے - اس کا استعمال اسم علیم کے ساتھ ہوا ہے ؛

فتاح وہی ہے جو مشکلات مہمات کو کھول دیتا ہے ؛

فتاح وہی ہے - جو دل کو حق کے لئے کھول دیتا ہے ؛

فتاح وہی ہے - جو زبان پر علوم کو جاری فرما دیتا ہے ؛

فتاح وہی ہے - جو انکشاف علوم کے ساتھ آنکھوں کے پردے دور کر دیتا ہے

فتاح وہی ہے - جو اہل حق و باطل کے درمیان فیصلہ فرماتا ہے ؛

فتاح وہی ہے - جو صادقین سے صدق کو ظاہر کرتا - کاذبین کی اصلیت کو سب پر کھول دیتا ہے ؛

اہل ایمان کو اسی کی ذات مقدس سے کشائش ظاہری و باطنی کی امید رکھنی چاہیئے ؛

اس اسم کے ساتھ تعلق کا طریق یہ ہے کہ اہل حاجات کی اعانت میں ہمدردی کے ساتھ حصہ لیا کرے - اس اسم کی تحت میں یہ دعا یاد رکھنی چاہیئے -

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهٗ وَجَوَامِعَهٗ وَكَوَامِلَهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَظَاهِرَهٗ وَبَاطِنَهٗ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ آمین	یا اللہ میں تجھ سے نیکی و بہبودی کی تمام قسمیں شروع کی - اور خاتمہ کی ہر طرح سے جامع - ہر طرح سے کامل پہلی اور پچھلی - بیرونی و اندرونی کا سوال کرتا ہوں میں جنت کی درجاتِ بلند کا بھی تجھ سے سوالی ہوں اے اللہ یہ سب مجھے عطا فرما ؛

Marfat.com

(۲۴) العلیم

اللہ تعالیٰ کے نہایت مشہور اسماء میں سے ہے۔ علم سے علیم بنا ہے۔

روایت ترمذی۔ میں تو علم سے مشتق صرف یہی نام آیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے عالم بھی آیا ہے " وَکُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ " (انبیاء) اعلم بھی آیا ہے " اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ "[۱]

۵ مقامات دیگر میں بھی یہ اعلم آیا ہے۔ قرآن مجید میں عالم الغیب بھی آیا ہے۔ اور علاّم الغیوب بھی

آیات ذیل پر غور کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے کی صفت کے مختلف مدارج معلوم کرسکیں:۔

(۱) اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (آل عمران)	اللہ سینہ کی باتوں کو جانتا ہے۔
(۲) اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (نحل)	جو تم عمل کرتے ہو۔ اللہ ان کا علم رکھتا ہے۔
(۳) اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (بقرہ)	اللہ تو ہر شے کا جاننے والا ہے۔
(۴) اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (بقرہ)	اللہ تو وسعت دینے والا، علم رکھنے والا ہے۔
(۵) وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (یس)	وہ تو مخلوق کی پیدائش کی ہر حالت کو جانتا ہے۔
(۶) ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (فصلت)	یہ اندازہ ہے عزیز و علیم کا
(۷) یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ (ھود)	جو کچھ تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو۔ اللہ سب کو جانتا ہے
(۸) یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ (فرقان)	آسمان کے راز کو جانتا ہے
(۹) یَعْلَمُ مَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ (رعد)	ہر ایک شخص کے اعمال کا علم رکھتا ہے۔
(۱۰) یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ (سبا)	زمین میں آنے والی اشیاء کو جانتا ہے۔
(۱۱) یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ (مومن)	آنکھوں کی خیانت تک کا اسے علم ہے۔

[۱] ہم ہر شے کو جانتے ہیں۔ [۲] اللہ خوب جانتا ہے۔ جہاں اپنی رسالت کو قائم کرتا ہے۔

Marfat.com

(۱۲) اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى (رعد ۱)
اللہ کو علم ہے کہ ہر ایک مادہ کے شکم میں کیا ہے۔

(۱۳) يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا (سبا ع ۱)
جو جو کچھ زمین میں آتا ہے۔ اور جو جو کچھ زمین سے نکلتا ہے۔ جو جو کچھ آسمان سے اترتا ہے۔ اور جو جو کچھ آسمان کو چڑھتا ہے۔ اللہ ان سب کو جانتا ہے۔

(۱۴) عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ (سبا ع ۱)
وہ غیب کا جاننے والا ہے۔ ذرہ کے وزن برابر چیز۔ یا اس سے بڑی۔ یا اس سے چھوٹی وہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو۔ اللہ سے چھپی ہوئی نہیں۔

(۱۵) وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ
ہم نے اپنے علم کی وجہ سے اُن کو جملہ عالم پر پسند فرمایا

(۱۶) وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (انعام ع ۸)
میرا رب علم سے ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

(۱۷) وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (اعراف ع ۹)
ہمارا رب ہر ایک شے کو علم سے گھیرے ہوئے ہے

(۱۸) اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ (احقاف ع ۳)
علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

(۱۹) اِنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ (ہود ع ۲)
اللہ نے قرآن کو اپنے علم سے اتارا ہے۔

(۲۰) قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ (ق ع ۱)
زمین مردہ اجسام میں جو کمی کرتی ہے اللہ کے علم میں ہے۔

(۲۱) اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ (نساء ع ۱۷)
قرآن کا نزول علم الٰہی سے ہوا۔

(۲۲) وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ (یوسف)
یعقوب صاحب علم تھا۔ کیونکہ ہم نے اُسے سکھلایا تھا۔

(۲۳) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ (حجر ع ۲)
پہل کرنے والوں کو ہم جانتے ہیں۔ اور

(۲۴) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (حجر ع ۲)
پیچھے رہنے والوں کو بھی۔

(۲۵) بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ (یونس ع ۴)
جسے اُن کا علم احاطہ نہ کر سکا۔ انہوں نے اس کی تکذیب کر دی

علم الٰہی کے متعلق ہم نے بست و پنج آیات کا انتخاب کیا ہے۔ علم الٰہی کے متعلق اور بہت آیات ہیں۔ لیکن ان آیات پر تدبر کرنے سے اُن کے مطالب پر بھی احتوا ہو سکتا ہے۔ (انشاء اللہ)

Marfat.com

علم الٰہی کے متعلق مبتدعہ فرقوں میں اختلافات شدید ہیں۔ اُن کے بیانات تضاد و تناقض سے مملو ہیں ؎

یہ لوگ پہلے خود ایک اصطلاح مقرر کرتے ہیں۔ پھر اُن اصطلاحی الفاظ کی تائید و تشنید میں زور لگائے جاتے ہیں۔ یا اُنہی پر عدل و توجیہ کو مبنی بتایا جاتا ہے۔ یا اُنہی پر رشد و ضلال کا فتویٰ دیا جاتا ہے ؎

کوئی شوخی سے کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو جزئیات کا علم نہیں۔ کوئی اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو مستقبل کا علم نہیں وغیرہ وغیرہ ؎

کاش عرفان الٰہی کو کلام الٰہی سے حاصل کرتے۔ اور اتنے دور دراز چکریں نہ پھنستے ؎

یہ آیات بتلاتی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ دل و سینہ کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے اللہ تعالےٰ کو اعمال انسانی کا علم ہے۔ وہ انسان کی دل اور آنکھ کی خیانت سے واقف ہے ؎

زمین کے اندر کے راز۔ آسمانوں کے اوپر کے اسرار۔ سب اُس کے علم میں ہیں۔ زمین سے اوپر کو اُٹھنے والی چیزیں۔ اوپر سے نیچے نازل ہونے والی چیزیں ذرہ ذرہ۔ قطرہ قطرہ اس کے علم میں ہے۔ ذرہ اور قطرہ کی بھی چھوٹی سے چھوٹی جسامت اس کے علم سے باہر نہیں۔ گذری ہوئی اُمتیں۔ آنے والی نسلیں سب اُس کے علم میں ہیں ؎

جن پاک بزرگوں کو نبوت و رسالت کے مناصب پر ممتاز فرمایا۔ وہ بھی علم الٰہی کا ثمر تھا۔ قرآن مجید بھی علم الٰہی سے نازل ہوا ہے ؎

قرآن مجید میں اُن سینکڑوں پیشگوئیوں کو دیکھو۔ جن میں ملک۔ ملک اور قوم قوم کے عروج و زوال کی اطلاعیں دی گئی ہیں۔ اور وہ پھر پیشگویاں اپنے اپنے

Marfat.com

پاک اور اپنے اپنے زمانہ میں ٹھیک اُسی طرح پوری ہوتی رہی ہیں یا نزولِ قرآن پاک کے بعد اُن میں سے سینکڑوں پوری ہو چکی ہیں۔ سینکڑوں نے اپنے وقت پر پورا ہونا ہے۔

لوگ اہلِ علم کو دیکھتے ہیں۔ لیکن اُس علیم سے بے خبر رہتے ہیں۔ جس نے علم کو پیدا کیا۔ جس نے معلومات کو پیدا کیا۔ جس نے علم و معلومات میں وابستگی دی۔ جس نے سوچنے والا دماغ سمجھنے والا دل سننے والے کان۔ بولنے والی زبان پیدا کی۔ یہی تو وہ آلات ہیں۔ جن پر وجود علم کا انحصار ہے۔

اگر کوئی شخص معالم و معارف۔ حقائق و دقائق ہیں کوئی حصہ رکھتا ہے تو وہ بِمَا عَلَّمْنَاہُ کی تحت میں ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی غلطی یا جہل میں گرفتار ہے۔ تو وہ لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ کی تحت میں ہے۔

اگر کوئی شخص علم کا جویا ہے۔ تو آستانِ علیم پر جبیں سائی کیا کرے۔ اور اگر کوئی شخص جہل سے نفور ہے۔ تو وہ اسی عالم الغیب و الشہادۃ کے حضور میں دست دعا دراز کیا کرے۔

اگر تاریک کمرہ میں ایک دھنہ سوزن کے برابر بھی وزن ہے۔ تو وہ بھی خورشید عالمتاب کی کرن سے روشن ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ایک صدق اتم طالب کے قلب کو منور کر دیگا جب وہ شخص اپنے دل کو مالک کے علم کے سامنے پیش کر دے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم

(۳۱) اَلسَّمِیْعُ

اللہ تعالیٰ کے نہائت مشہور اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

Marfat.com

سَمِیعٌ وہی ہے۔ جو جملہ مسموعات کا سننے والا ہے ۔

سَمِیعٌ وہی ہے۔ جو جملہ اصوات کا سننے والا ہے ۔

سَمِیعٌ وہی ہے۔ جو جملہ اقوال و الفاظ اور کلمات و عبادات کا سننے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا (مجادلہ ع ۱)	اللہ نے سن لی بات اُس عورت کی جو تجھ سے اپنے شوہر کی بابت جھگڑتی۔ اور اللہ کی طرف شکایت اُٹھاتی تھی۔ اللہ تو تم دونوں کی بات چیت کو سُن رہا تھا

اس آیت میں الفاظ اور کلمات کی سماعت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا (آل عمران ع ۱۹)	اللہ نے اُن لوگوں کی بات سنی جنھوں نے یہ کہا ہے۔ کہ اللہ تو فقیر ہے اور ہم غنی ہیں ہم اُن کی کہی ہوئی بات لکھ لیں گے ۔

اس آیت میں بھی قول اور الفاظ کی سماعت کا ثبوت ہے ۔

ہاں اللہ وہی ہے جو دعاؤں کا سُننے والا ہے (آل عمران ع ۴) میں ہے۔ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ۔ سورہ ابراہیم میں ہے اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ

قرآن مجید میں اس اسم کا استعمال مندرجہ ذیل صورتوں میں ہوا ہے:۔

چودہ مقامات پر علیم کے ساتھ۔ یعنی سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کی صورت میں اور پانچ مقامات پر اسم بصیر کے ساتھ۔ اور ایک مقام اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ کے طور پر واقع ہوا ہے۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ سمیع بمعنی علیم یا بمعنی بصیر نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک اسم مستقل ہے۔ اور اپنی خصوصیات کو جداگانہ لئے ہوئے ہے ۔

بیشک یہ ضروری تھا۔ کہ قرآن پاک ایسے اسماء کے استعمال کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

شائبہ تشبیہ نہ پیدا ہونے دے۔ لہذا بندہ کی سماعت کی حقیقت اس طرح پر ظاہر فرمادی:۔

هُوَالَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (مومنون)	تمہاری سمع و بصر اُسی کی پیدا کردہ ہیں ۔
اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (یونس)	تمہاری سمع و ابصار کا مالک بھی وہی ہے ۔

لہذا بندہ کی سماعت کو اللہ تعالےٰ کی صفت سماعت سے کوئی نسبت باہمی نہیں۔ ہاں سمیع وہی ہے۔ جو چرندو پرندو وحوش ودرند کی بھی سنتا ہے۔ سمیع وہی ہے۔ کہ کروڑوں اصوات اور ہزاروں لاکھوں لغات۔ اور لاتعداد معروضات اُس کی سماعت میں خلل انداز نہیں ہوسکتے۔ وہ بے زبانوں کی بھی سنتا ہے۔ اور سب بندوں کی ضروریات کو بھی نافذ فرماتا ہے ۔

اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ مالک حقیقی کو اپنی معروضات کا سننے والا یقین کرکے ہر وقت اُسی سے عرض معروض کا سلسلہ جاری رکھے۔ مطلب دنیا کا ہو۔ یا دین کا۔ مادی ہو۔ یا روحانی۔ ہر شے۔ ہر چیز کا سوال اُسی مالک سے کیا کرے ۔

اللہ تعالےٰ کو وہ بندہ پسند ہے۔ جو اُس سے مانگتا رہتا۔ سوال کرتا رہتا اُس کی جناب میں گڑگڑاتا رہتا ہے۔ اور وہ یہ ایمان رکھتا ہے کہ میرا ایک ایک حرف حضور قدسی تک پہنچ رہا۔ اور سمیع القدیر تک باریاب ہو رہا ہے ۔

(۲۲) اَلْبَصِیْرُ

بصر سے ہے۔ بصر اُس قوت کو کہتے ہیں۔ جو مشہودات کا ادراک کرتی ہے اللہ تعالےٰ کو جملہ مبصرات و مدرکات و مشہودات کا ادراک حاصل ہے۔ ہاں اُس کا بصیر ہونا صفت بصر سے ہے۔ نہ صرف ادراک ہی سے ۔

Marfat.com

وہ الوان و اجسام ۔ افعال و اعمال ۔ ہیئات و اشکال کا دیکھنے والا ہے ہر نفس

جس کا تعلق دید سے ہے ۔ وہ اُسے دیکھنے والا ہے ۔ آیات ذیل پر غور کرو :۔

(۱) وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (آل عمران ع ۲)	اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے ؂
(۲) فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (انفال ع ۴)	اللہ بندوں کے اعمال کو دیکھنے والا ہے ؂
(۳) اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ (ملک ع ۲)	اللہ ہر شے کو دیکھنے والا ہے ؂
(۴) اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ (شوریٰ ع ۲)	اللہ اپنے بندوں سے باخبر اور دیکھنے والا ہے ؂

یہ اسم قرآن پاک میں کہیں اسم سمیع کے ساتھ اور کہیں اسم خبیر کے ساتھ مستعمل ہوا ہے ؂

ہاں رب العالمین وہ ہے ۔ جس نے انسان کو بھی سمیع و بصیر بنایا فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا (سورہ دہر)

رب العالمین وہ ہے ۔ جس نے مخلوق کے لئے بصائر کو نازل فرمایا ہے قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ (انعام ع ۱) "تمہارے رب کی طرف سے بصائر آئی ہیں" ؂

رب العالمین وہ ہے ۔ کہ ابصار کو اس کا ادراک نہیں ۔ اور اسے ابصار کا ادراک حاصل ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ حواس اُس کا ادراک نہیں کر سکتے وہ ابصار کا ادراک کر سکتا ہے ؂

ربّ العالمین وہ ہے جو ہماری سمع و بصر کا مالک ہے اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (یونس ع ۴) "شنوائی و بینائی کا مالک کون ہے" ؂

رب العالمین وہ ہے ۔ جس نے کان کی ہڈی کو سننا ۔ آنکھ کی چربی کو دیکھنا ۔ زبان کے گوشت کو بولنا سکھایا ہے ؂

رب العالمین وہ ہے ۔ کہ سمندروں کی گہرائیاں ۔ رات کی تاریکیاں ۔ اُس کی دید کے مانع نہیں ۔ دلوں کی حالتیں ۔ اور طبائع کے اطوار سب اُس کی نظر کے سامنے ہیں ؂ ۔

اِس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو بصیر یقین کرتا ہُوا ایسے افعال کا ارتکاب نہ کرے۔ جیسے کسی دیکھنے والے کے سامنے نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالےٰ کی نگرانی میں اپنے قلب کو دیدے۔ اور پھر دیکھے۔ کہ دل اور معتقدات دل کس قدر محفوظ ہو گئے ہیں۔

(۲۳) اَللَّطِیْفُ

لطف سے ہے۔ لطف کے معنی گفتار و کردار میں نرمی و مہربانی کے ہیں۔ اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ کیونکہ اُس کے جملہ افعال و اقوال۔ بندوں پر۔ رفق و مدارا۔ اور مہربانی و عنایت کے ہیں۔ اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔

اسی کی لطیف صوری نے اشیائے مادیہ۔ صُورِ جمیلہ۔ ہیئات موزون۔ اجسام لطیفہ۔ اجرام نورانیہ کو خوشنمائی "تناسب۔ نورانیت۔ شفافی۔ موزونی اور رنگارنگی عطا کی ہے۔

اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ اور اسی کے لطیف ظاہری نے صحت و سلامتی اور امن و عافیت سب کو عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ اور اُسی کے لطف علمی نے حکماء و عقلاء۔ سالکین و شائقین۔ مجاہدین و علماء راسخین۔ اولیا و اصفیا اور انبیاء کو بقدر مراتب عرفان علمی عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ لطیف ہے اور اسی کے لطفِ عملی نے صاحبانِ عقل کو معاش معاملت دوران کو منفعت۔ اہل شعور کو آگاہی۔ اہل تقویٰ کو بصیرت عطا فرمائی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ اور اُسی کے لطفِ باطنی نے نیک نفسان و صافی طینتان۔ قانع مزاجان اور آزاد طبع گروہ کو حظِ وافر عطا فرمایا ہے ؛

اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ اور اُسی کا لطفِ تکوینی موجودات کو فیضان وجود عطا کرتا۔ اور عدم سے ہستی بخشتا ہے ؛

اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ اور اُسی کا لطفِ معنوی اشیاء مجردہ عقول و نفوس اور ملائکہ و انبیاء کے باطن کی تربیت فرماتا۔ صالحین پر اس لطیفہ نور کا پرتو ڈالتا ہے ؛

اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ اور اُسی کا لطفِ دُنیوی امرا و سلاطین دنیا کو حظوظ و کامرانی بخشتا ہے ؛

اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ اور اُسی کا لطفِ اُخروی اہلِ قرب سے محبت رکھنا اہلِ ایمان کو نجات۔ اہلِ احسان کو بقاء بدرجہ اتم و اکمل آخرت میں عطا فرمائیگا ؛

(ب) لطیف کے معنی دانائے امورِ مخفیہ اور واقف دقائق عجیبہ بھی ہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ (یوسف) اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ (شوریٰ) انہی معنی میں ہے قرآن مجید میں اسم خبیر کے ساتھ اس کا استعمال ہوا ہے ؛
وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (ملک) اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (لقمان) معنی یہ ہیں۔ کہ وہ اسرار جو لوگوں کے سینوں میں مخفی ہیں۔ ان کو بھی جانتا ہے۔ وہ اخبار جو لوگوں کے درمیان اشاعت گرفتہ ہیں۔ اُن سے بھی باخبر ہے ؛

اللہ تعالےٰ کی لطف و مہربانی جملہ امور میں ہماری ہادی و راہنما ہے۔ اُسی سے توفیق خیر ملتی ہے ؛

اس اسم کے ساتھ تخلق کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ بنی نوع کے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آیا کریں۔ اور جو کوئی شخص مصیبت کے وقت امداد چاہے اُس

Marfat.com

سے بقدر وسعت دریغ نہ کریں ۞

(۴۴) اَلْخَبِیْرُ

خُبْر سے بھی خبیر بنتا ہے۔ اور خُبْرَت سے بھی

لہذا خبیر وہ ہے۔ جو جملہ اخبار غیب و شہادت کی اطلاع پر حاوی ہے جو دنیا و آخرت کے احوال کو جانتا ہے۔ جسے جملہ وقائع کی خبر ہے۔ جو دانائی و زیرکی کا مالک ہے ۞

جب خبیر کے ساتھ علیم کا اسم ہوتا ہے۔ تب علیم کا تعلق علم ذات سے ہوتا ہے اور خبیر کا تعلق دوسرے کے افعال سے۔ قرآن مجید میں اس اسم کا اطلاق کہیں اسم بصیر کے ساتھ کہیں علیم کے ساتھ اور کہیں اسم لطیف کے ساتھ ہوا ہے ۞

اور یہ جملہ اسماء اطلاع و خبر و واقفیت و علم کے مختلف مدارج کو ظاہر کرتے ہیں ۞

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ خبرت و آگاہی حاصل کریں مداومت ذکر رکھیں۔ غربا و مساکین کے احوال کی خبر لیتے رہیں ۞

(۴۵) اَلْحَلِیْمُ

حِلْم کے معنی بردباری۔ آہستگی اور عقل ہیں۔ آیت اَمْ تَأْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ میں عقل و دانش ہی کے معنی ہیں ۞

اللہ تعالٰے حلیم ہے یعنی تغیرات اعتباریہ اس کی ذات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔ غضب اس کی رحمت پر غالب نہیں آ سکتا۔ اور رحمت اس کی صفت

Marfat.com

غضب کے لئے مانع نہیں ہو سکتی ۔

وہ معز بھی اور مذل بھی۔ اور ہر دو اوصاف کے ساتھ غیر متغیر بھی ۔

اللہ تعالیٰ حلیم ہے۔ یعنی انتقام کے لئے جلدی نہیں کرتا۔ اور گناہ کی سزا میں رزق بند نہیں کرتا ۔

اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر قربانی فرماتے ہوئے ان کو حلیم فرمایا ہے۔ یعنی اسمٰعیل علیہ السلام میں اس قدر تمکین نفس اور وقار ذات تھا۔ کہ جو سکون و اطمینان قلب ان کو خبر قربانی کے سننے سے پیشتر حاصل تھا۔ وہی حالت ان کی قربانی بنائے جانے کی خبر سن لینے پر بھی قائم رہی۔ یہ وحشت ناک خبر ان کے مزاج میں کوئی تغیر پیدا نہ کر سکی ۔

قرآن مجید میں اسم حلیم مندرجہ ذیل اسماء کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

اسم غفور کے ساتھ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (بقرہ و مائدہ)

اسم غنی کے ساتھ۔ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ (بقرہ ع ۲۷)

اسم علیم کے ساتھ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ (حج ع ۵)

اسم شکور کے ساتھ۔ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ (تغابن ع ۲)

ان اسماء حسنیٰ کے ساتھ اس اسم کی ترکیب یہ معنی پیدا کرتی ہے

غفران کے ساتھ حلم کا ہونا بتلاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں کو جلد عذاب نہ دینا اس لئے ہے۔ کہ اس کی مغفرت بندہ کو توبہ کی مہلت عطا فرماتی ہے۔ اور غنی کے ساتھ حلم کا ہونا بتلاتا ہے۔ کہ رب العالمین کو ایذا دینے والے۔ شرک کرنے والے۔ کفر کرنے والے۔ اللہ کی نگاہ میں بالکل حقیر و ذلیل ہیں۔ اور علم کے ساتھ حلم کا ہونا بردباری کی انتہا ہے ۔

اور علیٰ ہذا شکور کے ساتھ حلیم کی ترکیب ظاہر کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اعمال حسنہ کو قبول فرماتا اور ان کو بڑھاتا۔ اور اعمال سیئہ کے کفارہ میں دیر و درنگ کرتا۔ اور آہستگی کے ساتھ زبان مستقبل تک اصلاح کی مہلت عطا فرماتا ہے۔

اس اسم کے ساتھ تخلق کرنے والوں کو بردباری حاصل کرنی چاہیئے جب سنے۔ کہ فلاں شخص اس کی غیبت کرتا۔ اُس پر بہتان باندھتا ہے۔ تب سکون و وقار کے ساتھ رہے۔ قوت برداشت کو مضبوط بنائے۔ اور منتظر رہے۔ کہ زمان آئندہ میں رب العالمین اس کے کیا کیا نتائج پیدا کرے گا۔

(۲۶) اَلعَظِیۡمُ

عظمت سے ہے۔

اہل دنیا کی زبان میں لفظ عظمت کا اطلاق طول۔ عرض۔ وعمق پر ہوتا ہے اور جب ابعاد ثلثہ میں ایک شے کی بڑائی دوسری پر بیان کرنی ہو۔ تب لفظ عظمت کا استعمال کیا جاتا ہے:۔

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ (نمل ع ۳)	یعنی ملکہ سبا کا تخت۔ لمبائی چوڑائی۔ اونچائی میں بہت بڑا تھا
فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ (شعراء)	سمندر کے پانی کا ہر ایک ٹکڑا اٹری پہاڑ جیسا بن گیا تھا

اس کے بعد معقولات و مجردات میں بھی لفظ عظمت کا استعمال ہوتا ہے

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ (نور)	یہ بہتان بہت بڑا ہے۔
إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا (اسرائیل)	تم بہت بڑی بات کہتے ہو
أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (احزاب)	اللہ نے اُن کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (نساء ع ۱۷)	اللہ کا فضل اپنے نبی پر بہت بڑا ہے

اللہ تعالےٰ عظیم ہے۔ کیونکہ اسے عظمت ذاتی حاصل ہے۔ وہ الوہیت کے مرتبہ بزرگ کا مالک ہے۔

Marfat.com

وہ ربّ العرش العظیم ہے ۔ (سورہ مومن)

وہ فضل عظیم کا مالک ہے ۔

وہ قرآن عظیم کا اتارنے والا ہے ۔

وہ بندہ کو کرب عظیم سے نجات دینے والا ہے ۔

وہ بناء عظیم کو ظہور میں لانے والا ہے ۔

وہ ملک عظیم کا عطا کرنے والا ہے ۔

وہ فوز عظیم تک بندوں کو لے جانے والا ہے ۔

وہ عظمت و کبریاء اور جبروت و ملکوت کا مالک ہے ۔

اس کی عظمت کے سامنے ایک اعلیٰ سے اعلیٰ مخلوق کمتر از ذرہ ہے ۔

مادیات کی بڑائی کو دل سے نکال دینا چاہیئے ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ — اپنے رب کی جو عظمت والا ہے کے نام کی تسبیح کیا کر

اسی کی تعمیل میں رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھا جاتا ہے ۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے ۔ جس نے تین بار یہ پڑھ لیا فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ اس کا رکوع پورا ہو گیا ۔ اور یہ تین بار کہنا ۔ ادنیٰ شمار ہے ۔ زیادہ سے زیادہ فرض میں کتنا پڑھنا چاہیئے ۔ اُس کی بابت وضاحت کے ساتھ کوئی حکم نہیں ملتا ۔

انس رضی اللہ عنہ نے ایک بار عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۔ رحمہ واسعہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی ۔ اور اُن کے رکوع و سجود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ تر بتلایا تھا ۔ راوی کا بیان ہے ۔ کہ اس نماز میں دس دس بار تسبیح ہم کہہ لیا کرتے تھے ۔

اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والوں کو ۔ رب العالمین کے حضور میں خضوع و خشوع سے پیش ہونا چاہیئے ۔

Marfat.com

(۲۷) اَلغَفُوْرُ

لغوی معنی کا ذکر اسم احسن غفار ۱۴ پر کیا جا چکا ہے۔ غفور اور غفار دونوں اسماء غفران سے بطور صیغہ مبالغہ مستعمل ہیں ؂

معنی غفار کا تعلق مغفور بندوں کی تعداد سے ہے یعنی غفار وہ ہے۔ جو حد سے افزوں تعداد کے گناہوں کو معاف کرے ؂

اور غفور کے معنی ہیں مغفرت کا زائد از مقدار ہونا واضح ہوتا ہے یعنی غفور وہ ہے جس کی عطا و بخشائش لا انتہا ہے ؂

(ب) غافر وہ ہے۔ جو بروز محشر گناہوں پر پردہ ڈال دے گا ؂
اور غفار وہ ہے جو بندوں کے گناہوں کو ملائکہ کی بھی آنکھوں سے چھپا دے
اور غفور وہ ہے۔ جو بندوں کے دل سے بھی گناہوں کی یاد۔ اور ان کا الم۔ اور احساس والفعال کھو دے ؂

قرآن مجید میں یہ اسم۔ اسم رحیم کے ساتھ	۷۵ دفعہ
اسم عزیز کے ساتھ	۲ دفعہ
اسم عفو کے ساتھ	۵ دفعہ
اسم شکور کے ساتھ	۲ دفعہ
اسم حلیم کے ساتھ	۱ دفعہ
اسم ودود کے ساتھ	۱ دفعہ
صفت ذوالرحمۃ کے ساتھ	۱ دفعہ
مفرد	۵ دفعہ

کل ۹۲ دفعہ آیا ہے ؂

Marfat.com

یعنی اللہ تعالٰے کی مغفرت اس لئے بھی ہے کہ وہ عزت و بردباری والا ہے

اور اس لئے بھی۔ کہ وہ شکر قبول کرتا ہے۔

اور اس لئے بھی۔ کہ وہ سب سے محبت کرتا ہے۔

اور اس لئے بھی کہ وہ عاجز بندوں پر رحم کھاتا ہے۔

اور سب سے زیادہ وجہ یہی رحم شاہانہ ہے۔

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ اپنے بے شمار گناہوں کا تصور کرے۔ اور پھر اللہ تعالٰے کی مغفرت پر جو مقدار و تعداد اور اندازہ و شمار سے بڑھ کر ہے۔ یقین رکھے۔ اور جان لے۔ کہ غفران الٰہی۔ ان سب کو مٹا دینے والا۔ پردہ ڈال دینے والا۔ دھو دینے والا ہے۔

بندہ کا جتنا زیادہ مضبوط یقین غفران ربانی پر ہوگا۔ اُسی قدر زیادہ وہ غفران سے بہرہ یاب ہوگا۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ اسم ارتکاب گناہان کے لئے جرات آموز مستقبل نہیں۔ بلکہ آئندہ کے لئے شرم دلانے والا۔ گناہوں سے روکنے والا۔ اور ماضی کو مزکی کر دینے والا ہے۔

(۲۸) الشَّکُورُ

شکر سے ہے۔ شکر کے چند معانی ہیں۔ اور اللہ تعالٰے کا شکور ہونا ان سب معانی سے ہے۔

(الف) شکر کے معنی = مدح و ثنا بیان کرنا ہے۔ اللہ تعالٰے۔ شکور ہے کیونکہ اُس نے اپنی ذات کی خود مدح و ثنا فرمائی ہے۔ اپنی صفات عالیہ خود بیان فرمائی ہیں۔

Marfat.com

(ب) شکر کے معنی کسی کام کا قبول کرنا۔ اور کسی خدمت سے راضی ہو جاتا ہے
اللہ تعالےٰ۔ شکور ہے۔ وہ بندوں کے اعمال صالحہ کو قبول فرماتا ہے
اور ان کی عبادات و طاعات سے رضامند ہوتا ہے۔ سورۂ ملائکہ میں ہے
اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ "وہ تو ضرور ہی غفور اور شکور ہے"۔ نیز اسی سورت میں
ہے۔ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔ ہمارا رب گناہ بخشنے والا بھی ہے۔ اور طاعات
کو قبول کرنے والا بھی۔ سورہ تغابن میں ہے۔ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ یعنی
وہ طاعات کو قبول کرتا گناہوں پر بردباری فرماتا ہے۔

ہاں اللہ تعالےٰ شکور ہے۔ کہ وہ اپنے عباد کو توفیق شکر دیتا ہے۔

ہاں اللہ تعالےٰ شکور ہے۔ کہ وہ شکر پر شاکرین کو قبول فرماتا ہے۔

ہاں اللہ تعالےٰ شکور ہے۔ کہ وہ شکر پر نعمت مزید اور ارزانی فرماتا ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ جو کوئی شخص ان کی خدمت
کرے۔ اسے یہ شکر گذاری سے یاد رکھیں۔ ارباب حقوق کے حقوق تلف نہ کریں۔

(۲۹) اَلْعَلِیُّ

عُلُوٌّ سے ہے۔ جس کے معنی بلندی۔ بزرگی۔ بلندی مرتبہ۔ کلانی اور توانائی
ہیں۔ علو کے معنی غلبہ بھی ہے

عَلَا النَّهَارُ	دن چڑھ آیا
عَلَا الدَّابَّةَ	گھوڑے پر سوار ہو گیا
عَلَا فِي الْمَكَارِمِ	خصائل بزرگ میں برتر ہو گیا
عَلَا فِي الْاَرْضِ	ملک میں بزرگ منشی کرنے لگا۔ مغرور بن گیا
عَلَا بِالْاَمْرِ	حکومت میں بڑھ گیا۔ یا مستقل ہو گیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عَلِیٌّ ہے۔ کہ وہ سب سے غالب اور توانا ہے۔

اللہ تعالیٰ عَلِیٌّ ہے۔ کہ علوانیت اور ارتفاع مرتبت اسی کو حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ عَلِیٌّ ہے۔ کہ وہ جملہ سفلیات و علویات سے بالاتر ہے۔

قرآن مجید میں اس اسم کا استعمال اسم حکیم کے ساتھ بھی ہوا ہے۔

اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ (سورہ شوریٰ۔ع ۵)	بیشک وہ برتر حکمت والا ہے۔
لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ (سورہ زخرف۔ع ۱)	وہ تو ضرور بالاتر اور حکمت والا ہے۔

اور اسم کبیر کے ساتھ بھی:۔

فَالْحُکْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ (مومن ع ۱ و رج لقمان)	اللہ ہی کے لئے حکم ہے۔ جو برتر اور بزرگ تر ہے۔

اور اسم عظیم کے ساتھ بھی

وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (بقرہ)	وہ برتر اور عظمت والا ہے۔

اور ان آیات سے مستفاد ہوتا ہے کہ عُلوّ ربانی۔ حکمت و کبریائی۔ اور عظمت الٰہی کے ساتھ ہے۔ بیشک علی وہی ہے۔ جو اپنے خاص برگزیدہ بندوں کے لئے برترین تعریف کو دنیا میں قائم فرماتا ہے

وَجَعَلْنَا لَھُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا (مریم۔۶)	ہمنے اُن کے لئے سچی۔ اور برتر تعریف قائم کردی۔

بیشک علی وہی ہے۔ جس نے ادریس علیہ السلام کو مرتبت علیا پر ممتاز فرمایا تھا۔

وَرَفَعْنَاهُ مَکَانًا عَلِیًّا (سورہ مریم ع ۶)	ہم نے اسے بلند مقام پر اُٹھایا

بیشک علی وہی ہے۔ جس کا نام بلند ہے۔ جس کا حکم بلند ہے۔ جس کی شان بلند ہے

وَکَلِمَةُ اللّٰهِ ھِیَ الْعُلْیَا (توبہ۔ع ۴)	اللہ ہی کا فرمان برتر و بزرگ ہے۔

واضح ہو۔ کہ اسی مادہ سے اللہ تعالےٰ کی صفت اور علم باسم اعلیٰ بھی قرآن مجید میں ہے۔ گو اس حدیث ترمذی میں یہ علم موجود نہیں۔

صفات کے متعلق دیکھو

Marfat.com

وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی (نحل ع ۶)	اللہ کے لئے برترین مثال ہے ؛
وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی (روم ع ۳)	اللہ کے لئے مثال بھی سب سے برتر ہے ؛

اللہ تعالٰے کے لئے بطور علمہٗ فرمایا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی (سورہ اعلی)	رب کی جو سب سے برتر ہے نام کی تسبیح کیا کر
اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی (لیل)	رب ہی کی ذات کی رضامندی کیلئے صدیق عمل کیا کرتا ہے

جو بزرگ اِس اسم سے تخلق پیدا کرنا چاہیں۔ ان کو علو ہمت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور ہمیشہ ترقیات مراتب باطنی میں ساعی رہنا چاہیئے ؛

واضح ہو کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی کی تعمیل میں نماز پڑھنے والے کو حکم ہے کہ سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھا کرے۔ سنن ابوداؤد کا حوالہ اسم عظیم کے تحت میں لکھا گیا۔ اُسی حدیث میں سجدہ کی بابت بھی یہی ہے۔ کہ جس نے تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لیا۔ اُس کا سجدہ پورا ہو گیا۔ اور یہ ادنیٰ درجہ ہو گا ؛

واضح ہو۔ کہ رکوع و سجود میں پڑھنے کے اذکار اور بھی ہیں۔ جو نہایت صحیح احادیث میں آئے ہیں۔ اس جگہ تیمناً صرف اس حدیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو مولیٰ علی مرتضٰے کی روایت سے صحیح مسلم میں ہے۔ رکوع میں پڑھا کرے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ	یا اللہ تجھے رکوع کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتا ہوں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں۔ میری شنوائی۔ میری بینائی۔ میری ہڈیوں کا گودا میرے پٹھے تیرے حضور میں جھکے ہوئے ہیں

سجدہ میں پڑھا کرے

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ لَهٗ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ	یا اللہ میں تجھے سجدہ کرتا ہوں۔ تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تیری فرمانبرداری کرتا ہوں۔ میرا چہرا اسے سجدہ کرتا ہے جس نے اسے بنایا۔ صورت درست کی کان

Marfat.com

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ	اور آنکھیں چہرہ پر لگائیں۔ اللہ بڑی برکتوں والا ہے۔ سب سے بہتر صورت آفرین ہے ؞

(۳۰) اَلْكَبِيْرُ

کبیر سے ہے۔ اہل دنیا میں کبر کا استعمال کلانی سن و سال کے متعلق بالتخصیص کیا کرتے ہیں۔ مطلقاً بزرگی و بزرگ منشی بھی اس کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ۔ زمان و مکان سے۔ ارفع و اعلیٰ ہے۔ اُس کے اسم احسن میں مطلق بزرگی و عظمت کے معنی ہی مقصود ہیں ؞

اللہ تعالیٰ کبیر ہے۔ اور جملہ موجودات زمانی و غیر زمانی پر اُسے سبقت حاصل ہے ؞

اللہ تعالےٰ کبیر ہے۔ اور اس کی کبریائی کے سامنے ہر ایک اکبر الکبیر اونیٰ ترین صغیر ہے ؞

اللہ تعالیٰ کبیر ہے۔ وہ کامل الصفات اور شامل الصفات ہے ؞

اللہ تعالیٰ کبیر ہے۔ اور کبریائی اس کی ردائی ہے۔ ؎

مرا در ارسد کبریا و منی   کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (جاثیہ ع)	آسمانوں اور زمین میں اُسی کو کبریائی حاصل ہے۔ وہی عزت والا۔ حکمت والا ہے ؞

بیشک اللہ تعالےٰ ہی کبیر ہے۔ جو آیات کبریٰ کا مالک ہے۔ وہ آیات کبریٰ۔ کہ ان کی سیر اپنے حبیب و خلیل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کرائی تھی ؞

اللہ تعالیٰ ہی کبیر ہے۔ جس کے حکم میں طامۃ الکبریٰ ہے ؞

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہی کَبِیْر ہے۔ جس کا اقتدار نار کبریٰ پر ہے ؞

اللہ تعالیٰ ہی کَبِیْر ہے۔ جو یوم کبیر میں اپنی کبریائی کا شکوہ دکھلائے گا ؞

اللہ تعالیٰ ہی کَبِیْر ہے۔ جو اپنے عباد پر فضل کبیر نازل فرماتا۔ جو مخلصین کو فوز کبیر تک پہنچاتا۔ اور اہل طاعت کو اجر کبیر سے شاد کام فرماتا ہے ؞

اللہ تعالیٰ ہی کَبِیْر ہے۔ جو اہل ایمان کو نعیم اور ملک کبیر عطا فرمائے گا ؞

قرآن مجید میں یہ اسم جن اسماء حسنیٰ کے ساتھ مستعمل ہوا ہے۔ وہ یہ ہیں:۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ (رعد)	غیب اور شہادت کا جاننے والا۔ کبر اور علو والا
وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (سورہ حج و لقمان)	بیشک اللہ ہی برتر اور بزرگ تر ہے ؞
فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (سورہ مومن)	حکم اللہ ہی کا ہے۔ جو بلند تر اور بزرگ تر ہے ؞

ان آیات پر غور کرو۔ کہ کبریائی اور علو کو کس طرح شامل کرکے بیان فرمایا گیا ہے۔ اور اس سے یہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی کو سبقت زمانی۔ یا عظمت ایجاد کے ساتھ نہ سمجھا جائے۔ بلکہ وہ ان سب سے بالاتر ہے۔ خود ہی فرمادیا ہے۔

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا (سورہ اسرائیل)	یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اقوال سے بلند۔ نہایت بلند۔ بزرگ۔ نہایت بزرگ ہے

وہ ارجاس۔ انا س سے پاک۔ عیوب و نقائص سے منزہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تعلیم دی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَّفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا ؕ	الٰہی مجھے میری نگاہ میں چھوٹا بنائیو۔ اور لوگوں کی نظر میں مجھے بڑا رکھیو ؞

Marfat.com

(۳۱) اَلْحَفِیْظُ

حفیظ کے معنی نگہبانی اور یادداشت ہیں ؛

اللہ تعالیٰ حفیظ ہے ۔ موجودات کی حفاظت فرماتا ۔ بلیّات سے صیانت کرتا ہے ۔ قوامِ عالم اسی کی نگہبانی سے قائم ہے ۔ اور نظامِ اعظم کا وہی ناظم ہے ؛

بے ستون آسمان کو اُسی نے ہوا پر معلّق کیا ۔ اور پھر اپنی حفاظت میں لے رکھا ہے ؛

بے بنیاد زمین کو اُسی نے قائم فرمایا اور اپنی نگہبانی میں رکھ چھوڑا ہے وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا اس نگہبانی و حفاظت سے سستی و ماندگی کا اُس پر کوئی اثر نہیں اس صیانت میں اُسے کچھ دشواری نہیں ؛

اللہ ہی حفیظ ہے جو ہمارے لئے حَفَظَہْ وہ فرشتے جو بندہ کی حفاظت کرتے ہیں ۔ مقرر فرماتا ہے ؛

اللہ ہی حفیظ ہے ۔ جو شیطانِ مارد کی شرارتوں کو ناکام بناتا ہے ؛

اللہ ہی حفیظ ہے ۔ کہ مومنہ عورتوں کی عصمت محفوظ ہے ؛

اللہ ہی حفیظ ہے ۔ جو شیطان رجیم کے زد سے اہل ایمان کو بچاتا ہے ؛

اللہ ہی حفیظ ہے ۔ جو کتاب حفیظ کا مالک ہے ۔ وہ کتاب جس میں جملہ تبدلات و تغیرات کی کیفیت صحیحہ موجود رہتی ہے ؛

اللہ ہی حفیظ ہے ۔ جو ہر ایک اوّاب و حفیظ کو یعنی حکموں کے نگاہ رکھنے والے بندوں کو اجر کریم عطا فرماتا ہے ؛

اللہ ہی حفیظ ہے ۔ اُسی کی صفت اس آیت میں ہے ۔ وَرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

حَفِیْظٌ (سبا ع ۳) تیرا رب ہر ایک شے کی حفاظت فرمانے والا ہے ؛

اللہ ہی حفیظ ہے۔ جس کی لوحِ محفوظ میں قرآن کریم پوری حفاظت میں ہے ؛

اللہ ہی حَفِیْظٌ ہے۔ جس نے ہمارے سر پر سقفِ محفوظ کو بلند کیا ہے ؛

ہاں وہی حافظ ہے۔ اور کُنَّا لَھُمْ حَافِظِیْنَ (انبیاء ع ۶) کی شان اسی کو حاصل ہے ؛

ہاں وہی حافظ ہے۔ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اُسی کی صفت ہے ؛

اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو حافظ حقیقی یقین کریں۔ حفاظت ظاہری کے جملہ استحکامات کو ہیچ و حقیر سمجھیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کو اپنی جان و مال، و اولاد کا حافظ سمجھیں۔ اُسی کی حفاظت میں اپنے قلب کو کر دیں۔ اُسی کی حفاظت میں آ کر جملہ بلیاتِ شیطانی و آفاتِ نفسانی سے کنارہ کش رہیں ؛

(۳۲) اَلْمُقِیْتُ

مُقِیْتُ کے معنی نگہبان و عطائے قوت میں توانائی رکھنے والا ہیں۔ انہی معنی میں یہ آیت ہے۔ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا

مُقِیْتُ۔ قوت سے بھی ہے۔ قوت۔ غذا کی اُس مقدار کو کہتے ہیں۔ جو جزو بدن ہو سکے۔ اور صحت اقوت کے قیام کا ذریعہ بن سکے ؛

مُقِیْتُ وہ ہے۔ جو جملہ قوائے بدن کو توانائی دیتا ہے ؛

مُقِیْتُ وہ ہے۔ جو قوائے روحانی کو غذا بخشتا ہے ؛

مُقِیْتُ وہ ہے۔ کہ نباتات و جمادات و حیوانات جن و ملک۔ اپنی اپنی طبعی

Marfat.com

ساخت اور اقتضائے فطرت کے مطابق اُس کی روزی سے پل رہے ہے۔ بڑھ رہے نشوو نما پار ہے ہیں ؛

دماغ کی غذا۔ قلب کی غذا۔ روح کی غذا کو وہی مہیا کرتا ہے۔ اور اُسی کی غذا سے ان سب کی تربیت و تقویت و تنویر ہوتی ہے ؛

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ اپنی تمام اعضاء کی صحت و طاقت جملہ قوی کی بقا و قوت کا سوال اُسی مالک سے کیے۔ اور التجا کیا کرے۔ کہ اے میرے رب۔ میرے پروردگار۔ میرے اعضاء۔ میرے قویٰ۔ میرے حواس۔ میرے مدرکات۔ میری خدمات۔ میری معلومات۔ میرے مشاہدات کو تو ہی اپنی رحمت و طاقت سے بڑھاتا رہ۔ تو ہی ان سب کی درستی و توانائی کا سامان فرمایا کر ؛

(۴۳) اَلْحَسِیْبُ

حَسْب کے معنی کفایت ہیں محاورہ ہے۔ ھٰذَا حَسْبُكَ مِنْ غَیْرِہٖ

اللہ تعالیٰ حَسِیب ہے۔ اُسی کی حفاظت کافی ہے۔ اسی کی پناہ کافی ہے۔ وہی مہماتِ امور کے لئے کافی ہے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (سورہ طلاق) اگر وہ انکار کریں تو کہدے۔ کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ وہی معبود ہے اور کوئی نہیں اُسی پر میرا بھروسہ ہے۔ اور وہی عرش بزرگ کا رب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دینے کا حکم ہوا ہے ؛

قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ (سورہ زمر۔ ع ۴)	کہدے اللہ میرے لئے کافی ہے۔ اور اُسی پر توکل والوں کو اعتماد کرنا چاہئے ؛

یہ بھی آنحضرت صلعم ہی کے لئے حکم ہے

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ توبہ ع ۱۶	اگر یہ روگردانی کریں۔ تو کہدے کہ اللہ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی پر میرا اعتماد ہے

Marfat.com

وہی بزرگ ترین عرش کا پروردگار ہے ؎

بیشک اَلْحَسِیْبُ وہی ہے۔ کہ اعدا کے اجتماع اور خوف و دہشت کی حالت کو معلوم کر کے جب اہل ایمان نے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (سورۃ آل عمران ع ۱۸، ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) پڑھا ؎

تب نعمت و افضال الٰہی نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ رضوان الٰہی نے ان کی دستگیری کی۔ اور فضل عظیم ان کے شامل حال ہو گیا۔ تخویف شیطانی کا اثر جاتا رہا۔ اور صرف خوفِ خدا ہی اُن کی شمع راہ بنا رہا ؎

(ب) حسیب کے معنی حساب کنندہ ہیں

انہی معنی میں ہے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ "سورج اور چاند حساب کے اندر ہیں"۔

ہاں اَلْحَسِیْبُ وہی ہے۔ جو سریع الحساب بھی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ قیامت میں سب کا حساب کس طرح یکبارگی لیا جاسکیگا انہوں نے فرمایا۔ یُحَاسَبُوْنَ کَمَا یُرْزَقُوْنَ۔ جس طرح یہاں دنیا میں تمام مخلوق کو یکبارگی رزق مل رہا ہے۔ اسی طرح وہاں بھی سب کا حساب یکبارگی لیا جاوے گا ؎

اَلْحَسِیْبُ وہ ہے۔ جو کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا "اے بندہ آج تو خود اپنے نفس کا حساب کرنے میں کافی ہے"۔ کا حکم جاری فرمائے گا ؎

اَلْحَسِیْبُ وہ ہے۔ جو جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا۔ "تیرے رب کی طرف سے جو ملے گی۔ وہ عطا ہوگی اور وہ اندازہ باندازہ ہوگی"۔ کی شان میں متقین پر جود و نوال اور لطف و افضال کے دروازے کھول دیگا ؎

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ رب العالمین سے حِسَابًا یَّسِیْرًا کی درخواست کرتے رہیں۔ یَوْمَ الْحِسَابِ پر یقین کو پختہ رکھ کر سمجھ لیں۔ کہ ایک روز اس کتاب پر حساب دینا ہوگا جس کی صفت یہ ہے۔ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً اِلَّآ

Marfat.com

احصاھا۔ کوئی چھوٹی بڑی بات ایسی نہ ہوگی جو اس کتاب میں درج نہ ملے گی"۔

(۳۴) اَلْکَرِیْمُ

کرم سے ہے۔ کرم کے معنی عظمت۔ شرف۔ عزت اور جود و سخاوت ہیں۔ اہل زبان کریم کی صفت میں کہا کرتے ہیں۔ کہ کریم وہ ہے۔ کہ وعدہ کرے۔ تو پورا کر دے۔ قدرت پاکر۔ قصور معاف کر دے۔ عیب دیکھے اور پردہ پوشی کرے قصور معلوم کرے۔ اور در گذر فرمائے۔

بیشک اللہ تعالیٰ جملہ معانی کے اعتبار سے کریم ہے۔ وہی کرامت حقیقی کا مالک ہے۔ اور وہی صاحب جود و کرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ کیونکہ وہ رسول کریم کا بھیجنے والا ہے۔ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ (سورہ دخان)

اللہ تعالیٰ کَرِیْم ہے۔ کیونکہ وہ کتاب کریم کا اُتارنے والا ہے۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (واقعہ)

اللہ تعالیٰ کَرِیْم ہے۔ کیونکہ وہ اجر کریم کا عطا فرمائندہ ہے وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (حدید)

اللہ تعالیٰ کَرِیْم ہے۔ کہ مدخل کریم کا داخلہ اُسی کے حکم میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کَرِیْم ہے۔ کہ رزق کریم کا ارزانی کنندہ وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کَرِیْم ہے۔ اور تمام مخلوق اُسی کی نوال و کرم سے بہرہ گیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کَرِیْم ہے۔ کیونکہ جواد مطلق اور غنی برحق وہی ہے۔ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ (نمل ع ۴)

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو اوصاف کریمانہ کے حصول میں سعی و کوشش کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

۳۵ اَلرَّقِیْبُ

اللہ تعالیٰ کا علَم ہے۔ لغوی معنی کے اعتبار سے رقیب نگہبان اور نگرانی کنندہ کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو موجودات کی حراست فرماتا۔ اور معلومات کی رقابت کرتا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ الرّقیب کے معنی ہیں علم اور حفظ کی مجموعی صفت جمع ہوتی ہے۔

سورہ احزاب میں ہے وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ رَّقِیْبًا۔ اللہ پاک تو ہر چیز کا نگہبان ہے۔

سورہ مائدہ میں ہے۔ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ۔ جب تو نے مجھے ان لوگوں میں سے لے لیا۔ تب تو خود اُن کا نگہبان تھا۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ اپنے خیالات و معاملات کو باری تعالیٰ کی نگرانی میں دیدے۔ نفس و شیطان سے محفوظ ہونے کا یہی آسان طریق ہے۔

(۳۶) اَلْقَرِیْبُ

یہ اسم آیت ذیل سے لیا گیا ہے:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (سورہ بقرہ ع)	اے نبی جب آپ سے لوگ میرے بندے میری بابت سوال کرتے ہیں۔ تو میں تو قریب ہوں۔ اور جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو اُسکی پکار (دعا) کو قبول کرتا ہوں۔

Marfat.com

تفسیر خازن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہود ان مدینہ نے یہ سوال کیا تھا۔ کہ خدا تو عرش پر ہے۔ اور عرش و فرش کے درمیان اتنے آسمانوں کا بُعد اور غلظت حائل ہے۔ پھر خدا ہماری کیونکر سنتا ہے۔ تب اُن کو اللہ عزّ و جل نے یہ جواب بھیجا تھا

بعض روایات میں ہے۔ کہ صحابہ میں سے بعض نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا ہمارا رب ہم سے قریب ہے۔ تا کہ آہستہ آہستہ اُس سے مناجات کیا کریں۔ یا ہمارا رب ہم سے بعید ہے۔ کہ ہم اُسے زور زور سے پکارا کریں۔ تب یہ جواب اترا تھا،

ایک صحیح حدیث میں بھی یہی اسم آیا ہے۔ صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ لوگوں نے ایک وادی میں چڑھتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تکبیر زور سے لگائی۔ تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَیُّھَا النَّاسُ اَرْبِعُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَّلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا قَرِیْبًا	اے لوگو۔ اپنی جانوں پر نرمی کرو۔ تم کسی بہرہ (گران گوش) کو یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ تو تم سمیع و بصیر و قریب کو پکار رہے ہو۔

آیت قرآنی میں قریب فرمایا اور اُس کی تحت اجابت دعوت کا ذکر کیا۔ حدیث صحیح میں قریب فرمایا۔ اور اس کا مطلب سمیع بصیر کے اسماء میں آشکارا فرما دیا۔

انسان ذرا غور کرے۔ کہ قریب کے خواص کیا ہیں۔ جب کسی شے یا انسان کے احوال پر ہمارا علم ہماری شنوائی۔ ہماری بینائی بیک وقت بیک لحظہ کار فرما ہوں۔ تو ثابت ہوگا۔ کہ وہ شے ہم سے قریب ہے۔ یا ہم اُس سے قریب ہیں۔ ہم سے اُس شے کا قریب ہونا تب صحیح ہوگا۔ جب اس کا علم اور گوش و چشم

Marfat.com

بھی ہمارے اوپر وہی عمل کرتے ہوں ۔

اللہ عزوجل جس کا علم ہر ذرہ ذرہ پر حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بصر جو شب تاریک میں سمندر کی سب سے زیادہ گہرائی کی تہ میں پڑی ہوئی ادنیٰ شے کو بھی دیکھ رہی ہے۔ اللہ کی سمع۔ جو تحت الثریٰ کے نیچے پہاڑ کی غار کے اندر والے کیڑے کی جو ہنوز پتھر کے اندر مخفی ہے کی آواز کو بھی سننے والی ہے۔ بیشک ہم سے قریب ہے۔ گو وہی قرب ہم کو اس سے حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرب کے مدارج بھی بتلائے ہیں۔

(۱) أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ	خبردار تحقیق اللہ کی مدد نزدیک ہے ۔

جب انسان وسائل دنیوی سے محروم ہو جاتا۔ اور اسباب و عادی کو اپنے خلاف پاتا ہے۔ تو دل شکستگی کے ساتھ بے اختیار بول اٹھا کرتا ہے مَتٰى نَصْرُ اللّٰہ "اللہ کی مدد کہاں ہے"

اور اُسی وقت قدسی کلام اُسے ہدایت کرتا ہے۔ کہ اللہ کی مدد تو قریب ہے یہ قرب کا ایک درجہ ہوا۔ جو نصرت و یاوری کی شکل میں متجلی ہوتا ہے ۔

(۲) إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ	اللہ کی رحمت احسان والوں سے قریب تر ہے ۔

احسان کسے کہتے ہیں۔ اس کے معنی حدیث جبریل میں بتائے گئے ہیں ۔

تَعْبُدُ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَإِنَّهُ يَرَاكَ	اللہ کی عبادت کر گویا تو اُسے دیکھتا ہے۔ اور یہ نہیں تو وہ تجھے ضرور دیکھتا ہے ۔

آیت بالا میں بتایا گیا ہے۔ کہ رحمت الٰہیہ اُن بندوں سے قریب ہے۔ جو عبادت الٰہی۔ حفظ وافر تعقل کامل۔ یقین واثق۔ اور اعتماد محکم سے مشغول رہنے والے ہیں ۔

(۳) إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ	تحقیق وہ سننے والا نزدیک ہے ۔

یہ ذات پاک کے متعلق عرفان ہے۔ وہ ہم سے قریب ہی ہے۔ اور وہ ہماری

Marfat.com

باتوں - التجاؤں - دعاؤں کا شنوا بھی ہے ؛

سمیع و قریب ہر دو صفات ہیں - اور اللہ تعالےٰ کی صفات انسانی صفات سے منزّہ و برتر ہیں ؛

(۴) اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ | میرا رب قریب ہے اور میری دعا سنتا ہے۔

یہ الفاظ نبی اللہ کی زبان سے ہیں - اور اُس قرب کو ظاہر کرتے ہیں - جو انبیاء کو بوجہ قبولیت و شرف و اختصاص خاص حاصل ہوتا ہے - کہ اُن کی حمایت کی جاتی نصرت فرمائی جاتی - ان کی معروضات کو درجہ اجابت دیا جاتا ہے ؛

بعض لوگ قرب اور خلط کے معنی میں کوئی فرق نہیں کرتے - اور اس آیت ہی سے خالق و مخلوق کو متحد الجنس بناتے اور بتانے کی سعی کیا کرتے ہیں - اُن کو یاد رکھنا چاہیئے - کہ لغت اور کلام اللہ اُن کی ایسی تاویلات کی تائید نہیں کرتے - اور جب وہ لغت و لسان ہی کے قواعد کے پابند نہیں - تب تو کسی آیت کے بغیر بھی وہ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں ؛

اسماء حسنےٰ کے حلّ مطالب کے متعلق یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے - کہ اکثر آیات کے خاتمہ میں دو دو اسم آتے ہیں - جیسے عَلِیٌّ اَلْکَبِیْر - عَلِیٌّ اَلْعَظِیْم - غفور الودود حمید مجید - یہ دونوں اسم ایک دوسرے کے معنی کے تعین میں بہت بڑا تعلق اندرونی رکھتے ہیں - ایک کے اسرار دوسرے کے انوار سے بخوبی آشکار ہُوا کرتے ہیں ؛

اسم قریب کے معنی کی دریافت میں تدبّر کرنے سے پتہ لگ جاتا ہے - کہ آیاتِ قرآنیہ میں اس کا استعمال سمیع و بصیر - اور مجیب کے ساتھ ہُوا ہے - یہی اسماء حقیقت قرب قریب کا بھی وضوح فرمائیں گے ؛

Marfat.com

(۳۷) اَلْمُجِیْبُ

اسم علم ہے۔ جواب اور اجابت سے بنایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُجیب ہے۔ کہ وہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُجیب ہے۔ کہ وہ ہر ایک دعا مانگنے والے کی دعا کو شرف اجابت بخشتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُجیب ہے۔ کہ جملہ اشیاء لسان سوال کو سمجھتا ہے۔ اور اُن کی ضروریات طبعی و اتفاقی کو پورا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجیب ہے۔ کہ سب کی زبان قال کو سمجھتا ہے۔ اور صدق مقال کو شرف قرب عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجیب ہے۔ اس پکارنے والے کی دعا کو جو اضطراب و اضطرار میں رب العالمین کو یاد کرتا ہے۔ سماعت فرماتا۔ اور قبولیت عطا کرتا ہے

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (سورہ نمل ع ۵) | وہ کون ہے جو پکارنے والے مضطر کی پکار کو قبول فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ مُجیب ہے۔ اور خود بندوں پر استجابت احکام کو فرض ٹھہراتا ہے۔

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ (بقرہ ع ۲۳) | چاہیئے کہ بندے میرے حکموں کو قبول کیا کریں۔ اور مجھ پر ایمان رکھیں

جو لوگ اللہ تعالےٰ کے قریب و مجیب ہونے کا ایمان رکھتے ہیں۔

جو لوگ احکام الٰہی کو فراخ دلی و استحکام سے قبول کرتے ہیں۔

جو لوگ نافرمانی و سرکشی سے دور رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا مجیب ہونا ان پر سراسر ظاہر ہو جاتا ہے۔

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ جب موقعہ ملے تب ہی دل کھول کر یا ہاتھ اٹھا کر۔ پوری توجہ پوری رغبت سے اور پورے یقین قبولیت سے

Marfat.com

دعا کیا کریں۔ نامنظوری۔ یا عدم قبولیت کا وہم بھی دل میں نہ آنے دیں ؛

(۳۸) اَلْوَاسِعُ

وُسْعَت کے معنی فراخی۔ تونگری۔ دسترس۔ طاقت ہیں۔ سعت بھی وہی ہے۔ جو وُسعت ہے ؛

وَاسِعْ اللہ تعالیٰ کا علم ہے ؛

اللہ تعالیٰ واسِعْ ہے۔ اور اس کی جود و عطا حیطۂ اندازہ سے باہر ہے ؛

اللہ تعالیٰ وَاسِعْ ہے۔ جس نے جملہ اشیا کو اپنے انعام سے گھیر رکھا ہے ؛

اللہ تعالیٰ وَاسِعْ ہے۔ کہ اس کا رزق سب کو ملتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ وَاسِعْ ہے۔ کہ اُس کی رحمت سب کو شامل ہے۔ وہی وسعت غیر متناہیہ کا مالک ہے۔ اُسی نے موجودات کو سعت و انبساط بخشا ہے ؛

وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	اس کا علم آسمانوں اور زمین سے فراخی میں بہت زیادہ ہے ؛
وَسِعَ رَبِّیْ کُلَّ شَیْئٍ عِلْمًا (انعام ع ۸)	وہی ہے جس کا علم ہر شے پر حاوی ہے ؛
وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ (سورہ اعراف)	وہی ہے جس کی رحمت ہر شے سے فراخ تر ہے ؛

ہاں وَاسِع وہ ہے۔ جس کی مجموعی صفت میں ملائک اس طرح تر زبان ہیں ؛

رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْئٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا مومن	اے ہمارے رب تو نے اپنی رحمت اور علم سے ہر ایک چیز کو اپنی دسترس میں لے لیا ہے ؛

ہاں اللہ تعالیٰ وَاسِع ہے۔ مگر غریب بندوں کو ان کی وسعت و طاقت سے بڑھ کر کوئی حکم نہیں دیتا لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا "اللہ پاک کسی ایک مخلوق کو بھی اس کی طاقت اور برداشت سے بڑھ کر کسی حکم پر مجبور نہیں کرتا"؛

اس اسم کے متعلق یہ دعا یاد رکھنی چاہیے۔

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَیَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمْرِیْ یَا مَنْ لَا تَرَاهُ الْعُیُوْنُ وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُوْنُ وَلَا یَصِفُهُ الْوَاصِفُوْنَ	یا اللہ عمر بڑھ جانے پر اور بڑھاپے کے وقت اپنا رزق مجھ پر اور زیادہ وسیع فرما۔ اے وہ ذات کہ جسے نہ آنکھیں دیکھتی ہیں۔ اور نہ گمان و وہم پا سکتے ہیں اور نہ وصف کرنے والے اُس کا وصف کر سکتے ہیں ؂

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والے کو یہ یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ شریعت کے جملہ احکام ایسے ہیں۔ کہ ہر مومن بآسانی اُن پر عمل کر سکتا ہے ؂

یہ یقین کر لینا چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا علم ہر شے پر حاوی۔ اور فراخ تر ہے۔ لہذا بخوشی پابندیٔ احکام کرنا چاہیئے ؂

(۳۹) اَلْحَكِیْمُ

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسم حکیم۔ کو حکم اور حکمت سے مشتق بتایا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ۔ حاکم علی الاطلاق ہے۔ اور معناً اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ مگر ائمہ لغت میں سے کسی نے حکیم بمعنی حاکم تحریر نہیں کیا ؂

رہا حکیم کا مشتق از حکمت ہونا۔ یہ سب کے نزدیک مسلمہ ہے ؂

حکمت۔ اعمال میں افضلیت۔ اور افعال میں احسنیت کے علم کو حکمت کہتے ہیں ؂

حکمت۔ اُن غایات حمیدہ کا نام ہے۔ جو سلسلہ تکوین میں ملحوظ ہیں ؂

حکمت۔ اُن مصالح کُلیّہ کا نام ہے۔ جو نظام عالم کا قوام ہیں ؂

احسن اخلاق اور احسن اعمال کا حکمت ہونا ضروری ہے ؂

بہترین فوائد اور بہترین مقاصد کا حکمت ہونا لابدی ہے ؂

ہاں حکمت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ افضل العلوم سے افضل الاشیاء کو معلوم کیا چاہئے ؂

Marfat.com

قرآن مجید میں چند مقامات پر حکمت کا اثبات فرمایا گیا ہے

(۱) وَاللّٰہُ یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ (بقرہ۔ ع ۲۷) — اللہ جسے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے۔

(۲) مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (لقمان) — جس شخص کو حکمت دی گئی۔ اُسے خیر کثیر دی گئی۔

سلیمان علیہ السلام کی مدح میں ہے۔

(۳) وَاٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ — ہم نے اُسے حکمت بھی دی اور صاف صاف فیصلہ کرتا ہے

(۴) وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (سورہ بقرع ۱۳) — وہ دنیا کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

(۵) حِکْمَۃٌ بَالِغَۃٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (سورہ قمرع ۱) — حکمت کامل بھیجی گئی۔ مگر ان کو انذار کا فائدہ نہ ہوا

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ آیات قرآنیہ کو اسماء حسنٰے کے ساتھ جن پر آیات کا اختتام ہوتا ہے۔ بلحاظ معنی تناسب تام ہوتا ہے۔ لہذا غور کرو۔ کہ اسم حکیم کا استعمال قرآن پاک میں کس طرح ہوا ہے۔

اسم عزیز کے ساتھ اِنَّہٗ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (نمل ۱۰) بیشک میں اللہ غالب حکمت والا ہوں ۳۳ مقامات اور ہیں۔ جہاں عزیز حکیم فرمایا ہے

اسم حمید کے ساتھ۔ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ (سورہ فصلت) یہ کلام حکمت والے۔ خبر والے کا اوتارا ہوا ہے۔

اسم خبیر کے ساتھ۔ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ (سورہ ہود) حکمت والے۔ خبر والے کی طرف سے تفصیل کر دی گئی ہے۔

وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ (سورہ انعام) اور وہ حکمت والا خبر دار ہے۔

اسم واسع کے ساتھ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا (نساء ع ۳) اللہ تعالیٰ توسعت دینے والا حکمت والا ہے

اسم علی کے ساتھ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ (سورہ زخرف ع ۱) بیشک وہ برتر حکمت والا ہے۔

اسم علیم کے ساتھ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ (سورہ انعام ع ۱۲)

دس مقامات دیگر ہیں

Marfat.com

ان آیات پر تدبر کرنے سے یہ نتیجہ مستنبط ہوتا ہے۔ کہ خبرت و وسعت اور علم وحمد اور علو و رفعت کے مفہوم سے حکیم کا مفہوم زیادہ تر واضح و لائح ہو جاتا ہے۔ یہ وہ طریق ہے۔ جو مقصود ربانی کو صحیح طریق پر بخوبی ذہن نشین کر دیتا ہے۔ یہ مشہور عام ہے ؛ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ۔ حکمت والے کا فعل حکمت سے خالی نہیں ؛

اس اصول پر اگر شرائع الہیہ اور احکام ربانیہ کی تحقیق کی جائے۔ اگر دفتر تکوین کا مطالعہ کیا جائے۔ اگر صحیفہ فطرت کا ملاحظہ کیا جائے۔ تو ذرہ۔ ذرہ۔ اور پتہ۔ پتہ سے رب العالمین کی حکمت نمایاں ہو جاتی ہے ؛

کوتاہ بین لوگ اپنی اپنی نافہمی سے حسن و قبح اشیاء کا فتویٰ لگا دیتے۔ اور پھر تقصیر حکمت پر بحث آرا ہوتے ہیں۔ کاش وہ اس مشہور فقرے کو غور سے پڑھیں۔ اور یقین رکھیں۔ کہ رب العالمین کے جملہ احکام و افعال حقیقتہً صحیح ترین مقصد اور نافع ترین فوائد۔ اور احسن ترین اطوار پر مبنی ہیں۔ لہذا اَلْحَکِیْمُ اسی کا اسم احسن ہے۔ اور اسی کی پاک ذات پر حقیقتہً صادق آتا ہے ؛

بیشک اللہ تعالےٰ حکیم ہے۔ اور اس نے ایجاد مخلوقات میں جملہ لوازمات و مناسبات صحیحہ کو پیدا کیا ہے ؛

اللہ تعالےٰ حکیم ہے۔ اور ماہیات اشیاء پر اس کی حکمت محیط ہے ؛

اتفاق صاعات اور احکام متشکلات میں اس کی حکمت جلوہ گر ہے ؛

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ وہ علم و حکمت کے شیدا ہوں۔ وہ اسرار و دقائق کونیہ کے معلوم کرنے کے شائق ہوں۔ وہ فہم سلیم اور عقل دقیق سے اسرار احکام شریعت کے جویا ہوں ؛

آج کل اکثر لوگ صرف منطق یا سائنس کے مطالعہ کے بعد۔ احکام شریعت کی خوبی سے بے خبر رہ کر اپنے اپنے فہم کو ان احکام حقہ سے بہتر خیال کرنے لگتے ہیں۔ لہذا

Marfat.com

علماء حقانی کو لازم ہے۔ کہ اس اسم حکیم کے ظلال سے نور گیر ہو کر۔ لوگوں کو دلائل عقلیہ کے ساتھ۔ ان احکام کی توضیح و تبیین فرمایا کریں۔ تا کہ اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ کا مفہوم پورا ہو۔

حکمت کی تفسیر میں اقوال ائمہ دین کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے۔ حکمت کے معنی۔ علم القرآن بتلائے ہیں۔ یعنی ناسخ و منسوخ۔ محکم و متشابہ۔ مقدم و مؤخر۔ حلال و حرام وغیرہ کی شناخت۔ ضحاک نے حکمت کے معنی۔ قرآن۔ اور فہم قرآن بتلائے۔ مجاہد نے قرآن اور علم اور فقہ بتلائے۔

مجاہد نے دوسری روایت میں حکمت کے معنی۔ قول و فعل کی اصابت بیان کیئے ہیں۔

نخعی نے فرمایا۔ کہ حکمت معانی الاشیاء اور فہم معانی کا نام ہے۔

حسن بصری نے فرمایا۔ کہ دین الٰہی میں ورع کا نام حکمت ہے۔

امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ جن آیات میں کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آتا ہے۔ وہاں حکمت سے مراد سنّت نبویہ ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں۔ کہ حق کی شناخت اور عمل برحق کا نام حکمت ہے۔ اگر ان اقوال میں معنی مشترک کا خیال کیا جائے۔ تو حکمت کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہر شے کو اُس کی اصلی جگہ پر رکھا جائے۔

اشیاء پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جملہ اشیاء کے لئے مقتضیات ہیں حدود ہیں۔ نباتات ہیں۔ اوقات ہیں۔ جن میں تقدم و تاخر نہیں ہو سکتا۔ لہذا حکمت وہ ہے۔ جس میں ان جملہ جہات کو مرعی رکھا جائے۔ اور حکیم وہ ہے۔ جس کا حکم ان جملہ جہات میں اشیاء عالم و عالم پر نافذ ہوتا ہے۔

حکمت خیر کثیر ہے۔ حکمت بصیرت قلب ہے۔ حکمت حقیقت فطرت ہے۔

Marfat.com

حکمت غائت خلقت ہے۔ حکیم مطلق ہی کے حکم سے با ایمان قلب ان مراتب کو حاصل کر سکتا ہے۔

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو قرآن و سنت میں مہارت حاصل کرنی چاہیئے۔ علوم و فنون کی طرف راغب ہونا چاہیئے۔ جہالت سے نفرت کرنا چاہیئے۔ اسرار قدرت اور رموز فطرت کے تجسس و تحقق کا شوق و ذوق ہونا چاہیئے۔

(۴۰) اَلْوَدُوْدُ

وِداد کا درجہ محبت سے اعلیٰ ہے۔ وداد کے معنی صفائی محبت ہیں۔ محبت کے لُبّ اور خلاصہ کا نام وداد ہے۔ وداد محبت کا وہ درجہ ہے۔ جو اخلاص سے حاصل ہوتا ہے۔ اور شائبہ اغراض کا دھوکا جاتا رہتا ہے۔

(الف) ودود کے معنی مودود بھی ہیں یعنی وہ ذات جس سے محبت کی جائے جس کو نقد دل نذر میں پیش کر دیا جائے۔ وہ جس سے محبت شدید کا علاقہ پیدا کیا جاوے۔

ودود کے معنی وَادّ بھی ہیں۔ یعنی وہ جو ہم سے محبت کرتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ہر دو معانی کے اعتبار سے ودود کا ترجمہ حبیب کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی ذات وہ ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں سے خود بھی محبت رکھتا ہے اور بندے بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ محبت کا وجود ہر دو جانب متحقق و مسلم ہے

یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ	اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں
سورہ ہود میں ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ	بیشک تیرا رب تو رحم فرمانے والا۔ پیار کرنے والا ہے
سورہ بروج میں ہے وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ	وہ تو بیحد بخشنے والا۔ اور بکمال محبت کرنے والا ہے

Marfat.com

سورہ مریم میں ہے سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا رحمٰن ان کے لئے محبت کو خاص فرمادے گا۔

ہاں محبت ربی۔ رحم بن کر بندہ نوازی کرتی ہے ۔

ہاں محبت سبحانی۔ غفران بن کر اپنے غلاموں کو خلعت نجات پہنائی ہے ۔

ہاں محبت الہی رحمت کہ محبت کا تاج پہنائی۔ اور بندہ خاک نشین کو تخت رضوان پر بلند کرتی ہے ۔

سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا پر پھر غور کرو۔ کہ محبت کی ابتدا ہمارے مالک کی جانب سے ہوئی ہے۔ محبت خود ان بندوں کی بن جاتی ہے۔ محبت کا انتفاع انہی کو حاصل ہوتا ہے ۔

عیسائیوں کے پاس ایک فقرہ ہے۔ خدا سراپا محبت ہے وہ اس فقرہ پر بہت اترایا کرتے ہیں۔ ہاں اللہ کی صفت پر خوش ہونا بھی درست ہے۔ لیکن رب العالمین کا ودود ہونا اس سے بڑھ کر ہے۔ ودود تو مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اوّل تو وداد کا درجہ محبت سے بڑھ کر ہوا۔ پھر رب العالمین نے اس صیغہ کے انتہائی اسم کو اپنے لئے پسند فرمایا۔ اور پھر وُدّ اور سراپا محبت کو بندوں ہی کے لئے خاص فرمادیا

محبت کسے کہتے ہیں

(۱)۔ دل سالم کی میل دائم کا نام محبت ہے ۔

(۲)۔ محبوب پر تمام پیاری چیزوں کے نثار کا نام محبت ہے ۔

(۳)۔ حاضر و غائب میں محبوب کی موافقت کا نام محبت ہے ۔

(۴)۔ اپنی گمشدگی میں اثبات محبوب کا نام محبت ہے ۔

(۵)۔ مراد محبوب پر ایثار قلب کا نام محبت ہے ۔

(۶)۔ التزام طاعت اور مفارقت مخالفت کا نام محبت ہے ۔

(۷)۔ نفی دعوی کا نام محبت ہے ۔

Marfat.com

(۸)۔ ہر چیز کو محبوب کے لئے خاص کر دینے کا نام محبت ہے۔

(۹)۔ التزام تقصیر خدمت کے لزوم کا نام محبت ہے۔

(۱۰)۔ غیریت کا نام محبت ہے۔

(۱۱)۔ ترک آرام کا نام محبت ہے۔

(۱۲)۔ نفی خواہشات کا نام محبت ہے۔

(۱۳)۔ خلوص ارادت اور صدق طلب کا نام محبت ہے۔

(۱۴)۔ محبت خمار ہے۔ اور اس خمار کا مداوا دیدار یار ہے۔

(۱۵)۔ جاں نثاری کا نام محبت ہے۔

(۱۶)۔ محبت وہ سفر ہے۔ جو خودی سے محبوب کی جانب کیا جاتا ہے۔

(۱۷)۔ محبت وہ ہے۔ کہ جفا و عطا کا اثر اُسے کم و بیش نہیں کر سکتا۔

(۱۸)۔ محبت وہ ہے۔ کہ شکوہ کو زبان پر۔ اعتراض کو دل میں نقص کو آنکھ میں آنے کی اجازت نہ دے۔

(۱۹)۔ محبت محبوبیت ہے۔ محبت غلامی ہے۔ محبت خود فراموشی ہے۔ محبت خود اپنے ساتھ عداوت ہے۔

(۲۰)۔ محبت وہ ہے۔ جس کی ذلت عزت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

(۲۱)۔ محبت وہ ہے۔ جس کی عزت ہر ایک ذلت سے لاپرواہ کر دیتی ہے

(۲۲)۔ محبت وہ ہے۔ جہاں عزت و ذلت کے الفاظ کا استعمال ہی مفقود ہو جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنَآ اِلٰی حُبِّكَ	الٰہی ہم کو اپنی محبت عطا کر۔ اور جو کوئی تجھ سے محبت رکھتا ہے اس کی محبت بھی عطا کر۔ اور اُس عمل کی بھی محبت دے جو ہم کو تجھ سے قریب بنا دے۔

Marfat.com

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے ۔ کہ اہل اللہ سے مودّت پیدا کریں ۔ باہمی محبّت کو ترقی دیں ۔ محبّت نفسانی و شہوانی کو پامال کرکے محبّت روحانی و ایمانی کی افزودیں ساعی رہیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ

"قیامت کے دن سب دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے ۔ ان کے سوا جن کی محبت کی بنیاد لِلّٰہیت پر ہوگی" ۔

(۴۱) اَلْمَجِیْدُ

مجد ۔ پایہ بلند ۔ مرتبت عالی ۔ شرف واسع ۔ شرفِ نسب اور شرفِ افعال کا مجموعہ ہے ۔

مَجِیۡدُ وہ ہے ۔ جس میں صفات بالا پائی جائیں ۔

مَجِیۡدُ وہ ہے ۔ جس میں مجد نفسی ۔ شرفِ ذاتی ۔ سلامتِ افعال ۔ کرامتِ افضال ۔ جزالت عطا اور کثرتِ نوال پائی جائے ۔

قرآن پاک میں یہ اسم یا تو اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے ۔

سورہ ہود میں ہے اِنَّهٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۔ "بیشک وہ تو حمد والا مجد والا ہے" ۔

یا قرآن پاک کے لئے

بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ (بروج)	"وہ تو قرآن ہے بلند شان والا"
قٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ (ق)	"قسم ہے قرآن کی جو مرتبت عالی والا ہے" ۔

یا عرش عظیم کے لئے

ذُوالۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدِ	"اللہ تعالیٰ عرش بلند و عالی و اشرف کا مالک ہے"

بیشک عرش اعظم ۔ اور کتاب اکرم میں جو علو مرتبت اور وسعت شرافت پائی

Marfat.com

جاتی ہے۔ وہ دنیا وما فیہا کی بلند پائگی سے قطعاً علیحدہ ہے۔ برتر ہے اور عالی ہے اور یہ سب اُسی مجید کی طرف سے ہے۔ حدیث میں ہے۔

سُبْحَانَ ذُوالْمَجْدِ وَالْكَرَم۔ سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام
پاک ہے بزرگی اور بخشش والا پاک ہے صاحب بزرگی اور عزت کرنے کا۔

مجید کے معانی پر غور کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اسم پاک اپنے مفہوم میں جلیل۔ وہاب اور کریم کے اسماء کا جامع ہے۔

۴۲ اَلشَّهِيْدُ

شہادت۔ آگاہی درست۔ و خبر قاطع و بیان صحیح و گواہی۔ و کشتگی براہ خدا کو کہتے ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ نے شہد کے معنی حکم و قضی بیان کئے ہیں۔ اور زجاج نے بیّن بتلائے ہیں۔ دیگر علماء نے اَعْلَمَ وَاَخْبَرَ ظاہر کئے۔ ان اقوال صحیحہ سے واضح ہوگیا۔ کہ شہادت نام ہے حکم اور قضا اور اعلام و بیان و اخبار کا لہذا اللہ تعالے کا اسم پاک الشَّهِيْد درست ہُوا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران)
گواہی دی اللہ نے یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی انصاف کے ساتھ کوئی معبود نہیں سوا اس کے غالب ہے حکمت والا

دیکھو۔ اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کے متعلق خود شہادت دی۔ جس سے رب العالمین کی وحدانیت اور قیام بالقسط واضح ہوگیا۔ اس کلام پاک سے علم الٰہی تکلم سبحانی۔ اعلام ربانی۔ اخبار غیبی کے مراتب مکمل ہوگئے۔

شہادت علمی کا بیان اس آیت میں ہے۔

Marfat.com

اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ	مگر جنہوں نے حق کے ساتھ شہادت دی اور وہ علم بھی رکھتے ہیں

شہادت تکلم وخبر کا بیان اس آیت میں ہے۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ	کہدے کہ اپنے گواہوں کو لے آؤ۔ جو یہ شہادت دیں کہ ان چیزوں کو اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ وہ اگر کہہ بھی دیں۔ تو آپ پھر بھی ایسا نہ کہیں۔

شہادت اعلام کا ذکر اس آیت میں ہے۔ جس میں بندہ کا خود اپنی بابت بیان کرنا بھی شہادت بتلایا ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ	ایمان والو انصاف کے ساتھ قیام کرو۔ اللہ کے گواہ بنے رہو۔ خواہ تمہاری شہادت خود تمہارے برخلاف ہو

دوسری آیت

وَشَهِدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَافِرِيْنَ	انہوں نے خود اپنی بابت کہدیا۔ کہ وہ کافر ہیں۔

ہمارا مطلب یہ ہے۔ کہ اعلام واخبار کو شہادت کہتے ہیں۔ اگرچہ خبر دہندہ نے لفظ شہادت کا استعمال نہ بھی کیا ہو۔ ابن عباس رضؓ کی حدیث میں ہے۔

شَهِدَ عِنْدِيْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِيْ عُمَرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ	مجھ سے نہایت پسندیدہ رجال نے ظاہر کیا ہے اور ان سب میں پسندیدہ تر عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح کے بعد طلوع شمس تک۔ اور نماز عصر کے بعد غروب شمس تک نماز سے منع فرمایا ہے۔

ان سندات کے بعد معلوم ہو جاوے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک "اَلشَّهِيْدُ" اس لئے ہے کہ شہود اُسی کو حاصل ہے۔ اور اس لحاظ سے شہید بمعنی حاضر و ناظر ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ شَہِید ہے۔ کہ اُس نے علوم معرفت اور اسرار حقیقت کا اعلام فرمایا ہے ؛

اللہ تعالیٰ شَہِید ہے۔ کہ عالم کی کوئی شے کوئی سکون کوئی حرکت اُس کی شہادت سے باہر نہیں وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيد۔ "اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے"

معنی شہادت کو ذہن نشین کرنے کے لئے سورہ یوسف کی ان آیات کو بھی زیر غور لاؤ۔

شَہِدَ شَاہِدٌ مِنْ اَہْلِہَا اِنْ کَانَ قَمِیْصُہٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَھُوَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ۔ وَاِنْ کَانَ قَمِیْصُہٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَکَذَبَتْ وَھُوَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ

اُس کے کنبہ کے ایک گواہ نے شہادت دی کہ اگر اُس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تب وہ سچی۔ اور وہ جھوٹا۔ اور اگر اُس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تب وہ جھوٹی اور وہ سچّا ؛

یہ شخص جسے شاہد بتلایا گیا ہے۔ اپنا چشمدید کچھ نہیں بتلاتا۔ بلکہ استدلال سے واقعہ کے اثبات و نفی پر روشنی ڈالتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ کا نام اس لئے بھی شہید ہے۔ کہ جملہ اختیار علیہ پر وہ استدلال کرنا سکھلاتا۔ اور بصائر کو پیش کرتا ہے ؛

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر اپنے قلب کی نگرانی کریں ؛

(ب) ان لوگوں کو لازم ہے۔ کہ بیان توحید میں اپنی زبان کو جاری اور قلم کو رواں کریں ؛

(ج) ان لوگوں کو واجب ہے۔ کہ جھوٹی شہادت سے بچیں۔ آج کل خود دیش عدالتوں میں اکثر گواہ ایسے پیش ہوتے ہیں۔ جو فرائض شہادت سے لاابالی ہوتے ہیں۔ جو کسی فریق کی اعانت و رعایت یا کسی فریق

سے نفرت وعداوت کی وجہ سے شہادت دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکبر الکبائر (کبیرہ گناہوں میں بھی سخت تر کبیرہ) چار چیزوں کو بنایا ہے۔

اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ	اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک بنانا
عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ	ماں باپ کی نافرمانی کرنا
شَہَادَۃُ الزُّوْرِ	جھوٹی شہادت دینا
قَوْلُ الزُّوْرِ	جھوٹی بات بنانا

راوی کہتا ہے۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی تھی تب حضور لیٹے ہوئے تھے۔ بعد ازاں حضور بیٹھ گئے۔ اور ان الفاظ کو بار بار دُہرانا شروع کیا۔ وَشَہَادَۃُ الزُّوْرِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ۔ وَشَہَادَۃَ الزُّوْرِ وَقَوْلَ الزُّوْرِ۔ حضور نے اسے اتنی بار دُہرایا۔ کہ صحابہ اپنے دل میں کہنے لگے۔ کہ کاش حضور خاموش ہو جائیں (لَیْتَہٗ سَکَتَ)

(۴۳) اَلْحَقُّ

میں نے قرآن مجید کی آیات کا تتبع کیا۔ تو یہ لفظ قرآن مجید میں ۲۲۷ بار مستعمل ہوا ہے۔ اس لفظ کا اس کثرت سے استعمال بتلاتا ہے۔ کہ قرآن مجید کا مقصود اعظم۔ حق ہی کی معرفت دینا۔ حق پھیلانا۔ حق بولنا۔ حق سکھلانا ہے یعنی کلام اللہ سراپا حق ہے۔ اور منجانب حق ہے۔ حق کو لیکر آیا ہے۔ حق اُس کے ساتھ ساتھ ہے۔ لغت میں حق کے معنی متعدد ہیں۔

(۱) راستی اور راستبازی ان معنی میں ہے۔

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ	اپنے رب کی طرف سے حق کہو

إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ	اللہ کا وعدہ سچا ہے ؛

(۲) کسی کام کا لازم الوقوع ہونا

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ (سورہ اعراف۔ع ۱)	اُس روز اعمال کا وزن ہونا ضروری ہے ؛
ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ (سورہ نبا۔ع ۱)	یہ دن ضرور آنے والا ہے ؛

(۳) کسی شخص کا معین حصہ و بہرہ

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (ذاریات۔ ۱)	اُن کے زر و مال میں سوالی اور محروم کا حصہ ہے ؛

(۴) ثابت و لزوم ہونا

أُولٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ (احقاف۔ ۲)	یہ وہ ہیں جن پر خدا کا فرمان ثابت ہو گیا ؛

(۵) عدل و انصاف

هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ (جاثیہ۔ع ۴)	ہماری یہ کتاب تم پر ٹھیک ٹھیک بتلا رہی ہے
فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ (سورہ ص۔ع ۲)	ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ فرما دے۔

(۶) اکمال و اتمام

اَلْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ (سورہ بقرہ۔ع ۸)	اب تم نے پورا پورا بتلا دیا
قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ (نساء۔ع ۱۷)	رسول تمہارے پاس حق لیکر آیا ہے ؛

(۷) اصلیت

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ (سورہ زمر ع ۱)	آسمانوں اور زمین کو سچ مچ پیدا کیا ہے ؛

(۸) صداقت

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ (آل عمران۔ع ۱)	کتاب کو تجھ پر صداقت کے ساتھ نازل کیا ہے ؛

(۹) رشد و ہدایت

يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلٰى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ (احقاف)	حق سیدھی راہ کی طرف لے جانے والی ہے ؛
وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ (اسرائیل ع ۱۱)	ہم نے اسے حق کے ساتھ نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوئی

Marfat.com

جب لفظ حق کے اتنے معنی ہوئے۔ تو یقین کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک۔ اَلْحَقُّ۔ ان جملہ معانی کے لحاظ سے منفرداً و مجتمعاً حیثیت سے بالکل درست ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کہ دین الحق کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کہ دعوت الی الحق اس کے واسطے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس کی جانب سے بشارت حقہ ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ اور فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس کی کتاب سراپا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس کے رسول حق پہنچایا کرتے۔ حق بتایا کرتے۔ حق دکھلایا کرتے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو حق کو نازل کرتا۔ باطل کو مٹاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس کی خلقت اور صنعت میں بطلان نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے حقوق کو قائم کیا۔ جس نے اہل حق کا حق ادا کرنا فرض ٹھہرایا۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس کے حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ	اور تیرے لئے صفت ہے تو سچ ہے اور وعدہ تیرا سچا ہے اور دیدار تیرا سچا ہے۔ اور بات تیری سچی ہے اور بہشت سچ ہے اور آگ سچ ہے اور نبی تمام سچ ہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچ ہیں اور قیامت سچ ہے۔

Marfat.com

ان حقائق پر یقین کرو۔ حقائق کو تلاش کرو۔ حق کے پیچھے لگ چلو۔ حق مانگو۔ اور حق ہی پکارو۔

ایک مجمع میں منصور حلاج کا ذکر تھا۔ اہل مجلس سب صوفی مشرب تھے۔ میں نے کہا۔ کہ منصور تصوّف کا بھی مجرم تھا۔ سب نے حیرت سے پوچھا۔ کہ یہ کس طرح۔ میں نے کہا۔ کہ منصور کیا کہتا تھا۔ سب نے بتلایا۔ کہ وہ اَنَا الحق کہتا تھا میں نے کہا۔ کہ یہی تو جرم کی بات تھی۔ اَنَا کہتا ہے۔ تو انانیت موجود ہے۔ اگر انانیت کو کھو دیتا۔ اور اَنَا کو کاٹ دیتا۔ اور صرف حق حق پکارتا۔ تو اُس کا پکارنا حق ہوتا؎

یہ یاد رکھو۔ کہ حقانیت اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مقدس کو حاصل ہے۔ اُس سے نور حقانیت جلوہ ریز ہوتا ہے۔ من بعد اُس کی ذات پاک سے جن جن اشخاص۔ جن جن اشیاء کو نسبت صحیح حاصل ہے۔ اُن کو حقانیت حاصل ہے۔ کتاب۔ رسول۔ قرآن۔ شریعت۔ وعدہ۔ میزان۔ قیامت وغیرہ سب حق ہیں۔ کیونکہ حق نے ان کو حق بتایا ہے۔ اور حق کے ساتھ ان کا ظہور ہوا ہے؎

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو باطل سے گریز چاہئے۔ بطلان کا بطلان ضروری ہے۔ اے اہل ایمان۔ حق وہیں سے ملیگا۔ جو خود حق ہے۔ قرآن حمید۔ اور رسول پاک کے سوا حق اور کہاں؎

لوگ مشرق و مغرب میں بھاگے بھاگے پھرتے ہیں۔ مگر دربار مصطفوی کے سوا حق اور جگہ نہ ملے گا۔ وَالحَقُّ اَقُوْلُ

(۴۴) اَلْوَکِیْلُ

وُکل سے ہے۔ وَکَلَتِ الدَّابَۃُ جانور تھک کر چلنے سے رہ گیا؎

Marfat.com

وکِل۔ وہ انسان جو اپنا کام خود سرانجام دینے سے عاجز ہو۔

وکالت۔ اپنا کام دوسرے کے سپرد کرنا۔

وکِیل بروزن فعِیل ہے۔ اس وزن کے الفاظ بمعنی مفعول بھی آتے ہیں۔ اور بمعنی فاعل بھی

جب انسان کسی دوسرے پر اعتماد و وثوق کرتا ہے۔ تب اسے وکیل کہتے ہیں۔ یعنی موکول اللہ

اللہ تعالیٰ کا نام بمعنی فاعل ہے۔ جس سے مراد حافظ ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل میں یہی معنی ملحوظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ وکِیل ہے۔ کہ جملہ امور میں درستی و اصلاح اُسی سے ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ وکِیل ہے۔ کہ نظام عالم کا اعتماد اُسی کی ذات مقدس پر ہے۔

اللہ تعالیٰ وکِیل ہے۔ کہ عاجز نوازی۔ بندہ پروری اسی کی شان ہے۔

موجودات کے جملہ امور کا سرانجام اُسی کے قبضہ میں ہے۔ زمام اختیار اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

ربّ العزّت کے کلام کو سنو۔

اپنے نبی سے وکالت کی نفی فرماتا۔ اور وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ وَکِیْلًا (سورہ بنی اسرائیل ع ۶)

"ہم نے تجھے ان پر داروغہ نہیں بھیجا"۔

ارشاد فرماتا ہے۔ اور پھر اپنی ذات کے لئے اس وکالت کا اثبات فرماتا ہے

وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا (سورہ اسرائیل ع ۷) اور کافی ہے پروردگار تیرا کارساز

اللہ پر اعتماد کرنے والے بھی وہ ہیں۔ جو ایمان میں ترقیات حاصل کرنے۔ انعام پانے۔ نقصان سے بچے رہتے۔ فضل عظیم کے مستحق بنتے اور رضوان ربانی سے شادکام ہوتے ہیں۔

Marfat.com

واضح ہو۔ کہ توکّل بھی اِسی مادہ وکل (و۔ک۔ل) سے بنا ہے۔

قرآن و اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر توکل اور اہل توکل کی مدح فرمائی۔ توکل کی تحریص فرمائی ہے

(۱) سورہ یونس۔ (۹) میں ہے۔ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ۔ تب اسی پر اعتماد کرو اگر تم مسلم ہوئے دیکھو۔ توکل کو بطور شرط اسلام ظاہر فرمایا

(۲) سورہ ملک (۲) میں ہے۔ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا۔ "ہم اسی پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا"۔ یہاں توکل کو ایمان کے ساتھ بیان فرمایا۔

(۳) نوح علیہ السلام سے جب ساری قوم پھر جاتی۔ اور اُن کی مخالفت وعداوت کا اظہار کرتی ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں۔ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ (یونس ع ۸) "میرا تو اللہ پر اعتماد ہے۔ تم اپنی سب تدبیروں کر لو"۔

(۴) یعقوب علیہ السلام جب ... بنیامین کو مصر بھیجنے لگے۔ تب ان کے بھائیوں سے میثاق حفاظت لیا۔ اور اس میثاق کے بعد فرما دیا۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (یوسف ع ۸)۔ "حکم تو اللہ کا ہے دوسرے کا نہیں میرا اسی پر اعتماد ہے۔ اور متوکل لوگوں کو بھی اُسی پر اعتماد کرنا چاہیئے"۔

(۵) سورہ نمل ع ۷ کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب پر حجت ختم فرماتا ہے۔ قرآن مجید کا ہدایت و رحمت ہونا اور پھر اہل کتاب کے مختلف فیہ مسائل کا فیصلہ اپنے حکم سے فرمانا ظاہر کر کے ارشاد فرماتا ہے۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ۔ "اللہ پر اعتماد کر۔ بیشک تو حق صریح پر ہے"۔

صحیحین میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ	یا اللہ میں تیرے سامنے سر جھکاتا ہوں۔ تجھ پر اعتماد کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تیری

Marfat.com

وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ

ہی جانب رجوع کرتا ہوں۔ تیری ہی مدد سے جھگڑتا ہوں۔ یا اللہ تیری عزت کی پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ تیرے سوا تو کوئی معبود نہیں۔ مجھے گمراہی سے بچا۔ تو ہی زندہ ہے جسے موت نہیں۔ جن اور انسان تو مریں گے۔

توکّل

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً فرماتے ہیں۔ کہ توکّل تو عمل قلب ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ توکل اعضاء یا زبان کا کام نہیں۔ اور اس کا شمار مدرکات و معلومات میں بھی نہیں۔ بلکہ صرف دل سے ہے

سہل تستری فرماتے ہیں۔ توکل کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ کے سامنے خود کو مردہ وار بنائے۔

ابن عطا فرماتے ہیں۔ توکل یہ ہے کہ تیرے دل میں اسباب کی جانب میلان نہ پایا جائے۔ خواہ اسباب کی ضرورت کتنی ہی ہو۔

واضح ہو۔ کہ بزرگان سلف کے اس بارہ میں اقوال مختلف ہیں۔ بعض نے ترک اسباب کا نام توکل رکھا۔ اور بعض نے ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل بتایا۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اعلیٰ مرتبہ یہی ہے۔ کہ اسباب کو ترک نہ کرے۔ مگر اسباب پر اعتماد کو کلیتہً ترک کر دے۔

واضح ہو۔ کہ توکل کی ابتدا صفات ربوبیت۔ قدرت۔ کفایت اور قیومیت کے عرفان سے ہوتی ہے۔ اور توکل کی انتہا۔ علم الٰہی اور مشیئت نا متناہی کی معرفت سے حاصل کی جاتی ہے۔ جس توکل کو ان مقامات سے حاصل نہیں کیا گیا۔ وہ اہل ضلال کی توکل ہے۔

Marfat.com

یاد رکھو۔ کہ توکل کا برترین درجہ توحید پر منحصر ہے۔ اور توکل کی حقیقت قلب کو جملہ علائق سے علیحدہ کر کے توحید پر جم جانا ہے ؞

اسباب کا تعلق جوارح کے ساتھ لگا رہیگا۔ مگر اسباب کا تعلق قلب سے ذرا بھی نہ ہوگا۔ توحیدِ قلب سے توکل ملتی ہے اور توکل سے توحید حاصل ہوتی ہے ؞

موحد ہی کی شان ہے۔ جس کے منہ سے نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْوَکِیْل رہا ہے اسم اَلْوَکِیْل سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ تدابیر و اسباب مکاسب و اشغال سے علیحدہ نہ ہوں۔ مگر قلب کو ان سب سے علیحدہ رہنے کی تعلیم دیں ؞

یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اسم الوکیل کا تعلق چند در چند اسماء حسنٰے سے ہے۔ بیشک اسم اَلْوَکِیْل کو غفار۔ تواب۔ عفو۔ رؤف۔ رحیم۔ فتاح۔ وھاب رزاق و معطی اور معز المذل اور خافض الرافع المانع سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ اور امید ہے۔ کہ ان اسماء حسنٰے پر غور کرنے والا۔ دین و دنیا کی بہتری و بہبودی کا جامع ہوگا ؞

(۴۵) اَلْقَوِیُّ

قوت سے ہے۔ قوت کا استعمال قرآن مجید میں چند مقامات پر آیا ہے۔ سورہ کہف میں ہے۔ کہ جب ذوالقرنین نے تیسرا دورہ جانب شمال کیا۔ تب وہاں کے باشندوں نے یاجوج۔ ماجوج کے لوٹ مار کی شکایت کی تھی۔ اور ذوالقرنین کو خرچ (مصارف) دینے کا اظہار کیا تھا۔ تب ذوالقرنین نے نقدی لینے سے انکار کیا اور یہ کہا۔ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ یعنی مجھے کام کرنے والے آدمی درکار ہیں

Marfat.com

سورہ انفال میں حکم ہے۔ کہ مسلمان اپنی حدود سلطنت پر قوۃ کو موجود رکھیں وَاَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ تم سے جہاں تک ہو سکتا ہے۔ دشمن کیلئے اپنی قوت و طاقت کو تیار رکھو

صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منبر قوۃ کی تفسیر تیر انگنی سے فرمائی تھی۔ اب مفسرین قوت کے تحت میں جملہ آلاتِ حرب کو مراد ربانی بتلاتے ہیں ۔

سورہ بقرہ و اعراف میں ہے۔ کہ بنی اسرائیل کو شریعت دی گئی۔ تو ان کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ خُذُوا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ۔ جو ہم نے تجھے دیا ہے اُسے قوت سے پکڑ رکھو" استقلال اور عمل مدام کے ساتھ اس شریعت کو پکڑ رکھو ۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کی شرح میں ہے۔ کہ نیکی کرنے کی طاقت، اور بدی سے بچنے کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی سے ملتی ہے۔ یہ شرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فرمودہ ہے ۔

قرآن مجید میں یہ نام اللہ تعالیٰ کے لئے انفال و مومن میں شَدِيْدُ الْعِقَابِ کے ساتھ اور سورہ حدید و شوریٰ۔ و ہود۔ و حج میں اسم الْعَزِيْز کے ساتھ مستعمل ہوا ہے ۔

اللہ تعالیٰ قوی ہے اور تمام قوتیں اُسی سے حاصل ہوتی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ قوی ہے۔ اور اُسی نے جملہ مظاہر کو قوت ربانی سے ظہور بخشا ہے ۔

اللہ تعالیٰ قوی ہے۔ اُسی کا نام ضعیفوں کے لئے توانائی بخشنے والا ہے۔ دل کو قوت ایمان بخشتا ہے۔ روح کو قوت عرفان عطا کرتا ہے۔ قویٰ کو قوی بناتا ہے۔ جسم کو مضبوط بناتا ہے ۔

اس اسم سے تخلق کرنے والے کو جملہ قوت ہائے ظاہری و باطنی کی درخواست

ؔ بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقتیں ہم کو اللہ ہی کی مدد سے حاصل ہوتی ہیں۔ وہی برتر اور بزرگ تر ہے ۔

Marfat.com

اسی قوی العزیز سے کرنی چاہیے ۔

یاد رکھنا چاہیے۔ کہ سورہ ذاریات میں اللہ تعالیٰ کا نام ذُوالْقُوَّةِ بھی آیا ہے۔ اس اسم کے تحت میں یہ دعا یاد رکھنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّ فِیْ رِضَاكَ ضُعْفِیْ وَخُذْ اِلَی الْخَیْرِ بِنَاصِیَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَهٰی رِضَائِیْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَارْزُقْنِیْ

یا اللہ میں ضعیف و کمزور ہوں۔ میری کمزوری کو اپنی خوشنودی سے قوت والی بنا دے میرے لئے بہبودی کو خاص کر دے۔ اور اسلام کو میرے لئے سب سے بڑی آرزو بنا دے۔ یا اللہ میں ضعیف ہوں مجھے قوت دے میں ذلیل ہوں مجھے عزت دے میں فقیر ہوں مجھے رزق دے ۔

(۴۶) اَلْمَتِیْنُ

مَتَنَ مَتَانَةً۔ صَلُبَ وَاشْتَدَّ وَقَوِیَ۔ فاعل کے معنی ہیں مَتْنٌ اور مَتِیْن آتے ہیں ۔

اسم پاک ہونے میں مَتِیْن کے معنی یہ ہیں۔ وہ ذاتِ قوی جسے اپنے افعال میں مشقت و کلفت اور تعب لاحق نہیں ہوتی۔ قوی اور متین میں تھوڑا سا فرق ہے ۔

قدرت میں بالغ و تام کو قوی کہتے ہیں۔ اور قدرت میں مضبوط و شدید کو متین بولتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے فَقَامَ مُمْتَنًا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری طاقت و استقامت سے قیام فرمایا۔

قرآن مجید میں یہ اسم ایک ہی جگہ سورہ ذاریات میں آیا ہے۔ اور اس کا استعمال ذوالقوۃ کے ساتھ ہوا ہے۔ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ[1] هُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ

[1] اللہ ہی ہے۔ جو بہت رزق رساں۔ قوت والا۔ طاقت والا ہے ۔

Marfat.com

"اللہ ہی ہے۔ جو تمام مخلوق کو رزق رسانی فرماتا ہے۔ وہی اَن تھک طاقتوں والا۔ وہی لامحدود قوتوں والا ہے"

متین اللہ تعالیٰ کا اسم اس لئے بھی ہے۔ کہ وہ مستقل بالذات ہے۔ قائم بذات خود ہے۔ کسی دوسری طاقت کا محتاج نہیں ۔

بیشک اللہ تعالیٰ متین ہے ہر ایک استحکام و پائداری۔ اور شدت و قوت کا انضباط اس کے حکم سے ہے ۔

اس اسم پاک سے تخلق کرنے والوں کو عقائد میں پختگی۔ اعمال میں مواظبت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور باوجود ہر قسم کی طاقت و حکومت وغیرہ کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود کو خاضع و خاسع اور ذلیل و خوار رکھنا چاہیئے ۔

۴۷ اَلْوَلِیُّ

وَلا سے ہے ولا کے معنی محبت۔ صداقت۔ قرب۔ قرابت اور ملک ہیں ۔

وَلِیَ یَلِیْ وَلْیًا اُس سے قرب ہوا۔ یا اس کا پیرو ہوا ۔

وَلِیَ وِلَایَۃً وَوَلَایَۃً اس پر قیام کیا۔ اس کا مالک ہوا۔ اس کی مدد کی

آیاتِ ذیل پر غور کرو۔

(۱) فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ (سورہ بقرہ ع ۱۹) — نابالغ کا ولی اُسکی طرف سے انصاف کے ساتھ نوشت لکھے ۔

(۲) فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا (اسرائیل ع ۴) — مقتول کے ولی کو ہم قاتل پر قابو دیتے ہیں ۔

ہر دو آیات بالا میں ولی بمعنی قرابتی مستعمل ہوا

(۳) كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (فصلت۔ ع ۵) — دشمن کے ساتھ نیک سلوک کرو گے۔ تو وہ بھی گرم جوش دوست جیسا ہو جاوے گا ۔

(۴) وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (شوریٰ ع ۱) ظالموں کی مدد۔ حمایت کوئی نہ کرے گا ۔

Marfat.com

(۵) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ (شوریٰ ع ۱)	کیا لوگ اوروں کو اللہ کے سوا اولیاء پکڑ رہے ہیں۔ ولی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ولاء و ولایت کے متعلق مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو:۔

(۱) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورہ بقرہ ع ۳۴)	اللہ تو ایمان والوں سے محبت کرنے والا ہے۔
(۲) اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ آل عمران ع ۷)	اللہ تو مومنوں کا ولی ہے۔
(۳) اَللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (سورۂ جاثیہ ع ۲)	اللہ تقویٰ والوں کا ولی ہے۔
(۴) مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ (سورہ سجدہ ع ۱)	اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی نہیں۔
(۵) هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (سورۂ کہف ع ۵)	پس تمام قدرت و طاقت اللہ ہی کے واسطے ہے جو معبود برحق ہے۔
(۶) اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ (اعراف ع ۲۴)	میرا ولی تو وہ اللہ ہے جس نے قرآن کو نازل فرمایا۔
(۷) اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (سورۂ یوسف ع ۱۱)	اے رب دنیا میں بھی تو ہی میرا رب ہے۔ اور آخرت میں بھی تو ہی میرا ولی ہے۔
(۸) مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (سورہ عنکبوت ع ۴)	جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو اولیا بنا لیتے ہیں اُن کی مثال اُس مکڑی کی سی ہے۔ جو گھونسلا بنایا کرتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ بودا۔ کمزور گھر تو مکڑی ہی کا گھر ہوتا ہے۔
(۹) اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ	یاد رکھو۔ کہ اللہ سے محبت کرنے والوں پر نہ کوئی خوف ہے۔ اور نہ اُن کا دل غمناک ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ اور تقویٰ کیا کرتے ہیں۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے۔ اور بندوں کے سب کاموں کی تولیت اسی کو حاصل ہے۔

Marfat.com

بیشک اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے۔ اور اس کی ولایت بندہ کو ایمان اور تقویٰ اور عبودیت سے حاصل ہوتی ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے۔ او اسی کی ولا و محبت کا نتیجہ ہے۔ کہ اُس نے گمراہوں کی ہدایت کے لئے قرآن نازل فرمایا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی وَلی ہے۔ جو دنیا و آخرت میں بندوں کا کارساز۔ حامیتی۔ مالک اور متصرف ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی وَلی ہے۔ اور اُسی کی محبت اور صداقت حاصل کرنے سے اللہ کے بندوں کو بھی اولیاء اللہ کا خطاب مل جاتا ہے۔ یہ وہ برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ جو ایمان اور تقوی میں درجہ بلند رکھتے ہیں۔

بیشک اللہ تعالیٰ ہی وَلی ہے۔ تدبیر و قدرت والا ہے۔ تصرف اور ملکیت والا ہے۔

واضح ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کا نام مولیٰ بھی اس آیت میں ہے۔

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (تحریم ع ۱)	تمہارا مولیٰ تو اللہ ہے۔ جو علم والا حکمت والا ہے۔
مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ (سورہ یونس و انعام)	اُن کا سچا آقا تو اللہ ہی ہے۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ خود کو اللہ ہی کی ملکیت اور غلامی میں داخل کریں۔ اور اللہ ہی کو اپنا کارساز سمجھیں اور اللہ ہی کی محبت کو کامل صداقت کے ساتھ دل میں قائم کریں۔ اُسے چھوڑ کر ادھر اُدھر نہ بھٹکیں۔ سینہ میں دل ایک ہی ہوتا ہے۔ اس کو اس ایک ہی کی نذر کر دیں۔ جو واحد الصمد ہے۔ جو اللّٰهُ الْاَحَد ہے۔ اس اسم کے متعلق یہ دعا یاد رکھنی چاہئے۔

يَا وَلِيَّ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ ثَبِّتْنِيْ حَتّٰى اَلْقَاكَ	اے مالک اسلام کے اور اسلام والوں کے۔ مجھے اسلام پر قائم رکھو۔ یہاں تک کہ میں تیرے سامنے حاضر ہو جاؤں۔

Marfat.com

(۴۸) اَلْحَمِیْدُ

حمد سے ہے۔ اور فعیل بمعنی فاعل ہے

واضح ہو۔ کہ تین الفاظ ہیں۔ جو متقارب المعنی ہیں۔ مدح شکر اور حمد مدح بہت ہی عام ہے۔ حتیٰ کہ نباتات اور جمادات کی تعریف پر بھی لفظ مدح کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ یہ الماس نہایت قیمتی ہے۔ الماس کے لئے مدح تو ہے۔ مگر شکر یا حمد نہیں ؎

مدح کے دوسرے معنی یہ ہیں۔ کہ مدح میں جو صفت بیان کی جاتی ہے۔ اُس صفت کا ممدوح میں فی الواقع ہونا ضروری نہیں شعراء زمانہ۔ جو قصائد امراء و حکام کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ اُن کو اسی لئے مدح کہا جاتا ہے ؎

مدح کے تیسرے معنی یہ ہیں۔ کہ مدح قبل از نعمت ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے۔ مگر شکر بعد از نعمت ہوگا ؎

اب شکر کو لیجئے۔ یہ مدح سے خاص تر ہے۔ یعنی صرف محسن و منعم کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوگا۔ غیر ذوی العقول کے لئے نہ ہوگا۔ نیز عطاء نعمت اور بذل احسان کے بعد ہوگا۔ قبل نہ ہوگا ؎

اب حمد کو لیجئے۔ وہ مدح اور شکر کے معانی کا جامع بھی ہے۔ اور اُن سے کچھ زائد معانی بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ لفظ حمد تو جملہ صفات جمالیہ کا جامع ہے۔ وہ ہر ایک وصف کو۔ جو قدرت و حکومت۔ الٰہیت و عظمت پر حاوی ہے۔ اپنے اندر احاطہ کئے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا پر غور کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ	یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تیرے ہی لئے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ	سب صفتیں ہیں تو ہی معبود ہے اے احسان کرنے

Marfat.com

یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ	والے اے احسان کرنے والے۔ اے پیدا کرنے والے آسمان زمین والے اے صاحب بزرگی اور عزت کے اے زندہ اے قائم

غور کرو۔ کہ پہلے اللہ تعالیٰ کو حمد کا مالک اور اسی کی تفصیل میں الوہیت رحمانیت منت۔ ابداع۔ جلال واکرام اور حیات وقیام کا ذکر فرمایا۔ اس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ حمد کس قدر جامع لفظ ہے۔ سورہ فاتحہ میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عام۔ رحمت کاملہ۔ اور رحم تام اور ملکیت دوام کا ذکر فرمایا۔ اور تب اس کا حمد کے ساتھ مختص ومالک ہونا ظاہر کیا۔

حدیث شریف میں ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ یَمْلَاٗہٗ۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے سے میزان اعمال آدھی بھر جاتی ہے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا کہنا اس کے پلڑے کو پورا بھر دیتا ہے۔

توصیف کے دو ہی پہلو ہوتے ہیں۔ منفی اور مثبت۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا منفی صفت ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جملہ عیوب ونقائص اور ارجاس وادناس سے پاک ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا مثبت صفت ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جملہ انعوت جمال اور محامد کمال اور محاسن جلال کا مالک ہے۔

اب قرآن مجید میں استعمال حمد کی آیات پر غور کرو۔

(۱) فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورۃ جاثیہ۔ ع ۴)	اللہ کے لئے حمد ہے۔ جو آسمانوں کا رب ہے۔ جو زمین کا رب ہے جو سب عالموں کا رب ہے۔ آسمانوں اور زمین میں کبریائی اسی کے لئے ہے۔ وہی ہے۔ کہ غالب بھی ہے۔ اور حکمت والا بھی

غور کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو بیان کیا۔ اور ربوبیت کی وسعت کی وضاحت

کی۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا ذکر کیا .... اور اُس کبریائی کے موطن بتلائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی عزت و حکمت کا بیان فرمایا۔ اور ان صفات کے بعد اُس کی ذات کے لئے حمد کا اختصاص واضح کیا ؛

(۲) وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

آسمانوں میں اور زمین میں عشا کو اور ظہر کو حمد اُسی کی ہوتی ہے۔ وہی ہے جو مردہ سے زندہ کو۔ اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے۔ وہی ہے جو زمین مردہ کو زندگی بخشتا ہے ؛

غور کرو۔ کہ تبدیلی اوقات اور تبدیلی حالات اور تقلب مخلوقات کی صفات پر حمد کو مبنی فرمایا ہے۔

(۳) وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولٰى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

وہی ہے۔ جو اللہ ہے۔ اور کوئی معبود نہیں۔ معبود تو وہی ہے۔ ازل و ابد میں حمد اور حکم اُسی کو حاصل ہے۔ اور سب نے اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے ؛

زمانہ کی اولیت و اخرویت پر حمد کو حاوی فرمایا۔ اور الوہیت کے اختصاص سے حمد کی خصوصیت کا اظہار کیا۔ ان سب معانی کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالےٰ کا حمید۔ مَالِکُ الْحَمْد ہونا معلوم کرو۔ اب یہ بھی یاد رکھو۔ کہ حمد کو اسلام کے ساتھ بھی ایک عجیب خصوصیت ہے ؛

(۱) کتاب کا آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام محمد اور احمد ہے۔ اور دونوں اسم پاک کا اشتقاق حمد سے ہے ؛

محمد وہ ہے۔ جس کی حمد و ثنا تمام مخلوق نے تمام مخلوق سے بڑھ کر کی ہو
احمد وہ ہے۔ جس نے رب العالمین کی حمد و ثنا تمام مخلوق سے افضل تر

Marfat.com

اور افزوں ترکی ہوے

ترا محمد و احمد زمین خواند و زماں | حمید باشد و محمود ذات سبحانی
فزوں ترا زتو کسے را نہ حمد گفت جہاں | نہ برترا ز تو کسے گفت حمد یزدانی
تو آفتابی واز حمد سر برآوردہ | تو ماہ و بر فلک مجد نور افشانی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام شفاعت کا نام "مقام محمود" ہے۔ اور حضور کے اُس نشان محمدی کا نام جس کی تحت میں سیدنا آدم اور ان کے جملہ فرزندان مکرم یعنی انبیاء و رسل ہونگی "لِوَاءُ الْحَمْدِ" ہے ۔

حضور کی امت کو میدان محشر میں "حَمَّادُوْنَ" کہکر پکارا جاویگا۔ حضور کی نسائے اُمت کو "حُمَادِیَات" کا لقب دیا گیا۔ جو شرم و حیا سے نگاہ نیچی رکھتی ہیں۔ جن کی آنکھ غیر کو دیکھنا پسند ہی نہیں کرتی ۔

اب اسم حمید کے استعمال کی حالت کو دیکھو۔ کہ قرآن مجید میں کن کن اسماء حسنیٰ کے ساتھ مستعمل ہوا ہے ۔

(۱) اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سورہ ہود۔ ع ۷)	وہ تو حمد والا مجد والا ہے ۔
(۲) تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (سورہ فصلت۔ ۵)	یہ تو حکمت والے۔ حمد والے کا اتارا ہوا ہے ۔
(۳) وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ (سورہ شوری۔ ع ۳)	وہ تو ولا کرنے والا حمد والا ہے ۔
(۴) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (سورہ بقرہ)	جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے ۔

یہ اقتران بتلاتا ہے۔ کہ مجد و حکمت اور غناء و ولایت کے احکام اسم حمید میں داخل ہیں ۔

ہاں اللہ تعالیٰ ہی جملہ ستودگیہا کا مالک ہے۔ جملہ محامد کا مالک ہے۔ اہل ایمان کو اُسی کی تحمید و تمجید و تہلیل و تکبیر سے خانہ دل کو آباد و شاد رکھنا چاہیے اور اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو محمود الافعال اور محمود الصفات بننے کی

سعی کرنا چاہئے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء تہجد میں ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ۔ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ	اے اللہ اے ہمارے رب حمد تیرے ہی لئے ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان سب کا جو ان کے اندر قائم رکھنے والا تو ہی ہے ہاں تیرے ہی لئے حمد ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان میں کی سب چیزوں کا نور تو ہی ہے۔ ہاں تیرے ہی لئے حمد ہے آسمانوں اور زمین اور انکے اندر کی سب اشیاء کا بادشاہ تو ہی ہے حمد کا مالک تو ہی ہے۔ تو ہی حق ہے اور تیرا فرمودہ بھی حق ہے

(۴۹) اَلْحَیُّ

حیات سے حی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام اَلْحَیُّ اس لئے ہے۔ کہ وہ لوازم حیات علم وقدرت۔ سمع وبصر۔ اور ارادت وکلام والا ہے۔ وہ حیات ذاتیہ کا مالک ہے۔ اُسی نے ان کمالات کا مظاہر عالم میں ظہور دکھلایا ہے۔

(۵۰) اَلْقَیُّوْمُ

قیام سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام اَلْقَیُّوْمُ اس لئے ہے۔ کہ وہ بذات خود قائم ہے۔ اس کا قیام کسی دوسری شئے پر منحصر نہیں دیمومتِ ذات اسی کو حاصل ہے اور قیام ذات کی عزت کا وہی مالک ہے۔

واضح ہو۔ کہ قرآن مجید میں اسم حیّ صرف ایک جگہ اکیلا آیا ہے۔

ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ (سورہ مومن۔ ع ۷)	وہی ہے جو زندہ ہے۔ اس کے سوا معبود بھی کوئی نہیں تم اُسی کو پورے خلوص کے ساتھ پکارا کرو۔

Marfat.com

باقی تین مقامات پر اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ مجتمعاً آیا ہے۔

(۱) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (آیۃ الکرسی بقرع)	اللہ ہے اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ و توانا ہے ۔
(۲) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (آل عمران ع۱)	ایضاً
(۳) وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ (سورہ طٰہٰ ع۱۲)	زندہ و توانا اللہ کے سامنے سب چہرے جھک جائینگے

اَلْحَیُّ جب کہ علمٰ باری تعالیٰ ہے۔ تو اس کے معنی ہیں۔ باقی علی الابد۔ دائم بلا زوال جو ہمیشہ سے موجود۔ اور ہمیشہ سے صفتِ حیات سے موصوف ہے۔ نہ کبھی عدم اس کے سابق حال ہوا۔ اور نہ کبھی موت اُس کے لاحق حال ہو گی۔ دیگر مخلوقات کے لئے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کا فرماں رواں ہے ۔

اَلْقَیُّوْمُ کے معنی مجاہد نے "ہر شے پر قائم" بتلائے ہیں۔ وہ قائم ہے دائم ہے موجود ہے۔ لازوال ہے۔ غیر متغیر ہے ۔

ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب حضور کو کچھ پریشانی لاحق ہوتی تو پڑھا کرتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

ایک بار سیدہ زہرا علیہا السلام کو حضور نے یہ پڑھنے کو فرمایا تھا

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ (ابوداؤد کی حدیث)	اے زندہ رہنے۔ اے قائم رہنے والے میں تیری رحمت کا فریادی ہوں مجھے میرے نفس پر ایک چشم زدن کے لئے بھی مت چھوڑنا ۔

جامع الاصول میں بحوالہ رزین ابوہریرہ رضؓ سے یہ روایت مرفوعاً ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ یَا مُحْیِیْ یا ممیت یا ذا الجلال والاکرام	اے زندہ و توانا جب کوئی بھی زندہ نہ رہیگا اس وقت بھی تو ہی زندہ ہوگا اے حیات بخشنے والے۔ اے موت بھیجنے والے۔ اے جلال والے اور اے انعام والے ۔

۵۱) اَلْوَاحِدُ

وَحْدَتْ یگانگی۔ اس کا فعل باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے آتا ہے۔ وَاحِدٌ۔ وَحَادَةً

وُحُوْدَةً۔ وُحُوْدًا۔ وَحْدًا۔ وَوَحْدَةً

وحید۔ اس کا فعیل ہے۔ جس کے معنی یگانہ ہیں۔

توحید اس کا تفعیل ہے۔ جس کے معنی یگانہ گردانیدن ہیں۔

تَوَحَّدُ۔ اس کا تفعل ہے۔ جس کے معنی یگانہ شدن ہیں۔

قرآن پاک میں لفظ واحد بطور اسم پاک اکیس مقامات پر آیا ہے۔ اور غور کے بعد واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اس کا اقتران یا تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ ہوا ہے یا قَهَّارُ کے ساتھ۔

یعنی لفظ واحد ایسا وحدت پسند ہوا کہ ترکیب اقترانی میں بھی وہ ایسے کلمہ یا اسم کے ساتھ مستعمل ہوا ہے۔ کہ وہ خود بھی شرکت سے دور رہیں

اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ	تم کو صرف ایک بات نصیحت کی کہتا ہوں
وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا	وہ جسے میں نے تنہا۔ بلا شرکت غیرے پیدا کیا ہے

حضرت عمر فاروق کی صفت میں ہے

لقد اوحدت به امه	اُس کی ماں نے یکتا بیمثل جنا۔ اُس کی ماں نے اُسی کو جنا

بیشک اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اور اس کی وحدت ذاتی ہے۔

مخلوق میں سے کسی کو بھی ایسی وحدت حاصل نہیں۔ جیسے کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ذات پاک کے سوا۔ جملہ اعیان و اجسام کا ظہور دو اصلوں سے ہے۔ آدم علیہ السلام جو یقیناً ماں باپ کے بغیر پیدا ہوئے۔ اُن کی پیدائش کی اصل یہی پانی اور مٹی ہے۔ پس جب جملہ اعیان اجسام کی پیدائش اصلین پر مبنی ہے

Marfat.com

تو ثابت ہو گیا۔ کہ الواحد اللہ تعالیٰ ہی کا پاک نام ہے ؂

واضح ہو۔ کہ اعداد میں بھی سب سے پہلے عدد کو واحد (ایک) بولا جاتا ہے یہ تو صفت عددی ہے۔ نہ وصف ذاتی۔ لیکن علماء ربانی اس سے بھی۔ اللہ تعالیٰ کے عرفان کی دلیل حاصل کر لیتے ہیں۔ سیدنا علی مرتضےٰؓ نے کسی دہریہ سے پوچھا۔ کہ اللہ سے پہلے کیا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ تجھے گنتی کرنا آتا ہے۔ وہ بولا۔ ہاں۔ فرمایا۔ گنو۔ وہ گننے لگا۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ فرمایا۔ ایک سے پہلے کیا تھا۔ وہ بولا۔ ایک سے پہلے کچھ نہیں۔ سیدنا علی مرتضےٰ نے فرمایا۔ کہ اللہ بھی واحد ہے۔ اور واحد سے پہلے کچھ نہیں ہوتا۔ وہی سب سے پہلے ہوتا ہے۔

احادیث پر نگاہ کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو کیسے کیسے اسالیب پاک سے بیان فرمایا گیا ہے۔

(۱) اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ (رواہ ابوداؤد عن عبداللہ بن غنام البیاضیؓ)

یا اللہ جو نعمت آج مجھے حاصل ہے یا تیری خلقت میں سے کسی اور کو حاصل ہے۔ وہ سب تیری جانب سے ہے۔ تو واحد ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں حمد بھی تیرے لئے ہے۔ اور شکر بھی تیرے لئے ؂

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے یہ دعا صبح پڑھ لی۔ اُس نے دن کا حق ادا کر دیا۔ جس نے شام کو پڑھ لی اس نے رات کا حق ادا کر دیا

(۲) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ

اللہ کے سوا اور کوئی بھی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مُلک بھی اُسی کا ہے۔ اور حمد کا مالک بھی وہی ہے اور وہی سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ ہماری بازگشت اور توبہ اور عبادت اور سجدہ اور حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا

Marfat.com

وھزم الاحزاب وحدہٗ	اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی ؛
(اخرجہ الستہ الا النسائی عن ابن عمر)	

یہ دعا حضور سفر سے واپسی کے وقت پڑھتے اور دعا سے پہلے تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیتے ؛

(۳) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ	اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔
(مالک عن طلحہ بن عبد اللہ)	
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ	اللہ ایک ہی ہے جو معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لئے حمد ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔
(ترمذی عن عمرو بن شعیب)	

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ بہتر ذکر۔ جو میں نے کہا۔ اور جو مجھ سے پہلے انبیاء نے کہا۔ وہ یہی ہے ؛

(۴) ترمذی بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی شخص ایک دن میں سو بار یہ وظیفہ کرلے۔ اُسے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ سو نیکیاں اُس کی لکھی جائیں گی۔ سو بدیاں اس کی مٹا دی جائینگی اور اُس روز اُسے شیطان سے حفاظت ہوگی۔ اور اس روز اس سے اچھے عمل والا صرف وہی ہوگا۔ جس نے یہی کلمات اُس سے زیادہ دفعہ کہے ہوں گے ؛

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ؕ	اللہ ایک ہی ہے جو معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لئے حمد ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

الغرض اِن ادعیہ کی نظم الفاظ پر تدبر کرو۔ کہ وَحْدَہٗ کو کس طرح اول و آخر۔ کلمات اثبات توحید و رد شرک سے مشید و موید بنایا گیا ہے۔ جملہ روایات میں لَآ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اول میں ہے۔ اور لَا شَرِیْکَ لَہٗ بعد میں اور اسی سے معنی وحدت ہویدا ہو جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدت اس کا الوہیت میں منفرد ہونا۔ اور شرکت غیری سے پاک تر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یکتائی۔ اُس کا بے مثل۔ بےنظیر ہونا ہے۔ وہ ایک ہے۔ یکتا ہے۔ بے ہمتا ہے۔

واضح ہو۔ کہ توحید کے معنی قرآن مجید نے اسالیب۔ بدیعہ اور عبارات عالیہ۔ اور امثلہ نفیسہ سے بڑی وضاحت اور متانت اور صحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں:۔

(الف) اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر خود بھی شہادت ادا کی۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر پر شہادت دی۔ کہ اس کے سوا اور کوئی بھی استحقاق الوہیت نہیں رکھتا۔ اس شہادت کا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی یہاں اپنا عرفان عطا نہ فرماتا۔ تو بندہ کے لئے عرفان صحیح تک پہنچنا دشوار تھا

لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اِلَّا اَثْنَیْتَ	میں تیری ثناء کا شمار نہیں کرسکتا۔ تیری ثناء وہی ہے جو خود تو نے فرمائی ہے

رب العالمین کی یہ شہادت ہی بیان د تعریف اور دلالت پر متضمن ہے۔ اور اسی نے سمع و بصر و عقل کو شنوا و بینا و شناسا بنادیا ہے۔ اور اہل ایمان کے سامنے مسائل توحید کو واضح و اظہر و اثبت کردیا ہے۔

(ب) اس شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسل و انبیاء کو کھڑا کیا ہے۔ جن کی تعلیم دلوں کے قفل کھول دیتی۔ آنکھوں کے حجاب دور کردیتی۔ اور گوش کی گرانی کھودیتی ہے۔ تصویب نظر کا طریق انہی کے نمونہ سے حاصل ہوتا ہے۔

(ج) ان بیانات و ارشادات کی تائید میں صنائع الہیہ ہیں۔ جن کی صنعت تاثیر اور افعال۔ توحید الٰہی پر دلالت تام کاملہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

(۵)۔ اس سے آگے بڑھ کر مومن کا وہ اطمینانِ قلب وہ کشفِ غطا اور وہ شہودِ حقائق ہے۔ جو تعلیم ربانی کے مقصود کو موجود بنا دیتی ہے۔ جو مطلوب کو مشہود ٹھہرا دیتی ہے۔ اور جس سے وہ توحید خالص (جو متشبہین و معطلین اور اہل حریت کے کلمات سے بہت صاف۔ بہت روشن اور بہت بلند ہے) مبرہن ہو جاتی ہے۔ جو ایمان کو کامل۔ روح کو منور اور یقین کو حقیقت بنا دیتی ہے۔

تب بندہ بندہ بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عظمت اور اس کا ادب و جلال اس کے قلب پر متمکن ہو جاتا ہے۔ اور اس حالت میں قولاً۔ فعلاً۔ عملاً۔ بندہ کو موحد ہونے کا درجہ مل جاتا ہے۔

انوارِ توحید ان آیات میں دیکھو

(۱) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (سورہ انبیاء ع ۲)

تجھ سے پہلے جتنے رسول بھی ہم نے بھیجے۔ اُن کو ہم نے بھی وحی کی ہے۔ کہ میرے سوا اور کوئی بھی الوہیت والا نہیں لہذا تم سب میری ہی عبادت کرو۔

(۲) وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ (سورہ زخرف ع ۴)

تم سے پہلے جو ہم نے اپنے رسول بھیجے ان سے پوچھ دیکھو کیا ہم نے (خدائے) رحمٰن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ اُن کی پرستش کی جائے۔

(۳) اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ (سورہ انبیاء ع ۲)

کیا انھوں نے زمین کی مادی اشیاء کے معبود بنائے ہیں۔ کیا وہ زندہ بھی کر سکتے ہیں۔

(۴) لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (سورہ انبیاء ع ۲)

اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا اور بھی کوئی معبود ہوتے تب زمین و آسمان دونوں ہی تباہ ہو گئے ہوتے پس پاک ہے اللہ عرش کا پالنے والا ان مشرکوں کی باتوں سے

(۵) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً قُلْ

کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا رکھا

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي (سورہ انبیاء ع ۲)	ہے کہدے۔ کہ تم اپنے برہان تو پیش کرو۔ میری کتاب اور مجھ سے پہلوں کی کتابیں تو موجود ہیں۔ ان ہی میں سے کسی میں اپنا مطلب نکال کر ثابت کرو۔

قرآن مجید میں جملہ انبیاء کی زبان سے یہی حکم جاری کیا گیا ہے۔

(۶) اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ	اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور تو کوئی بھی تمہارا معبود نہیں
(۷) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (نحل۔ ۵)	ہر ایک امت میں ہم نے رسول بھیجے اسی پیغام کے ساتھ کہ اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور طاغوت سے بچو۔

اس آیت میں ہر ایک اُس چیز کو جس کی پوجا اللہ کے سوا کی جاوے۔ طاغوت بتلایا گیا ہے۔ اس لئے کہ شرک کی طغیانی کا وہ سبب ٹھہری۔

آیات بالا میں توحید کی فنا و بقا بتلائی گئی ہے۔ نفی غیر فنا ہے۔ اور اثبات حقیقتِ الوہیت بقا ہے۔

اثبات کی حقیقت یہ ہے۔ کہ عبادت اور محبت اور خشیت و طاعت اللہ ہی کے لئے ہو۔ کسی غیر کے لئے نہ ہو۔

رجا و دعا اور تفویض و توکل۔ استغاثہ و التجا سب اس کی جناب سے ہو ان سب امور کا تعلق کسی غیر سے نہ ہو۔

مندرجہ ذیل آیات قرآنی پر غور کرو۔

(۱) قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ انعام۔ ع ۲)	کہدے کہ کیا اللہ کے سوا (جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے) اور کسی سے میں دل لگاؤں؟
(۲) اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِي حَكَمًا	کیا میں اللہ کے سوا اور کسی کو فیصلہ کرنے والا پسند کرونگا
(۳) قُلْ اِنَّنِي هَدٰىنِي رَبِّي اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ وَمَا كَانَ	ان سے کہدیجئے کہ میرے رب نے مجھے تو صراط مستقیم کی ہدایت کر دی ہے۔ یہی وہ دین ہے۔ جو قیم اور مضبوط ہے

Marfat.com

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام ع۲۰)	اور ابراہیم تو مشرک نہ تھا۔ کہدے میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

یہی وہ توحید ہے۔ جس کی طرف تمام رسل و انبیاء دعوت دیتے رہے ہ

یہی وہ توحید ہے۔ جو نجات کی کلید ہے۔ یہی وہ توحید ہے۔ جس پر زمین و آسمان کا قیام ہے۔ اور اسی توحید کا مالک الواحد ہے ہ

بندہ کو اس اسم پاک کے ساتھ تعلق خاص پیدا کرنا چاہیئے۔ تاکہ شرک اور اس کے جملہ اقسام سے علیحدہ پاک منفرد۔ صاف ہو جائے ہ

۵۲ اَلْاَحَدُ

واضح ہو۔ کہ ائمہ لغت کے نزدیک احد دراصل وحد تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے ہ

ہاں معنی کے اعتبار سے بھی واحد اور احد ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔ علامہ میر درد دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ جامع الدعوات بیہقی اور سنن ترمذی میں اسم احد بیان نہیں ہوا۔ البتہ جامع الاصول ابن اثیر کی روایت میں والحد الاحد مروی ہے ہ

ہر دو اسماء کے متحد المعنی ہونے کا راز یہ بھی ہوگا۔ کہ ہر دو اسماء توحید خالص پر دال ہیں۔ اور ایسے اسماء اصلاً و معنًا و دلالۃً بھی ایک ہی ہونے چاہئیں ہ

علماء معانی نے ہر دو اسماء کی کچھ خصوصیات بھی بیان کی ہیں ہ

واحد وہ ہے جو عدیم التجزی ہے یعنی جس کا تجزیہ نہیں ہو سکتا ہ

احد وہ ہے۔ جو عدیم التثنی ہے یعنی جس کی نظیر کوئی نہیں ہ

لفظ واحد کا اطلاق محل اثبات میں دیگر اشیاء پر بھی ہو جاتا ہے جیسے

Marfat.com

رجل واحد و درہم واحد (ایک آدمی۔ ایک روپیہ) مگر لفظ اَحَد کا اطلاق اثباتاً اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی پر نہیں ہوتا۔ ہاں لفظ احد کا استعمال نفی وغیرہ میں ہوتا ہے۔ اور اس وقت نفی نہایت مکمل نفی ہوتی ہے مثلاً لَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ پر غور کرو۔ کہ کفو الٰہی کی نفی لفظ احد سے کی ہے۔ اور یہ ایسی نفی ہے۔ کہ اس کے بعد کوئی استثناء وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ ترجمہ کہہ اللہ کا کفو کوئی بھی تو نہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن مجید میں لفظ احد بطور اسم پاک صرف ایک ہی مقام قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ میں مستعمل ہوا ہے۔ اور یہ بھی دلائل احدیت میں سے ایک عجیب دلیل ہے۔ احدیت اپنی شان میں ایسی مکمل ہے۔ کہ تکرار لفظی بھی نہیں ہوا ؛

اب یہ بھی غور کرو۔ کہ اس مقام پر بھی اسم احد الف لام تعریف سے مستغنی ہے۔ یعنی اسم احد اپنی ایسی شان میں جلوہ گر ہے۔ کہ تعریف کی ضرورت نہیں اور احدیت ایسے کمال میں ہے۔ کہ کسی زائد حرف کا نفاذ بھی نہیں ہوا ؛

حدیث میں ہے۔ کہ سعد رضی اللہ عنہ نے التحیات کے تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَحِّدْ اَحِّدْ۔ ایک انگلی سے۔ ایک انگلی سے یعنی جب مشارٌ الیہ ایک ہے اَحَدْ ہے تو اس کے لئے بوقت اشارت بھی دو انگلیوں کی حرکت سے اشارہ روا نہیں ؛

اللہ تعالیٰ احد ہے۔ وحدت ذاتیہ والا اُس کی وحدت ذاتی ہی اس کی احدیت ہے۔ سورہ اخلاص میں رب العالمین کی صفت فرمائی گئی ہے۔ تو اسم جلالت کے ساتھ سب سے مقدم تر صفت احدیت میں فرمائی گئی ہے ؛

اہل توحید کو لازم ہے۔ کہ احدیت سے اپنی توحید کو مکمل کریں۔ شرک ظاہری و باطنی اور خفی و جلی سے قلوب کو پاک کریں ؛

Marfat.com

نیت و افعال و اعمال میں توحید- اور اخلاص اور صدق کا پیدا کرنا- اُن کی مواظبت و حفاظت بندہ کو اسم پاک احد کے انوار سے فیضیاب کر سکتی ہے ؛

۵۳) اَلصَّمَدُ

اس اسم پاک کے لغوی معانی بھی ہیں- اور شرعی بھی- ائمہ لغت نے بیان کیا ہے ؛

صمد . . . وہ ہے- جس میں جوف نہ ہو ؛

صمد . . . وہ ہے- جس میں احشا نہ ہو ؛

صمد . . . وہ ہے- جس میں سے کوئی شے خارج نہ ہو ؛

صمد . . . وہ ہے- جس کی احتیاج سب کو ہو ؛

اس معنی میں شعراء قبل از اسلام کے اشعار بھی ہیں ؛

الا بکر الناعی بخیر بنی اسد   بعمرو بن مسعود و بالسید الصمد

دوسرا کہتا ہے-

علوته بحسامی ثم قلت له   خذها خذیف فانت السید الصمد

ائمہ دین کے اقوال ہیں:-

صمد- وہ حی القیوم ہے جسے زوال نہیں (حسن بصری رحمۃ اللہ)

صمد- وہ سید ہے جسے کامل سیادت حاصل ہو (اعمش عن شقیق

صمد وہ سید ہے جو سیادت میں کامل ہو- وہ مالک شرف ہے- جو شرف میں کامل ہو- وہ عظیم ہے- جو عظمت میں کامل ہو ؛

وہ حلیم ہے- جو حلم میں کامل ہو ؛

وہ علیم ہے- جو علم میں کامل ہو ؛

Marfat.com

وہ حکیم ہے۔ جو حکمت میں کامل ہو۔

صمد وہ ہے۔ جو جملہ انواع شرافت و سیادت میں کامل ہو۔ لہذا اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی بھی صمد ہونے کی شان نہیں رکھتا۔ اس کا کوئی کفو نہیں اُس کی کوئی مثل نہیں۔ واحد القہار وہی ہے (علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ)

صمد وہ ہے۔ جو کھانا نہ کھائے۔ (حکیم ابن امان عن عکرمہ)

صمد وہ ہے۔ جو نہ کھائے نہ پیئے۔ (شعبی)

صمد وہ ہے۔ جو پیدا شدہ نہ ہو۔ جس سے کوئی پیدا نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک پیدا ہونے والی شے کے لئے موت ہے ہر ایک مرنے والے کے لئے ورثہ ہے۔ اللہ کے لئے نہ موت ہے نہ وارث ہے۔ کوئی اس کا کفو نہیں۔ کوئی اس کا مشابہ نہیں۔ کوئی اس کے برابر کا نہیں۔ کوئی اس کی مثال کی مثال جیسا بھی نہیں۔

صمد میں معنی جامعیت پائے جاتے ہیں۔ مثلاً مکان مرتفع۔ مضبوط کو اہل لغت مصمود کہتے۔ یعنی قوت و تماسک و اجتماع اجزا کی اوصاف کی وجہ سے۔ پس صمد وہ ہے۔ جو اپنی ہستی میں مجتمع۔ قوی ثابت ہو۔ اور باقی سب لوگ اس کے احتیاج مند دست نگر ہوں۔ وہی مرجع حاجات ہو۔ اور وہی منتہائے کمالات (ابن تیمیہ)

صمد وہ ہے جو سید ہو۔ سب پر حکمران (امام بخاری)

واضح ہو کہ یہ اسم پاک بھی صرف سورہ اخلاص میں آیا ہے۔ قرآن مجید کے دیگر کسی مقام پر نہیں آیا۔ یعنی جس طرح بلحاظ معنی عجیب ہے۔ اسی طرح بلحاظ استعمال غریب ہے۔

← (۵۴) اَلْقَادِرُ

قدر اندازہ۔ قدرت توانائی

اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ جملہ ممکنات کی ایجاد اسی کی قدرت کا جلوہ ہے۔

Marfat.com

جملہ تغیرات ارضی وسماوی۔ روحی ومادی اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اُس کی قدرت کے سامنے سب کی طاقتیں ہیچ ہیں اور اس کی قدرت کے سامنے سب کے دعاوی ہیچ ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ جو اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰہُ بِقَدَرٍ (سورۃ قمر۔ ع ۳) "ہم نے ہر شے کو اندازہ کے موافق پیدا کیا" کا مالک ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اور قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا (طلاق) "اللہ نے ہر شے کی ایک خاص قدر رکھی ہے"۔ اُس کی شان ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اور اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ۔ "ہم نے پانی کو اوپر سے اندازہ کے موافق اتارا ہے" سے اُس کی قدرت نمودار ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اور نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَیۡنَکُمُ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیَاتَ (واقعہ) "ہمنے موت وزندگی کو تمہارے درمیان اندازہ کے موافق رکھا ہوا ہے" سے اس کی قدرت ثابت ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اور فَقَدَرۡنَا فَنِعۡمَ الۡقٰدِرُوۡنَ۔ "ہم نے اندازہ کیا۔ اور ہم بہتر قدرت والے۔ بہتر اندازہ والے ہیں"۔ سے اس کی توانائی آشکار ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰہُ مَنَازِلَ۔ "ہم نے چاند کی منزلوں کو مقدر کر رکھا ہے" سے زمین وآسمان کا زیر قدرت ہونا ثابت ہے ۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اور کوئی انسان نہ اُس کی قدرت کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اور نہ اس کی شان کے موافق اس کی تعظیم کر سکتا۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖ (حج) "اللہ کی عزت کا اندازہ یہ لوگ کر نہیں سکتے" ۔

پس اَلۡقَادِرُ اللہ تعالیٰ کا نام اس لئے بھی ہے۔ کہ وہ قدرت والا ہے۔ اور اس لئے بھی۔ کہ قدر واندازہ کا مالک ہے ۔

Marfat.com

قرآن مجید میں قَدِیْرٌ بھی بطور اسم پاک آیا ہے ؛

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (سورہ نحل ع ۷)	اللہ تعالیٰ تو علم والا ۔ قدرت والا ہے ؛
وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ (سورہ روم ع ۶)	اللہ تعالیٰ تو علیم و قدیر ہے ؛

اور بطور وصف تو بہ (۴۳) مقامات پر آیا ہے

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ (سورہ ہود ع)	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ؛

یہ نام حدیث ترمذی میں نہیں ہے ۔

علامہ ابن المرتضٰی یمانی المعروف بابن الفدیر (ولد فی شہر رجب ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب ایثار الحق علی الخلق میں نِعْمَ الْقَادِرُ کو بھی اسماء میں شمار کیا ہے ؛

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے ۔ کہ تمام عالم کو زیر قدرت الٰہیہ یقین کریں معیشت میں تنگی و وسعت کو اللہ تعالیٰ کے قدر صحیح اور اندازۂ صحیح کی تحت میں جان کر اُسے عین حکمت و دانائی سمجھیں ؛

(۵۵) اَلْمُقْتَدِرُ

اس اسم میں بمقابلہ اسم قادر مبالغہ پایا جاتا ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو قدرت تامہ و کاملہ حاصل ہے ۔ کمالاتِ الٰہیہ پر اُسے اقتدار کلی ہے ۔ قرآن مجید میں ہے ۔

عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ (قمر ع ۶)	قدرت والے بادشاہ کے پاس
اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ (قمر ع ۶)	غلبہ والے اور قدرت والے کا سا پکڑنا

قادر اور مُقْتَدِر کے معنی میں وقوف حاصل کرنے کے لئے اُن آیات پر غور کرو ۔ جن میں ان اسماء کا استعمال ہوا ہے ؛

اسم قادر کا استعمال خلق (پیدائش) احیا ۔ قدر و اندازہ کے افعال پر ہوا ہے ۔ اور مقتدر کا استعمال عزت و ملک و فرمان روائی کی شان کے ساتھ یہی

Marfat.com

دونوں اسماء کے خصائص ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اَلْمُقْتَدِرُ لازم و متعدی ہر دو معانی میں آتا ہے ؛

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو رب العالمین کے سامنے کامل اطاعت اور فرماں پذیری اختیار کرنی لازم ہے ؛

(۵۶) اَلْاَوَّلُ (۵۷) اَلْاٰخِرُ (۵۸) اَلظَّاهِرُ (۵۹) اَلْبَاطِنُ

اَوَّل اصل میں اَوْأَل (مھموز الاوسط) تھا۔ یا بقول بعض وَوْأَل تھا۔ بمعنی نخستین ؛

اللہ تعالیٰ اوّل ہے۔ جملہ موجودات پر اُس کی ہستی کو تقدم حاصل ہے۔ اور جس قدر اوائل اضافیہ موجود ہیں۔ وہ سب اس سے بعد کے ہیں۔ بدایات کی ابتداء اُسی کی اوّلیت سے ہے۔ اور اس کی اوّلیّت ہر ایک ابتدا سے برتر و بعید تر ہے۔ ذہنی و خارجی۔ فرضی و عقلی موجودات کی ابتدا اُسی کی اوّلیّت سے ہے ؛

اللہ تعالیٰ اَوّل ہے۔ اور ماسویٰ کا ترتب اسی کی وجہ سے ہے ؛

اللہ تعالیٰ اَوّل ہے۔ اور ہر شے کی اصل کا رجوع اُسی کی جانب ہے ؛

اللہ تعالیٰ آخر ہے۔ یعنی فناء مخلوقات کے بعد اسی کی بقاء کو تاخر ہے۔ اور جس قدر اواخر اعتباری ہیں۔ اُن سب کے بعد اسی کا قیام ہے۔ وہی ابدی الابدی ہے۔ وہی ادوم بلانہایت ہے۔ ہر ایک نہایت کی انتہا اسی کی آخرویت کے تحت میں ہے۔ اُسی کی ذات سب کی منتہا و مرجع ہے ؛

جملہ جہات محسوسہ۔ معقولہ۔ مفروضہ۔ موہومہ۔ معروضہ۔ مجہولہ۔ ماضیہ و آتیہ اللہ تعالیٰ ہی کی اوّلیت و آخریت سے محدود و محاط ہیں ؛

واضح ہو۔ کہ اسماء پاک میں اَلْاَوَّل و اَلْاٰخِر دونوں اکٹھے مستعمل ہوتے ہیں ؛

Marfat.com

اَلظَّاهِر۔ البَاطِن۔ ان الفاظ کی اصل ظہر و بطن ہے۔ ظہر پشت کو اور بطن شکم کو کہتے ہیں۔ بعدازاں ظہر اس چیز کو کہنے لگے جو ادراکِ حس میں آجائے اور بطن اُس شے کو جو مخفی از حِس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَه گُناہ کی بیرونی اندرونی کیفیتوں حالتوں سے علیحدہ ہو جاؤ۔

بطانت کا لغت یہیں سے بنا ہے۔ جس کے معنی رازداری ہیں وَلَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ یعنی اہل ایمان کے سوا دوسروں کو اندرونی معاملات کا رازدار نہ بناؤ

اللہ تعالیٰ ظَاهِر ہے۔ یعنی انسان اپنی معرفت بدیہیہ سے اُسے پا سکتا ہے۔ اور ہر ایک موجود شے ہستی باری تعالیٰ پر بہترین دلیل فطرت انسانی بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بَاطِن ہے۔ یعنی حقیقت عرفان کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ اپنی آیات سے اور باطن ہے اپنی ذات سے

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ اور سب پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن ہے۔ اور کوئی ادراک اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ

اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن ہے۔ اور اُسی کی طرف سے نِعَمِ ظَاهِرَه و انعامات باطنہ حاصل ہوتی ہیں وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ بداہت وجود اور شدت ظہور۔ بذریعہ دلالت مصنوع بر صانع اسی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ اور جملہ ممکنات کا افتقار و احتیاج اُس کی طرف ہے۔

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ اور اس کی آیات باہرہ انفس و آفاق میں روشن و تاباں ہیں۔

اللہ تعالیٰ باطن ہے کیونکہ اس کی کنہ ذات سے حس ابصار اور درک افکار کوتاہ ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ باطن ہے۔ ستر کبریائی اُس کا حجاب ہے۔ اور حجابِ کمال اُس کا بطون ہے ؛

ترمذی کی حدیث ابوہریرہ سے ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کو یہ دعا سکھلائی تھی :۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ۔ مُنَزِّلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ۔ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ وَانت الباطن فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ

یا اللہ ساتوں آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے رب ہمارے پروردگار اور سب چیزوں کے پروردگار توریت اور انجیل اور قرآن کو اتارنے والے دانہ اور گٹھلی کو زمین سے اُگانے والے میں ہر ایک شے (جو تیرے قبضہ میں ہے) کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو آخر ہے۔ تیرے بعد کوئی شے نہیں تو ظاہر ہے تجھ سے اوپر کوئی شے نہیں۔ تو باطن ہے تجھ سے پرے کوئی شے نہیں۔ میرا قرض اُتار دے اور مجھے تنگدستی سے نجات دے ؛

واضح ہو کہ ہر دو اسماء الظاہر و الباطن ہر دو مزدوج آتے ہیں ؛

(۶۴) اَلْوَالِیْ

وِلایت بالفتح سے ہے۔ جس کے معنی تولیت مِلک و اَمر ہیں۔ قرآن مجید میں ہے وَمَا لَھُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ تمہارے لئے سوائے اس کے کوئی والی اور نہیں ہے

لفظ مولیٰ بھی اسی مادہ سے آتا ہے۔ جس کے معنی بندہ آزاد شدہ۔ اور آزاد کنندہ بندہ۔ حلیف۔ ابن العم۔ ہمسایہ کے ہیں۔ ایک کے کام کو دوسرا سرانجام دینے والا بھی

Marfat.com

مولیٰ کہلاتا ہے۔ موالات بھی اسی مادہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ والی ہے۔ اُسی کو تولیت امور حاصل ہے۔ اور اُسی کا تصرف جمہور پر مسلّم وہی ہے جو تولّات (والیانِ ملک) کا مالک ہے۔ وہی ہے۔ جو ولایات کا والی ہے۔ نصرت و استعانت سلطنت و قدرت تدبیر و تصرف اسی کو حاصل ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ ہی صحیح ترین معانی میں والی ہے۔ ہر شے پر اسی کا تصرف ہے ہر شے پر اسی کی قدرت فرماں روا ہے۔

اسم ہذا سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ خود کو مملوک اور اپنی اشیاء کو ملکِ رب العالمین سمجھتا رہے۔ احسان و خیر کا موقعہ غنیمت سمجھے۔ قانونِ الٰہی کا پابند رہے۔

(۹۱) اَلْمُتَعَالِیْ

یہ اسم قرآن مجید میں سورہ رعد میں آیا ہے اَلْکَبِیْرُ الْمُتَعَال

یہ اسم علا یعلو علوا سے ہے۔ اور اسم عَلِیَ عَلِیٰ یَعْلیٰ علا سے ہے۔

علا یعلو کا استعمال امکنہ و اجسام کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اور متعال میں علو کا مبالغہ شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اسم متعالی اس لئے ہے۔ کہ وہ ہر ایک عالی سے برتر ہے۔ ہر ایک مدعی علا کو پست کرنے والا ہے۔ علو نے اسی کی بلندی سے رفعت پائی ہے۔ اور علو ذاتی اسی مالک کے لئے ہے۔

تعالیٰ اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقّ اسی کے لئے ہے۔ اللہ جو سچا بادشاہ ہے۔ نہایت برتر ہے۔

تعالیٰ جدُّ ربّنا اُسی کی شان میں ہے۔ ہمارے رب کی شان نہایت برتر ہے۔

مشرکین کے اوصاف شرکیہ سے اس کی شان برتر ہے۔ اور واصفین کے اوصاف

Marfat.com

ناقصہ سے اُس کی درگاہ عالی تر ہے ؂

تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (نحل - ع ۱)	اللہ بلند تر و برتر ہے۔ اُس سے جو شرک کرتے ہیں ؂
سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ (انعام - ۱۰)	اللہ پاک و برتر ہے اُس سے جو لوگ توصیف کرتے ہیں ؂
سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ (اسرائیل - ۵)	اللہ پاک برتر ہے اس سے جو لوگ کہتے ہیں ؂

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسم متعالی کی شرح میں یہ قطعہ کہا ہے ؎

اے برتر از خیال و قیاس گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ ایم وشنیدیم خواندہ ایم

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو خضوع و خشوع جسمی و قلبی کا لزوم کرنا چاہیئے۔ اور بارگاہِ قدس کے حضور میں عاجز و درماندہ و برخاک افتادہ رہنا چاہیئے

اَلْبَرُّ (۶۲)

بَرّ بتخفیف میدان (خشکی) کو کہتے ہیں۔ اس کی وسعت کا استعارہ لیتے ہوئے اُن جملہ امور خیر کو جن کی اکثر احتیاج انسان کو پڑتی ہے۔ اور جن میں نوع انسان کے لئے توسع ہے۔ بِرّ بکسر کہتے ہیں ؂

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں انواع بِرّ کا شمار کیا ہے ؂

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ	یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے چہرے جانب مشرق و مغرب کر لیا کرو۔ نیکی تو اس کی ہے۔ جو (۱) اللہ پر۔ قیامت پر۔ ملائکہ پر۔ کتابوں پر۔ انبیاء پر ایمان لایا۔ (۲) جس نے خوشی اور محبت سے اہل قرابت اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوالیوں اور آزادئ غلاماں میں مال خرچ کیا ؂

Marfat.com

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ ع ۲۲)

(۳) جس نے نماز کو قائم کیا۔ اور زکوٰۃ ادا کی (۴) جو لوگ عہد کر لینے کے بعد اپنے عہد کو پورا نباہتے ہیں۔ (۵) جو لوگ تنگ دستی۔ بیماری اور حالت جنگ میں صبر کرنے والے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے صدق کیا۔ اور یہی تقویٰ والے لوگ ہیں۔

ان انواع بِرّ کے بعد اللہ تعالیٰ کے اسم پاک بَرّ کے معنی سمجھو۔

اللہ تعالیٰ بَرّ ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں پر گوناگوں احسان فرماتا ہے۔ آلاءِ دنیا عطا فرماتا ہے۔ نعمائے آخرت اینا کرتا ہے۔

وہی ہے۔ جس نے انواع بِرّ و احسان کو بیان فرمایا۔ اور ورع و تقویٰ کی پابندی کا حکم دیا۔ لہٰذا نیکی کنندہ نیکی دہندہ وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بَرّ الرحیم ہے۔ جس نے عاجز بندوں کو ابرار کا خطاب عطا کیا۔ اُن کو نعیم کا عطیہ دیا۔ اُن کو تخت رفعت پر بٹھلایا۔ اُن کو معروف ربانی سے ممتاز فرمایا۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ۔ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ

ابرار (نیکی کرنے والے لوگ) نعمتوں میں ہونگے۔ تخت پر جلوہ میں کئے ہوئے رب کچھ دیکھ رہے ہونگے۔ اُن کے چہروں سے نازونعمت کی تازگی ٹپک رہی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہی بَرّ الرحیم ہے۔ جس نے سید الابرار صلعم پر کلام پاک کو کرام بررۃ (عزت والے نیکوکار فرشتے) سفیروں کے ساتھ نازل فرمایا۔ بیشک اُسی کی ذات واسع الاحسان اور کثیر الرحم ہے۔ اس اسم کا استعمال صرف اسم رحیم کے ساتھ ہوا ہے۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو سورہ بقرہ ع ۲۲ کی آیت کے موافق اپنا عقیدہ اور قول و عمل کر لینا چاہیئے۔

Marfat.com

(۶۴) اَلتَّوَّابُ

توبہ کے لغوی معنی باز گشت کے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء سفر کو بروایت ابن عمر صاحبان صحاح نے (بجز نسائی) بیان کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک ٹیلہ یا بلندی پر چڑھتے ہوئے تین بار اللہُ اکبر پکارتے۔ اور اس کے بعد یہ کلمات فرماتے ؛

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کا ہے۔ حمد اسی کے لئے ہے۔ وہ سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ ہمارا جانا۔ ہمارا لوٹنا اللہ کے لئے ہے ہم اپنے رب ہی کی عبادت کرتے۔ اسی کو سجدہ اسی کی حمد کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا اپنے بندہ کی مدد فرمائی۔ دشمن کے لشکروں کو اُس اکیلے نے احد خدا نے تتر بتر کیا

توبہ حقیقت شرعی میں اُس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں امور ذیل کا اجتماع پایا جائے۔

(۱) موجودہ بری حالت کا ترک کر دینا ؛

(۲) گذشتہ حالت پر ندامت کا اظہار کرنا ؛

(۳) آئندہ کو وہی بُرا فعل نہ کرنے کا عزم پختہ کرنا ؛

(۴) گذشتہ نقصان کے تدارک کی فکر کرنا ؛

جب یہ چاروں امور جمع ہو جاتے ہیں۔ تو ان کے مجموعہ کا نام "توبہ" کہلاتا ہے

"توبہ کا اصول"

قرآن پاک میں یہ بیان فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰىٓ اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ نساء - ع ۳	اللہ پر بازگشت اُن لوگوں کے لئے ہے جو برائی جہالت سے کرتے ہیں۔ اور پھر اُس سے جلد ہی توبہ کرتے ہیں یہ وہ ہیں کہ اللہ بھی اُن پر توجہ فرماتا ہے۔ اور اللہ تو علیم حکیم ہے۔ توبہ اُن کے لئے نہیں جو برائیاں کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کے سامنے موت آجاتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے اب توبہ کی ؛ توبہ اُن کے لئے بھی نہیں۔ جو مرتے ہیں۔ اور وہ اس وقت کافر ہوتے ہیں۔ یہ تو وہ ہیں۔ جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے ؛

قرآن مجید میں دس مقامات پر اسم تواب آیا ہے۔ سورہ نور میں وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ہے۔ باقی آٹھ مقامات پر تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ہے۔ اور ایک جگہ صرف تَوَّابًا ہے ؛

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا توبہ قبول فرمانا مبنی بر رحم ہے۔ اور رحم الٰہی ہی اللہ تعالیٰ کا حکیم ہونا ظاہر کر رہا ہے ؛

معافی کے جذبہ سے کوئی انسان خالی نہیں اور جو کوئی شخص شرافت و نجابت میں بڑھا ہوا ہے۔ جس کے دل میں رحم۔ لطف۔ عطوفت مہربانی ہے۔ وہی اعلیٰ درجہ سے زیادہ معافی دینے والا ہوتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ کا سراپا رحمت۔ سراپا رحم ہونا مسلمہ ہے۔ لہٰذا اُس کا توبہ پذیر ہونا بھی ضروری ہوا ؛

تَوَّابُ جو اسم پاک ہے۔ اُس کے معنی خود اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائے ہیں :۔

هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (شوریٰ ع ۳) اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے ؛

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ (مومن - ع ۱) وہ گناہوں کا ڈھانک دینے والا - اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے

جب ہم توبہ کی حقیقت بتلا چکے کہ بری حالت کا ترک کرنا - گذشتہ پر ندامت کا اظہار کرنا - آئندہ برے فعل کے نہ کرنے پر پختہ عزم کرنا - تدارک مافات کرنا ہے تو پھر ایسی توبہ کی قبولیت سے انکار وہی شخص کر سکتا ہے - جس کے پہلو میں دردمند دل اور رحم آمیز دل نہیں ہے ؛

توبہ کا مسئلہ عین فطرت انسانی کا بیان ہے - اور اللہ تعالیٰ کا تَوَّاب ہونا اس کا عرفان صحیح ہے - اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ

یہ یاد رکھنا چاہیئے - کہ توبہ کرنا ہر شخص پر فرض ہے وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اس توبہ کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ انسان بہترین اعمال میں ترقی کرے گا - محاسن اخلاق میں برابر بڑھتا رہے گا - اُس کا مستقبل اُس کی ماضی سے زیادہ شاندار ہوگا - وہ تدارک مافات کے اصول پر تھوڑی عمر میں اعمال خیر کا ذخیرہ وافر جمع کرلے گا - یہ جملہ برکات توبہ سے حاصل ہوں گی ؛

اس اسم سے تخلق پیدا کرنا فرض ہے ؛ ؎

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش | عُذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندیش | کس نتواند کہ بجا آورد

(۴۶) اَلْعَفُوُّ

عفا عفواً سے ہے - جس کے معنی ترک کرنا چھوڑنا ہے - وَاعْفُوا اللُّحٰی داڑھی کو بڑھنے کے لئے چھوڑ دو ؛

عَفَتِ الرِّیْحُ الدَّارَ - ہوا نے نشانات مٹا دئے -

عَفْوٌ - قصور کرنے والے کو پاداش نہ دینا - چھوڑ دینا ؛

Marfat.com

عَفُوٌّ - بہت چھوڑ دینے والا - بہت معاف کرنے والا ۔

قرآن مجید نے معافی کی تعلیم ایک دلچسپ پیرایہ میں دی ہے - سوال یہ کیا گیا ہے ۔

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ | کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے

اس کا جواب مسلمہ طور پر یہی ہو سکتا ہے - کہ سب لوگ کہیں گے کہ ہاں لہذا یہ تعلیم دی گئی

فَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا | تب تم کو بھی لازم ہے - کہ لوگوں کو معاف کیا کرو - اور ان سے درگزر کیا کرو

انسان کو لازم ہے کہ انسان کی تقصیرات کو معاف کر دیا کرے - کیونکہ یہ انسان خود ہی یہ چاہتا ہے - کہ اللہ پاک اسے معاف کر دیا کرے - یعنی اگر معافی کا اصول صحیح ہے - اور انسان کا اللہ پاک سے عفو کی درخواست کرنا - معافی کی دعا کرنا - امید کرنا صحیح ہے - تو اسی اصول کا برتاؤ اسے اپنے کمزور ضعیف لوگوں پر بھی کرنا ضروری ہے ۔

اگر یہ اصول صحیح ہے - کہ کسی تقصیر والے کو پاداش سے نہ بچایا جائے قصور کے مطابق سزا ضرور دی جائے - تو خود انسان کو اللہ پاک سے بھی کچھ توقع امید رجا - آرزو نہیں رکھنی چاہئے ۔

قرآن مجید میں اسم عفو پانچ مقامات پر آیا ہے - چار جگہ اسم غفور کے ساتھ اور ایک جگہ اسم قدیر کے ساتھ آیا ہے ۔

غفور کے ساتھ عفو کا ہونا غفران ذنوب کی مکمل صورت کو پیش نظر کر دیتا ہے اور ظاہر ہو جاتا ہے - کہ غفران و عفو کی صفات اس ذات پاک میں ذاتی و نفسی ہیں - تصنع کو اس میں دخل نہیں ۔

اسم قدیر کا ساتھ ہونا بتاتا ہے - کہ صفت عفو اسی کی جانب سے زیبا ہے

Marfat.com

جو اخذ اور پاداش پر بھی قدرت رکھتا ہو۔

عفو وہی عفو ہے۔ جو قدرت والے کی طرف سے ہو۔ ورنہ اس کا نام تو عجز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ عَفُوٌّ ہے۔ اور ہر ایک با ایمان کو معافی دینے کا حکم فرماتا ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ (اعراف۔ ع ۲۴)	معافی کو اپنی عادت بناؤ۔ نیک کام کرنے کی ہدایت کیا کرو جاہلوں سے منہ پھیر لیا کرو۔

الحمد للہ کہ اسلام دنیا میں معافی۔ رحمت۔ درگزر۔ محبت۔ اور تعاون صادقہ کی تعلیم لیکر آیا ہے۔ کینہ۔ عداوت۔ تعصب۔ نفرت سے اسلام بیزار ہے۔

ترمذی نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے اور روایت کو صحیح بتلایا ہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے۔ تو اس وقت کیا دعا کروں۔ تب حضور نے یہ دعا سکھلائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (ترمذی)	یا اللہ تو عفو ہے۔ معافی دینا تجھے بہت پیارا ہے لہٰذا مجھے معاف فرمادے۔

(۷۵) اَلرَّؤُفُ

رَأَفَ۔ رَأْفَةً۔ رَؤُفَ۔ رَآفَةً۔ و ریف رأفا) سے ہے۔

رافت۔ وہ مہربانی جس کا مقصد ازالہ ضرر اور دفع مکروہات ہو۔

بعض نے رأفت کو اشد رحمت کے معنی میں لیا ہے۔ اور بعض نے رحمت کو عام۔ اور رافت کو خاص بتلایا ہے۔ کیونکہ رحمت کے معنی ہیں دفع ضرر کے علاوہ افضال و انعام بھی شامل ہیں۔ قرآن مجید میں اسم رؤف ۹ مقامات میں آیا ہے۔ دو مقامات میں رؤف بالعباد انفرادی حالت میں اور ۷ مقامات رؤف الرحیم ترکیب

حالت میں۔ لہذا رؤف الرحیم بھی رحمٰن الرحیم کے معنی میں برابر برابر ہو جاتا ہے فرق اتنا ہے۔ کہ رحمٰن الرحیم اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کو نہیں کہہ سکتے۔ مگر ان ہر دو اسماء کا اطلاق مومنین کے تعلق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی فرمایا گیا ہے اور توبہ کے آخری رکوع میں آنحضرت کو بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْم فرمایا گیا ہے۔ بیشک اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک کی بڑی عظمت آشکار ہے

اللہ تعالیٰ رؤف الرحیم عفویت کے ساتھ ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رؤف الرحیم خصوصیت کے ساتھ ہیں۔

ہاں اللہ تعالیٰ رؤف ہے۔ اس کی شفقت اس کا احسان تمام مخلوق پر بلا کسی سبب اور بلا کسی استحقاق اور بلا کسی درخواست کے عام ہے۔ ان حالات کے ساتھ احسان و نوازش انعام و پرورش فرمانا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

(۶۶) اَلْجَامِعُ

جمع کے معنی بعض شئے کو بعض شئے سے قریب تر کر دینے کے کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اجزاء مادہ کو جمعیت دی

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے اربعہ عناصر کو باوجود مختلف الامزجہ ہونے کے جمع فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے اجسام کے ساتھ ارواح کو جمع فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے نباتات و معدنیات میں مختلف اقسام کی تاثیریں جمع فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے زمین پر لاکھوں کروڑوں اقسام کے نباتات و حیوانات کو جمع فرما دیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے سطح فلک پر کروڑوں اجرام سماوی کو ان کی باہمی کشش اتصال سے جمع فرما دیا۔

رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ (آل عمران) — اے ہمارے رب، تو سب انسانوں کو اس دن میں جمع کرنے والا ہے جس میں ذرا بھی شبہ نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا (النساء ۲۰) — اللہ تعالیٰ سب منافقوں سب کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (شوریٰ ۲) — مخالفین کو ملا دینے والا، متفرقین کو اکٹھا کرنے والا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ (مائدہ ۱۱) — وہ دن جب کہ اللہ سب رسولوں کو جمع کرے گا۔

اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (سورہ جمعہ) — جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو۔ تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑے چلے آؤ۔

اللہ تعالیٰ جامع ہے۔ اور اسی نے جمعہ کو اپنے بندوں کے جمع ہونے کا دن بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ جامع ہے۔ اور وہی جمعہ کے دن سب سے بڑا اجتماع اولین و آخرین مرسلین و منکرین کا میدان قیامت میں منعقد فرمائے گا۔

اسم ہذا سے تخلق کرنے والوں کو سب سے پہلے جمعیت خاطر حاصل کرنی چاہیئے اور پھر کمالات کی طرف متوجہ ہو کر جامعیت کی شان پیدا کرنا چاہیئے۔

(۶۷) اَلْغَنِیُّ

غنی غناءً غنیاً یا۔ کثرت مال و اسباب کی وجہ سے جو کسی کا دست نگر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا نام غنی اس لئے ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے کسی شخص یا کسی شے کا محتاج نہیں۔ غنی مطلق وہی ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران)

Marfat.com

اللہ تو جملہ عوالم سے مستغنی ہے ؟

قرآن مجید پر غور کرو۔ یہ اسم پاک اسم حمید۔ کریم۔ حلیم کے ساتھ مستعمل ہوا ہے ؛

اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اور جملہ نعوت محامد و جلال و کمال کا مالک ہے ؛

اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اسے مخلوق سے کوئی احتیاج نہیں بلکہ وہ اپنے جود و کرم اور فضل وزوال سے سب کو سب کچھ دینے والا ہے ؛

اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اور باوجود سائلوں کے سوال اور گداؤں کی درخواستوں کو وہ سنتا ہے پورا کرتا ہے۔ سب کی برداشت کرتا ہے

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ — اللہ غنی ہے اور سب فقیر و حاجت مند ہیں ؛

اہل دنیا کی عادت ہے۔ کہ کسی شخص کے پاس چار پیسہ دیکھے۔ اور اُسے غنی کہنے لگی۔ حالانکہ اگر چشم بصیرت سے دیکھیں۔ تو اُن کو معلوم ہو جائے ؎

آنانکہ غنی ترند محتاج ترانند

بھنگی۔ ماشکی۔ دھوبی۔ نائی۔ درزی۔ لوہار۔ ترکھان۔ معمار۔ مزدور کی کس کو احتیاج نہیں؟ ان کے بغیر دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ایک دن بسر نہیں کر سکتا ؛

اس سے آگے بڑھو۔ تو بدن کو غذا کی ضرورت ہے۔ غذا کو باریک شریانوں میں پہنچانے کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ حرکت قلب کے جاری رکھنے کے لئے ہوا کی ضرورت ہے۔ رہنے کے لئے زمین کی ضرورت ہے۔ روشنی و حرارت کے لئے آفتاب کی ضرورت ہے۔ اناج اور میوجات میں رس اور مٹھاس پیدا ہونے کے لئے چاند کی ضرورت ہے۔ آفتاب کی حرارت اور روشنی کو معتدل پیمانہ میں ہم تک پہنچنے کے لئے ایتھر کی ضرورت ہے ؛

Marfat.com

آب پاشی و آب نوشی کے لئے بارش کی ضرورت ہے۔ ابخرہ پیدا ہونے
کے لئے سمندر کی ضرورت ہے۔ ابخرہ کو پانی بنانے کے لئے زمہریر کی ضرورت
ہے۔ پانی کو ہزاروں کوس تک پہنچانے کے لئے بادلوں اور ہوا کی ضرورت ہے۔
الغرض ہر ایک انسان کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے دنیا کے ذرہ ذرہ
اور پتہ پتہ کی ضرورت ہے۔ جو وجود اس قدر احتیاج مند ہو۔ وہ فقیر نہ کہلائے گا۔
تو اُس کا نام کیا ہو گا ؟

بیشک اللہ تعالیٰ ہی غنی ہے۔ اور سب کے سب اس کے محتاج ہیں نَحْنُ
اَغْنِیَاءُ (ہم غنی ہیں) کا نعرہ انہوں نے لگایا۔ جو معرفت سے بے بہرہ تھے۔ مگر جنہوں
نے غنی مطلق کی آستان پر سر رکھا۔ اور خود کو دنیا سے مستغنی جانا۔ وہ سب کی
نگاہوں میں غنی نظر آئے۔ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ
بِسِیْمَاهُمْ الآیۃ

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ اپنے آپ کو غنی مطلق کے
دروازہ کا فقیر سمجھے۔ دریوزہ گری کے لئے دل و زبان کو مالک رفاہ عام کے سامنے
کھول دے ؟

اہل دنیا کو محتاج و گدا سمجھ کر خیر و شر کا کسی کے ہاتھ میں ہونا کبھی یقین نہ کرے
ہاں پروردگار عالم کے سامنے گڑگڑانے۔ مانگنے۔ سوال کرنے کا عادی ہو جانا
چاہیئے ؟ ؎

سب اپنے اپنے حال میں ہیں احتیاج مند
دل میں کسی کو جان کے حاجت روا نہ مانگ
مانگ اور مانگ۔ مانگ سدا مانگ حق سے مانگ
مت مانگ کچھ نہ مانگ بشر سے ذرا نہ مانگ
خالق سے مانگ تسمہ بھی ہو خواہ کفش کا
ملک گہر ہو اور تشنہ دریا عطا نہ مانگ
ہے دینے والا سب کو غنی الحمید ہی
خلقت سے دے کے واسطہ کبریا نہ مانگ

Marfat.com

لاؤ نعم کا زخم ہے دشنہ سے تیز تر | مرہم برائے زخم۔ مرض کی دوا نہ مانگ
لے جائے گی اڑا کے تجھے خود نسیم صبح | اے کاہ ناتواں کشش کہربا نہ مانگ
محنت میں گنج ہائے خدا داد ہیں نہاں | اکسیر کی تلاش نہ کر کیمیا نہ مانگ
اپنے ہی دست و بازو کی ہمت سے لے مدد | تخت شہی کے شوق میں ظل ہما نہ مانگ

سلمان ایک بات تجھے راز کی کہوں
تو حق سے حق کو مانگ کبھی ماسوا نہ مانگ

(۶۸) اَلنُّوْرُ

اوّل لفظ نور کا استعمال قرآن مجید و احادیث پاک میں دیکھو

(۱) هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا	اللہ وہ ہے جس نے سورج کو ضیا اور قمر کو نور بنایا۔

اس آیت میں ضیاء کا درجہ نور سے برتر رکھا ہے۔ اور نور کا لفظ محسوس شے کے لئے مستعمل ہوا ہے۔

(۲) جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (سورہ انعام ع ۱)	اللہ نے تاریکی اور روشنی کو بنایا

یہاں بھی محسوس چیزوں کا ذکر ہے۔

(۳) یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (بقرہ ع ۲۶) تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔

یہاں کفر و شرک کو تاریکی توحید و ایمان کو نور فرمایا ہے۔

ان چیزوں کا تعلق بصارت سے نہیں بلکہ بصیرت سے ہے۔

(۴) یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (نور ع ۴)	اللہ اپنے نور کی راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے۔
یہاں دین حقہ کو نور فرمایا ہے	
(۵) وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ (اعراف)	اُس نور کی پیروی کرو۔ جو نبی کے ساتھ اتارا گیا۔

Marfat.com

یہاں قرآن مجید کو نور فرمایا گیا ہے۔ اس کی دلائل و ہدایات خرد افروز ہیں۔ اس کی تعلیم روح کو روشن قلب کو مزین کرنے والی ہے ؛

(۶) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (سورہ مائدہ ۔ ع)	تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آئی ہے ؛

اس آیت میں وجود باجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بتلایا گیا ہے

(۷) اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ ۔	وہ شخص جو مردہ تھا۔ پھر ہم نے اُسے زندہ کیا۔ اور اُسے نور دیا۔ کہ لوگوں میں اس نور کے ساتھ چلتا پھرتا ہے ؛

حالت کفر کو مردہ سے تشبیہ دی۔ داخلہ اسلام کو زندگی بتایا۔ اور اس درجہ تکمیل کو جو اسلام میں ملتا ہے نور بتلایا

آیت خواہ عمر فاروق کی شان میں ہے۔ یا کسی دوسرے کی۔ بہرحال مومن کی شان ایمانیہ کو نور ظاہر کرتی ہے ؛

(۸) يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ (حدید)	مومنوں کا نور قیامت کے دن اُن کے آگے اور دست راست پر چمکے گا ؛

یہاں نور اعمال و صداقت کو نور فرمایا۔

(۹) رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (تحریم ۔ ع ۱)	مومنوں کی دعا ہے کہ اے رب ہمارے نور کو مکمل فرما دے

یہاں جزاء اعمال ۔ اور افضال الٰہی کو نور بتلایا ہے ؛

(۱۰) اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نور)	اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے ؛

اسی آیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام "اَلنُّوْرُ" مروی ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء تہجد میں سے ہے ؛

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا ۔ وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا	یا اللہ میرے دل میں نور ڈال دے ۔ اور میری بینائی میں نور میری شنوائی میں نور ۔ میرے دائیں نور ۔

وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا۔ وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَتَحْتِيْ نُوْرًا۔ وَاَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا۔ وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا۔ وَفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا۔ وَفِيْ شَعْرِيْ نُوْرًا۔ وَفِيْ بَشَرِيْ نُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ نُوْرًا ۔	میرے بائیں نور میرے اوپر نور۔ میرے نیچے نور میرے آگے نور میرے پیچھے نور اور نور کو میرا بنا دے میری زبان میں نور۔ میرے بالوں میں نور۔ میرے چہرہ پر نور۔ الٰہی مجھے نور عطا کر۔ الٰہی میرے نور کو بڑھا دے۔ یا اللہ مجھے نور ہی بنا دے ۔

دعائے واپسی از طائف کا ایک فقرہ ہے ۔

اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْٓ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	میں اس ذات پاک کے نور کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں جس نے ظلمات کو چمکا دیا اور اس سے دنیا و آخرت کے کام اصلاح پذیر ہوئے ۔

صحیحین کی حدیث میں ابن عباس سے ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء تہجد میں تھا

وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ	تیرے ہی لئے حمد ہے اور تو ہی زمین و آسمان کا نور ہے ۔

حدیث وضو میں آتا ہے۔ جسے رزین نے عبداللہ بن زیدؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ ہر ایک عضو کو دو۔ دو بار دھویا۔ اور اُسے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ فرمایا۔ صحیح مسلم کی حدیث عن ابی مالک الاشعری میں ہے اَلصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ

نورِ قلب۔ نورِ عقل۔ نورِ ایمان کے الفاظ بھی ایسے ہیں۔ جن کا استعمال مرویات میں موجود ہے۔ مسلم کی حدیث عن ابی موسیٰ میں ہے۔ حجابهٗ نُوْر

ان تمام مواقع استعمال کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کے اسم پاک "اَلنُّوْرُ" کے معنی متعین

کرنے چاہئیں ؛

صاحب معالم التنزیل نے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر میں مندرجہ ذیل اقوال درج کئے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ اَللّٰہُ ھَادِیْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ضحاک . . . . . . منور السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ابی بن کعب وحسن وابوالعالیہ۔ مُزَیِّنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مجاہد . . . . . . مُدَبِّرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کی تائید خود قرآن پاک سے ہوتی ہے۔ کیونکہ اسی آیت کے بعد آتا ہے یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔ اللہ تعالیٰ نور ہے۔ اور اسی کے نور سے ہدایت ملتی ہے ؛

وہی مومن کے دل میں نور ڈالتا۔ اور اُسے ظلمات کفر سے نکال کر نور توحید میں لاتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ نور ہے۔ اور اس کی کتاب بھی نور ہے ؛

اللہ تعالیٰ نور ہے۔ اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا ہے ؛

اللہ تعالیٰ نور ہے۔ اور آسمانوں، زمینوں اور یہاں کی جملہ مخلوقات اسی کے نور سے فطرت کے صحیح اصول کو پہنچتی۔ اور اپنی اپنی استعداد جبلی کے موافق ترقی کرتی ہے ؛

اللہ تعالیٰ نور ہے۔ اور اس کے بتلائے ہوئے اعمال بھی مومن کے لئے ذریعہ ہیں ہر ایک نور کو ضیاء و روشنی اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اسی کی ذات تمام انوار کو صادر کرنے والی ہے ؛

مزید فہم معانی کے لئے آئت کے پیوستہ فقرہ پر غور کرو۔

Marfat.com

مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکوٰۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ۔ اس جگہ مشکوٰۃ کو نور کا مشبہ بہ بنایا ہے۔ مِشکوٰۃ کی حقیقت معلوم ہے۔ وہ نور حقیقی سے کیونکر درجہ میں افضل ہو سکتا ہے۔ (تشبیہ کا مسلمہ قاعدہ یہی ہے)

لہذا مثل نورہ کنور مشکاۃٍ تسلیم کرنا ہوگا۔ تاکہ نور کی مثال نور کے ساتھ درست ہو جاوے۔ اور پھر مثل نورہ کو مثل نور ہدایت تعبیر کرنا زیادہ صحیح ٹھہریگا ہر ایک باایمان کا ایمان ہے لیس کمثلہٖ شیئٌ۔ لہذا مشکوٰۃ یا نور مشکوٰۃ اصلی نور سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نور ہے۔ اور ہر ایک شے کو اُس کے مصالح کے لئے حاوی ہے۔ اور ہر ایک زندہ کو اُس کے منافع کا رہنما ہے۔

۲۔ وہی ہے جس نے ہر ایک شے کو بنایا۔ اور مقتضیات فطرت کا راستہ دکھلایا اللہ تعالیٰ نور ہے۔ وہی رب الانوار ہے۔ انوار الابصار۔ انوار البصائر کا پروردگار وہی ہے۔

(۶۹) اَلْھَادِیْ

ھَدَاہُ۔ یَھْدِیْہِ۔ ھُدًی۔ وَھَدْیًا وَھِدَایَۃً وَھِدْیَۃً بمعنی ارشدہ وضد اضلہ۔ ہدایت کے معنی ہیں۔ دلالت بلطف

اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے چار مراتب ہیں۔

(۱) وہ ہدایت جو ہر ایک مخلوق جمادات۔ نباتات وحیوانات کو حاصل ہے۔ اور جس سے ہر ایک شے اپنی مقتضیات فطرت کو پورا کرتی۔ اور ترقیات جبلی کو حاصل کرتی ہے۔ اس ہدایت کا ذکر اس آیت میں ہے۔ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی

Marfat.com

(۲) وہ ہدایت جس کی تبلیغ انبیاء علیہم السلام نے کی۔ اور جس کی طرف مکلفین کو دعوت دی گئی۔ اس کا ذکر اس آیت میں ہے:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (الم سجدۃ ع ۳)

(۳) وہ ہدایت۔ جس کے معنی توفیق ہیں۔ جس سے بعض عباد پر بعض کو خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کا ذکر ان آیات میں ہے:

(الف) وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى

(ب) وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ

(ج) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ

(د) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

(ہ) وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى

یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ قرآن مجید میں جس جس مقام پر ظالمین۔ کافرین کو ہدایت نہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اُن مقامات پر اسی ہدایت قسم سوم کی نفی مراد ہے۔ یعنی نفی توفیق۔ مثلاً

(الف) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

(ب) كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ آل عمران ع ۹

اس صراحت کے بعد ناظرین کو آیات ذیل کا توافق بھی معلوم ہو جائیگا:

(الف) اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(ب) اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ

Marfat.com

آیت اول کا تعلق ہدایت ع۲ سے ہے۔ اور آیت دوم کا تعلق ہدایت ع۳ سے ہے۔ نبی اللہ کا کام تبلیغ و دعوت فرمانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کام توفیق عطا فرمانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ھادی ہے۔

(۴) وہ ہدایت ہے۔ جو آخرت میں اہل ایمان کو حاصل ہوگی۔ اپنے رب کو پہچانیں گے۔ راہ جنت سے واقف ہوں گے۔ املاک اور اہلبیت جنت کی شناخت کریں گے۔ اس ہدایت کا ذکر ان آیات میں ہے

الف سَیَھْدِیْھِمْ وَیُصْلِحُ بَالَھُمْ

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِنْ غِلٍّ

اللہ تعالیٰ ھَادِیْ ہے۔ وہی بندوں کو اصلاح امور معاش کی ہدایت فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ ھَادِیْ ہے وہی عباد کو زاد معاد کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھَادِیْ ہے۔ اور وہی انبیاء کو حقائق اصلیہ اور حق محبت کی حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھَادِیْ ہے۔ اور وہی کشف والہام سے مخلصین کی ہدایت فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ ھَادِیْ ہے عقل و حکمت سے ارباب دانش کو ہدایت فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ ھادی ہے اور وہی توفیق خیر سے اہل طاعت کے قلوب کو معرفت کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھَادِیْ ہے۔ اور وہی استعداد و فطرت کی عطا و دہش سے ہر مخلوق کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھَادِیْ ہے۔ اور وہی مشکلات و مصائب میں جب کہ عقل و ہوش مارے جاتے ہیں۔ اپنی طرف رجوع کرنے والوں کی ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھَادِیْ ہے۔ اور وہ بہشت و رضوان کی جانب مومنین کو ہدایت فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ ھادی ہے۔ مگر فاسق۔ کاذب۔ کفّار۔ خائن۔ مُسرف اُس کی ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں ۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ اول ان عیوب کو ترک کریں جو ہدایت کی روک ہیں۔ اور پھر چشم و گوش اور عقل و ہوش کو احکام الٰہی پر لگادیں۔ ہدائیت اُسے رستہ بتائے گی۔ ہدایت اُس کی رفیق راہ بن کر اُسے منزل تک پہنچائیگی۔ یہی ہے وہ ہدایت جس کا سوال ہر ایک نمازی رب العالمین سے کیا کرتا ہے ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم (فاتحہ)

۱۰۔ اَلْبَدِیْعُ

بَدَعَ بَدْعًا۔ کسی شے کا بنانا۔ کسی سابقہ نمونہ اور مثال کے بغیر بنانا۔ بدعت کو شرعی معنی میں اسی لئے بدعت کہتے ہیں۔ کہ اس نئے کام کی کوئی وجہ شریعت میں بروئے حکم الٰہی یا حکم رسول موجود نہیں ہوتی ۔

بدعت کی بابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے ہیں

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ

جو کوئی شخص ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی چیز نکالتا ہے۔ جو ہمارے (عہد نبوی) دین میں سے نہیں ہے۔ تو وہ مردود ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ میں نہایت کثرت کے ساتھ یہ فرمایا کرتے تھے

کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ

ہر ایک نئی بات جو دین میں کوئی شخص نکالے۔ وہ گمراہی ہے اور ہر ایک گمراہی جہنم میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نام بدیع سورہ بقرہ ۱۲۵ و سورہ انعام ۱۰۱ میں آیا ہے اور با ضافت مستعمل ہوا ہے۔ یعنی بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرمایا گیا ہے۔ یعنی اللہ وہ ہے

Marfat.com

کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ جب کہ پہلے سے ان کا کوئی نمونہ یا مثال موجود نہ تھی۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بدیع فاعل اور مفعول ہر دو معانی آتا ہے۔ اور ہر دو معنی اسماءِ حسنٰے میں داخل ہے۔

(۱۷) ربّ

دراصل یہ مصدر ہے۔ اور فاعل کے معنی میں مستعمل ربوبیت کے مفہوم میں داخل ہے۔ "ایک چیز یا شخص کو درجہ بدرجہ ترقی دیتے اور پرورش کرتے ہوئے اُسے درجہ تمام وکمال تک پہنچا دینا"

یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ کہ وہ ہر ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔ اور اُسے احکام طبیعت وفطرت کے مطابق بڑھاتا۔ پالتا اور شرف نوعی میں درجہ بدرجہ بلند کرتا۔ اور انتہائے کمال تک پہنچا دیتا ہے۔

جمادات ونباتات وحیوانات۔ ناسوت وجبروت ولاہوت کے عوالم میں کرور درکروڑ ایسی ایسی مخلوق موجود ہے۔ جس کی پرورش کی ضروریات ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔

بلکہ ایک ہی درخت کے اندر۔ جڑ۔ تنہ۔ چھلکا۔ گودا۔ پھول۔ پھل۔ شاخ پات کے اندر رنگ وروغن۔ چمک دمک۔ تاثیر ومزہ۔ شکل وصورت وغیرہ کے لحاظ سے ہزاروں ایسی ضروریات ہیں۔ جن کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہوسکتا۔ وہی ہے۔ جو ان سب کی تربیت کرتا ہے۔ سب کو قائم رکھتا ہے۔ بڑھاتا رہتا ہے۔

عالم ناسوت میں تو ایک ایک کی طبیعت ودماغ اور قلب اور روح کے احوال

Marfat.com

داور جید ایسے ہیں۔ جن کا نہ حصر ہے نہ شمار۔ لحظہ بلحظہ نئی دنیا نئی بستی جلوہ گر ہے۔
اِن سب کی تربیت وہی رب العالمین فرمانے والا ہے۔ انسان کی معرفت کا آغاز
صفت ربوبیت سے ہوتا ہے۔ پھر اُسے فرماں روائے مالک کا جلوہ نظر آتا ہے۔
اُس کے بعد عرفانِ الوہیت کے دروازے اُس پر کھلتے ہیں۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ
مَلِكِ النَّاسِ۔ اِلٰهِ النَّاسِ میں بھی مراتب ثلثہ بیان فرمائے گئے ہیں۔ یہی وہ اسم پاک
ہے۔ جو دعا و خطاب میں اکثر مستعمل ہوتا ہے۔ تمام ایسی ادعیہ جن میں نعمت و رحمت
اور غفران و مرحمت کے سوال ہیں۔ اکثر اسی اسم رب سے شروع ہوتی ہیں قرآن
مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اسم پاک ربّ۔ ربی۔ ربہ۔ ربنا۔ ربّک
ربّکم وغیرہ کی شکل میں ۹۰۶ دفعہ کتاب حمید میں آیا ہے۔ اضافت کے وقت
کہیں مضاف کی عزت افزائی مقصود ہوتی ہے۔ اور کہیں اس کی خصوصیات
پر جلوہ افگنی فرمائی جاتی ہے۔

رَبَّ هٰذَا الْبَيْت۔ رَبَّ هٰذَا الْبَلَد۔ رَبُّ الْفَلَق۔ رَبُّ الشِّعْرٰى۔ رَبُّ النَّاس
رَبُّ الْعَرْشِ۔ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم۔ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْم۔ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ
رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا۔ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَائِكُمْ کی ترکیبوں کو دیکھو۔ ہر ایک اضافت کن کن خصائص
وحقائق پر رہنمائی کرتی ہے۔

اس سے آگے بڑھو گے۔ تو تربیت کے مختلف اسالیب ان الفاظ میں ملیں گے
صراط رب۔ آیاتِ رب۔ کلمۃ رب۔ رُسُل رب۔ سُبُل رب۔ عطاء رب
کتاب رب۔ عذاب رب۔ رحمت رب۔ امر رب۔ رزق رب۔ خراج رب
حبل رب۔ نعمت رب۔ آلاء رب۔ برکات رب۔ جنود رب۔ بطش رب۔
یہ الفاظ کیا ہیں۔ ہر ایک کی تحت میں پرورش و نگاہداشت کے بحر و فور جوش زن

Marfat.com

ہیں۔

مربوب کی استحقاق واستعداد وقابلیت ذاتی واضافی وطبعی کے مطابق سلسلہ ربوبیت کا فیضان جاری ہے۔

دعوت وہدایت۔ رجوع ورغبت۔ اور استقرار وانتہا کے وہ مدارج ہیں۔ جو جود ربوبیت سے پل رہے۔ بڑھ رہے پھل رہے ہیں۔

ربوبیت ہی ہے۔ جو ایک ہی وقت میں ایک ہی انسان کے معدہ وجگر اور قلب ودماغ۔ اعضا وحشا۔ اعصاب وعظام کو جداگانہ کیفیات سے پال رہی ہے۔ روح کو الوہیت سے قلب کو ربوبیت سے غذا پہنچا رہی ہے۔ مادی وغیر مادی قوی روحی وجسمی طاقتیں مختلف تاثیرات سے مختلف احوال ومواجید کو آغوش تربیت میں لئے ہوئے ہیں۔ مربوب بے خبر مستلذ بھی ہے۔ اور کام گیر بھی۔ چاشنی چش۔ اور ذوق گیر بھی۔ مگر ایسا غافل۔ کہ اس سلسلہ اور سلسلہ کے مالک سے بے خبر۔ اور دور۔ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ

ہر انسان کو اور ہر با ایمان کو اس اسم سے تخلق پیدا کرنا چاہئے۔ اس مولی کو جاننے جو اس کے والد ووالدہ کا بھی مربی ہے۔ جو ارزاق کا پیدا کرنے والا۔ جو اگانے والی زمین۔ برسانے والے آسمان کو تربیت کرنے والا ہے۔ جو ظل ونور کا خالق ہے جو روح ومادہ کا خالق ہے۔ اور جس کی صفت وثنا میں صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ رب العالمین ہے۔ لیکن اس لفظ عالمین میں کون کون عوالم واخل ہیں۔ اور العالمین کے احاطہ میں کون کون سے ایسے جہاں آ گئے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے ہماری معرفت کی انتہا صرف یہاں ختم ہو جاتی ہے۔ کہ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔

۷۲ مُبِیْن

بَانَ بَیْنًا جدا ہوا۔ یا پیوست ہوا (از لغات اضداد)

بَانَ بَیَانًا۔ پیدا و آشکار ہوا۔ مبین اسی سے ہے۔ اور لازم و متعدی ہر دو معنی مستعمل ہے۔

اللہ تعالیٰ مبین ہے۔ اُس کی کنہ ذات تک رسائی محال ہے۔

اللہ تعالیٰ مبین ہے۔ اور اُس سے پیوستگی و تقرب کی راہیں کھلی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مبین ہے۔ اور مصنوعات کی ہر چیز اور ہر چیز کے اجزا اس کی قدرت و خالقیت کے مظہر ہیں۔

اللہ تعالیٰ مبین ہے۔ اور جملہ بیّنات کا ظہور اسی کی تبیین سے ہے۔

اللہ تعالیٰ مُبین ہے۔ اور آیات بیّنات کو ظہور میں لانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ مبین ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات کو بیّنہ بنا کر اُسی نے دنیا میں بھیجا ہے۔

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَةُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ (بیّنہ)	کتاب والے اور مشرک جو کافر ہیں باز آنے والے نہیں تھے اُسوقت تک کہ ایک کھلی دلیل ان کے پاس نہ آجائے یعنی اللہ کا رسولؐ۔

اللہ تعالیٰ مُبین ہے۔ اور کتاب مُبین کو اُسی نے نازل فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُبین ہے۔ اُسی نے انسان کو بیان سکھلایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُبین ہے۔ مگر عقل و فہم مخلوق کو اوراک ذات تک بون بیون حائل ہے۔

اے ازلی الظہور اے ابدی الخفا — نُوْرُكَ فَوْقَ النَّظَرِ حُسْنُكَ فَوْقَ السَّمَا

اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ دیدہ و گوش عقل و ہوش کو وا کریں۔ بینات آلہیہ کو دیکھیں۔ رسول پاک کے نورِ بیّن پر نگاہ ڈالیں۔ حق و باطل کے بونِ بعیدہ کا اندازہ کریں۔ کتاب مبین کو سرمۂ چشم ایقان بنائیں :

(۴۳) اَلْقَدِیْرُ

قَدْر سے ہے۔ قدر کے معنی اندازہ اور طاقت و قدرت ہیں

اس مادہ سے چند اسماء حسنےٰ آتے ہیں۔ اَلْقَادِرُ۔ المقتدر۔ اَلْقَدِیْر اور ہر ایک اسم اپنی وضع میں ایک خاص معنی پر اشارہ رکھتا ہے۔ گو ہر ایک مشترک المعنی بھی ہے۔ القادر۔ المقتدر کی شرح پہلے لکھی جا چکی ہے۔

قَدِیْر وہ ہے۔ جو باقتضائے حکمتِ خود ہر ایک فعل کا فاعل ہے۔ اس طرح پر کہ اُس فعل سے بڑھ کر نہ افزونی صحیح ہے اور نہ کمی۔

تَقْدِیْر بھی اسی مادہ سے ہے۔ اور تقدیر الٰہی کی بھی دو صورتیں ہیں

اوّل عطاءِ قدرت۔ یعنی بندہ کو کسی فعل کے سرانجام دینے کی قدرت و طاقت کا عطیہ۔ محاورہ ہے قَدَّرَنِیَ اللّٰہُ عَلٰی کَذَا۔ اللہ نے مجھے اس کام کے سرانجام دینے کی توفیق دی ؛

دوم وہ مقدار مخصوص اور طریق مخصوص۔ جو باقتضائے حکمت ربانیہ صحیح و درست ہو۔ مثلاً دانہ گندم سے گندم اور دانہ جو سے جوَ کا پیدا ہونا۔ اور زمین میں کاشت کے بعد سرسبز ہونا؛

اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرتوں پر یقین کامل رکھیں۔ اور مقدرات الٰہیہ کو عین حکمت ربانیہ سمجھ کر تسلیم و رضا کو مسلک خود قرار دیں؛

Marfat.com

۴۷۔ اَلحافِظُ

حِفظ سے ہے۔ حفظ کے معنی حمیت لفس ہیں۔ حفظ کے معنی اُن صُور و ہیأت و معانی کی نگہداشت ہیں۔ جو نفس انسانی میں ایک حواس کے ذریعے متمکن حاصل کرتی ہیں۔

حفظ کے معنی ہر ایک شے کے تفقد و تعہد و رعایت و نگہداشت ہیں۔ تاکہ اُسے خرابی و تباہی سے بچایا جائے۔ تاکہ اُسے قائم و بحال رکھا جائے۔

جملہ اشیاء عالم کا قیام اسی حفاظت الٰہی پر مبنی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔ اور ہم ہر ایک اپنے محبوب و پیارے کو جب کہ وہ ہماری نگہداشت و تعہد سے دور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت میں دیا کرتے ہیں۔ اور وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا پڑھا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔ جس نے قرآن پاک کی نسبت وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ فرمایا اور کل دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ اس کی حفاظت نے آج تک کیا کچھ کیا۔

مُصنفین اپنی کتابیں خود لکھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی فہم و ہمت کے موافق اُس کی حفاظت و اشاعت کے وسائل و اسباب مہیا کرتے ہیں۔ پھر بھی ہزارہا تصنیفات ایسی ہیں۔ جو دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں۔

بیسیوں اور سینکڑوں بادشاہ ہوئے۔ جنھوں نے آئین و قوانین کو کتابوں کی شکل میں مُدوّن کیا۔ ملک میں پھیلایا۔ صدیوں تک لاکھوں بندگان خدا میں وہی دستور العمل رہا۔ لیکن آج نہ اُن بادشاہوں کے نام باقی ہیں۔ اور نہ اُن کے قوانین کا نام و نشان موجود۔

وہ تورہ ایل خانی جو ہولاکو اور چنگیز کا دستور العمل تھا۔ جس پر شاماتی مذہب

Marfat.com

کا دارومدار تھا۔ آج کہاں ہے۔

وہ ژند کہاں ہے۔ جو خسروان کیانی کی قوم و سلطنت کا ضیا بخش تھا۔

وہ پاژند کہاں ہے۔ جو دودمان کے لہراسپ کا نوردیدہ تھا۔

وہ دساتیر کہاں ہے۔ جو اردشیر بابکاں کی سلطنت کا فروغ تھا۔

وید کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ موجود ہے۔ ہندو کہتے ہیں۔ کہ منتر اور برہمن بھاگ کے مجموعہ کا نام وید ہے۔ آریہ کہتے ہیں۔ کہ براہمن بھاگ کو وید کی پدوی (منزلت) حاصل نہیں۔ کیا ان ۲/۳ حصہ کو شامل کرنے والے ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یا ۲/۳ حصہ کو خارج کرنے والے۔

بائبل کے متعلق یہی حال ہے۔ یہود کا وہ فرقہ بھی ہے۔ جو کتاب پیدائش کو الہامی نہیں مانتا۔ وہ فرقہ بھی ہے۔ جو غزل الغزلات کو اوباشانہ راگ کہتا ہے۔ وہ فرقہ بھی ہے۔ جو زبوروں میں سے صرف ۲ یا ۳ کو اصلی بتا کر باقی مختلف شاعروں کی تصنیف بتاتا ہے۔

اناجیل کو لیجئے:۔

انجیل متی کی بابت اکثر شارحین کی رائے ہے۔ کہ وہ عبرانی میں لکھی گئی۔ کیونکہ جناب متی اور کسی زبان سے آشنا نہ تھے مگر آج عبرانی انجیل ناپید ہے۔ اب اس کے یونانی ترجمہ کو اصل بتانے لگ گئے ہیں۔ مگر یہ اب تک تحقیق نہیں ہوا۔ کہ مترجم کون تھا۔ اور ترجمہ کی صحت کا ذمہ دار کون ہے۔

انجیل یوحنا کو لاہوتی انجیل کہا جاتا ہے۔ مگر جب مصنف کی بابت تحقیق کیا جاتا ہے۔ تو مصنف کا وجود مختلف شبہات کی ظلمات میں پوشیدہ ہے۔

لوقا کو اپنی انجیل کی بابت دعویٰ ہے۔ کہ وہ بالتزام صحت لکھی گئی۔ مگر علماء مسیحی اربعہ اناجیل میں سے اسی کو زیادہ ضعیف اور غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

مرقس نے خود کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اُسنے جن لوگوں سے سنکر لکھا۔ اُن کا نام نہیں بتلاتا ؛

دنیا کی تمام آسمانی کتابوں کا یہی حال ہے

آگے بڑھو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ قدرت ربانیہ نے ان کی حفاظت کو خود چھوڑ دیا ہے۔ ثبوت یہ ہے۔ کہ جتنی کتابوں کے آسمانی و الہامی ہونے کا دعویٰ کبھی کسی وقت میں اور کسی ملک و قوم میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کتابوں کی اصلی زبان اور لغت کو دنیا سے ناپید کر دیا ہے۔ کہ نہ وہ بولی۔ وہ زبان۔ وہ لغت دنیا پر باقی رہے گی۔ اور نہ وہ کتاب عام طور پر پڑھی۔ اور سنی اور سنائی چلئے گی ؛

بالمقابل اس کے قرآن مجید پر حفاظت الٰہیہ کو دیکھو۔ کہ فاتحہ سے لیکر وَالنَّاس تک اس کا ایک ایک لفظ۔ اور ہر ایک لفظ کی ایک ایک کسرہ و فتحہ و ضمہ و جزم و تشدید تک متواتر ہیں۔ جملہ فرقِ اسلامیہ میں مسلمہ ہیں۔ متفقہ ہیں۔ عربی زبان نہ صرف اپنی مستقر و مہبط وحی میں قائم۔ رائج۔ محکم و نافذ ہے۔ بلکہ اس کے دست راست و دست چپ کے ممالک بھی عربی زبان کا گہوارہ بن گئے ہیں۔ مصر و شام کے باشندوں کی زبان عربی ہے ؛

ان ممالک کے رہنے والے خواہ عیسائی ہیں۔ خواہ یہودی۔ خواہ قبطی ہیں۔ خواہ لبنانی و دروشنی۔ مگر زبان سب کی عربی ہے ؛

یہ وہ قدرت کے محکم انتظامات ہیں۔ جو قدرت بشریہ سے ارفع و اعلیٰ ہیں۔ بلکہ قرآن مجید چین کی انتہائی مشرق سے لیکر مغرب اقصیٰ کے انتہائی کناروں تک ایک ہی طرز تحریر۔ ایک ہی رسم الخط میں حرف بحرف متفق و متحد الالفاظ میں لکھا ہوا پایا جاتا ہے ؛

وہی قرآن مجید قطب شمالی سے قطب جنوبی تک حفاظ و علماء کی زبان پر اُسی

Marfat.com

طرح جاری ہے۔ جیسے خاص مکہ و مدینہ میں۔ یہ جملہ انتظامات اسی مالک کے ہیں۔
جو اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا اعلان کرنے والا ہے۔ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو لکھنے
پڑھنے سے بھی فارغ تھے ؛

ہاں اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔ جو کتاب حفیظ کا مالک ہے ؛

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔ جس نے سقف مرفوع کو شیطان مارد کی دسترس
سے محفوظ بنایا ہے ؛

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔ جو مومن کی جان و ایمان کی حفاظت فرماتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے۔ جس نے کِرَامًا کَاتِبِیْنَ کو انسان کے اقوال و اعمال
کا محافظ بنا دیا ہے ؛

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ اپنے مال و اولاد اور جان و
ایمان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیدیں۔ نفس و شیطان سے الگ ہو کر ربانی پناہ
میں داخل ہو جائیں۔ اور اس چار سوئے عدم میں جہاں انسان اکیلا آیا۔ اور جہاں سے
اکیلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو حافظ و محافظ سمجھیں۔ تاکہ جملہ بلیات و آفات ارضی و
سماوی۔ مادی و روحی سے محفوظ رہیں ؛

۷۵ اَلْکَفِیْلُ

کِفْل۔ حصہ۔ بہرہ۔ قرآن مجید میں ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا (الحدید ع ۴)

اے ایمان والو۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت کے دو چند حصے عطا فرمائیگا۔ اور تمہارے لئے نور مقرر کر دے گا ؛

Marfat.com

کِفل - کسی کی ذمہ داری لینا۔ تعہد کرنا۔ قرآن پاک میں ہے وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا یعنی زکریا علیہ السلام کو مریم علیہا السلام کی غور و پرداخت اور تربیت و نگہداشت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

کفیل وہ ہے۔ جو دوسرے کی ضروریات کے پورا کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کفیل ہے۔ وہی ہماری حاجات کو پورا کرتا۔ وہی ہماری مرادات کو برلاتا وہی ہماری ضروریات کو مہیا فرماتا۔ وہی ہمارے مقاصد و مطالب کو مکمل فرماتا ہے اسی پر ہمارا وثوق و اعتماد ہے۔ وہی ہمارا ملجا و منجا و ماویٰ ہے۔ ہمارے رزق ہماری عمر اسی کی کفالت میں ہیں۔ ہمارے جان و ایمان کا وہی کفیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ضمانت سے بڑھکر اور کس کی ضمانت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کفالت سے بڑھکر اور کس کی کفالت ہو سکتی ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو زخارف دنیوی اور مال و زر کی کفالت کو ہیچ سمجھتے ہیں بلکہ ہر کام میں اور ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز و کارفرما اور کفیل سمجھتے ہیں۔

(۷۶) اَلشَّاكِرُ

شُکر کے معنی وضع لغت میں اُس فربہی اور تیاری کو کہتے ہیں۔ جو حیوان کے جسم پر عمدہ عمدہ غذاؤں کے استعمال سے نمایاں ہو جاتی ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔ حَتّٰى اِنَّ الدَّوَابَّ لَتَشْكُرُ مِنْ لُحُوْمِهِمْ

شکر کے معنی۔ قبولیت و رضامندی ہیں۔ جب کوئی شخص کسی کے فعل کو یا خدمت کو قبول کرتا۔ اور اس پر رضامند ہو جاتا ہے۔ تو اُسے لفظ شکر کے استعمال سے ظاہر کیا جاتا ہے وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا۔ تمہاری کوششوں کو منظور کر لیا گیا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ شاکر ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کی خدمات وطاعات کو قبول فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ شاکر ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کے اعمال حسنہ سے رضامند ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ شاکر ہے۔ اور وہ بندوں کی شکر گزاری کو شرف اجابت دیتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ شاکر ہے۔ اور وہ بندوں کی شکر گزاری پر نعمت مزید اور عزت جاوید عطا فرماتا ہے

شکر

جب بندہ کی طرف سے ہو۔ تب وہ ارکان خمسہ پر مشتمل ہوتا ہے ۔

(۱) شکر گزار کا صاحب نعمت کے سامنے اظہار خضوع وخشوع ۔

(۲) شکر گزار کا صاحب نعمت سے محبت رکھنا

(۳) اعتراف نعمت کرنا

(۴) نعمت کے بعد مصروف ثنا رہنا

(۵) نعمت کا استعمال صاحب نعمت کی مرضی کے خلاف نہ کرنا۔

بزرگان دین کے اقوال بھی شکر کے متعلق شنیدنی ہیں ۔

داؤد علیہ السلام نے عرض کیا۔ الٰہی میں تیرا شکر کیونکر کر سکتا ہوں۔ شکر کی طاقت بھی تو ہی عطا فرماتا ہے۔ اور یہ نعمت مزید ہے اور شکر مزید کی خواہاں ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں اب تو شکر گزار رہا ۔

ابو عثمان کا قول ہے شکر نعمت یہ ہے کہ تم کو شکر نعمت کے ادا نہ کر سکنے کا عجز معلوم ہو جائے ۔

جنید بغدادی کا قول ہے۔ شکر نعمت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو اس نعمت کے قابل نہ سمجھ ۔

Marfat.com

شبلی فرماتے ہیں۔ شکر نعمت یہ ہے۔ کہ نعمت دہندہ کو دیکھو۔ اور نعمت کو نہ دیکھو۔ حدیث صحیح میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ مجھے تجھ سے محبت ہے۔ لہٰذا تم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت بھولنا۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ کلمات فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ
وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ۔ وَامْكُرْ
لِیْ وَلَا تَمْكُرْ لِیْ۔ وَاهْدِنِیْ
وَيَسِّرِ الْهُدٰی لِیْ۔ وَانْصُرْنِیْ
عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ
لَكَ شَكَّارًا لَكَ۔ ذَكَّارًا لَكَ
رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا
اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُنِيْبًا۔ رَبِّ تَقَبَّلْ
تَوْبَتِیْ۔ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ
وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ
حُجَّتِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَسَدِّدْ
لِسَانِیْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِیْ

(۷۷) اَلْاَکْرَمُ

کرم نرہ شرف اور بزرگی ہے۔ جو کسی شے کو اپنی جنس میں حاصل ہو سکتی ہو۔

دیکھو نباتات کے لئے وَاَنْبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ

مکانات کے لئے۔ وَزُرُوْعٍ وَمَقَامٍ کَرِیْمٍ

گفتگو کے لئے۔ وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا

قرآن مجید کے لئے۔ اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ

اجر کے لئے۔ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرًا کَرِیْمًا

فرشتوں کے لئے کِرَامًا کَاتِبِیْنَ

حاملانِ وحی کے لئے۔ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ

اِس سے معلوم ہوا۔ کہ اَکْرَمُ کے معنی رب العالمین کی ذات میں وہ علو اور عظمت ہے۔ جو اُسی کی شان کے شایان ہے ؂

اللہ تعالیٰ اکرم ہے۔ اور تمام عالم اُسی کے جود و کرم کا زلہ خوار ہے

اللہ تعالیٰ اکرم ہے۔ اور ہر ایک شے کو شرف و نجات اُسی کی بارگاہ سے عطا ہوئی ہے ؂

اللہ تعالیٰ اکرم ہے۔ اور اُسی نے رسولِ کریم کو شرف جاہ و کرم نفس سے ممتاز فرمایا ہے ؂

اللہ تعالیٰ اکرم ہے اور اُسی کے جود و نوال سے انسان کو صورتِ زیبا۔ سیرتِ رضیہ حاصل ہوئی ہے ؂

اللہ تعالیٰ اکرم ہے۔ اور اُسی کا غنا و کرم سب کو ناز و نعیم عطا فرماتا

Marfat.com

ہے ؛

یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کرم تھا۔ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا میں مکرم و معظم ہونے کا منصب عطا فرمایا:۔

یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کرم ہے۔ جس نے ہم لوگوں کے لئے کتاب کریم نازل فرمائی ہے ؛

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے کے لئے لازم ہے۔ کہ خود کو اس کریم کے در کا گدا بنائے۔ عزت و اکرام جاہ و احتشام اسی میں سمجھے کہ وہ ادنیٰ فقیر اس آستانہ کا ہے ؛

۱۸۔ اَلْاَعْلٰی

اسم پاک اَلْعَلِیُّ کے تحت میں بحث ہو چکی ہے۔ یہ اسم عُلُوٌّ سے ہے۔

اَعْلٰی وہ ہے۔ کہ ملاء اعلیٰ بھی جس کی خشیت سے لرزاں و ترساں ہیں اعلیٰ وہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک شریک سے برتر ہے۔ وہ اُسی فعل کو قبول فرماتا ہے۔ جو خالصۃً اسی کی ابتغاء وجہ کے لئے کیا جائے اُسی عبادت کو منظور فرماتا ہے۔ جو اُسی کی رضوان کے لئے ادا کی جائے۔ اُس کی شان اس سے برتر و اعلیٰ ہے۔ کہ اُس کی قدرت یا حکم یا ربوبیت میں کسی کو ذرا بھی سا جھا حاصل ہو ؛

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ۔ اللہ جو سچا بادشاہ ہے۔ وہ نہایت بلند نہایت اعلیٰ ہے ؛

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس کے لئے مثال بھی بلند سے بلند ہونی چاہئے

Marfat.com

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی

اللہ تبارک اسمہ ہی وہ اعلیٰ ہے۔ جو اہل ایمان کو برتری بخشتا۔ اور امن و اطمینان عطا فرماتا ہے وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔

اللہ تبارک اسمہ ہی وہ اعلیٰ ہے۔ جو علو و فساد کو بندوں میں پسند نہیں فرماتا ہے ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کو تسبیح سجدہ قرار دیا ہے۔ غور سے دیکھنا چاہیئے کہ جس وقت مومن کا سر۔ چہرہ اور ناک زمین سے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُس وقت اور اُس حالت سے بڑھکر اور کوئی شکل ذلت و عاجزی کی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس تسبیح کے معنی یہ ہوئے بندۂ ادنیٰ کو رب اعلیٰ کے حضور میں ذلیل سے ذلیل شکل میں پیش ہوتا چاہیئے ۔ یہی صورت ہماری بلندی درجات کی موجب ہے۔ اور یہی ذلت ظاہری فی الواقع ارتقائے روح کی معراج ہے ۔

اللہ کے بندے سینکڑوں ایسے ہیں۔ جو سجدہ میں زمین پر گر جانے کے بعد ایسی لذت ایسی کیفیت حاصل کرتے ہیں۔ کہ دنیا کی کسی نعمت کسی شے میں اُس کا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں ۵

سر نہ زمین ذرت برد ہن بر شتن ۔۔۔ نے بطریقت رستے بحقیقت رُوا

(۷۹) اَلْخَلَّاقُ

باب اوّل میں الخالق ۱۱ پر شرح لکھی جا چکی ہے۔ خلّاق خلق ہی سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ قرآن پاک میں یہ اسم دو جگہ آیا ہے۔

Marfat.com

سورہ حجر ع۹ میں ہے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ

سورہ یٰس ع ۵ میں ہے۔ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ

ہردو مقامات پر خلاق کو اسم علیم کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کیونکہ خلق کی صفت میں کمال تام اسی ذات کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جو علم تام کا بھی مالک ہو۔

اللہ تعالیٰ خلاق ہے۔ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ (زمر ع۱) تم کو تمہاری ماؤں کے شکموں میں بناتا ہے۔ ایک بناوٹ کے بعد دوسری اور تیسری۔ اس جگہ جہاں تین تین تاریکیاں (پیٹ۔ رحم اور مشیمہ) کی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ خلاق ہے۔ پیدائش انسان کو اس نے آیت ذیل میں ظاہر فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (مومنون ع۱)

ہم نے پہلے انسان کو صاف مٹی سے بنایا پھر انسان کی خلقت کو پانی سے بنایا جو رحم میں ٹھہرے۔ پھر نطفہ کو جونک جیسا بنایا۔ پھر اسے لوتھڑا گوشت کا کر دیا۔ پھر اس میں ہڈیاں پیدا کر دیں۔ پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت کا لباس پہنا دیا۔ پھر پیدائش کے اگلے درجہ تک ہم نے اسے بڑھایا۔ بیشک بڑی برکتوں کا دینے والا وہ۔ جو تمام صورت گروں سے بہتر اور پاکیزہ تر مخلوق پیدا کرتا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ	آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا۔
مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ	اللہ کی بنائی ہوئی کسی شے میں تم کوئی تفاوت نہیں پاؤ گے۔
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا	اللہ وہ ہے جس نے زمین کی سب کی سب چیزوں کو انسان کے نفع اور فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے
سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ (یٰس ع ۲۳)	پاک ہے وہ ذات جس نے اُن سب چیزوں کو بھی جوڑا جوڑا بنایا جن کو زمین اگاتی ہے۔ اور انسانوں کو بھی جوڑا جوڑا بنایا۔ اور اُن چیزوں کو بھی جن کو اب تک یہ لوگ نہیں جانتے۔

خلقت و پیدائش کی جن انواع و اصناف کا ان آیات میں ذکر ہے اس کی صحیح کیفیت مختلف علوم پر عبور کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ایک سرسری نگاہ سے دیکھنے والا انسان بھی اگر مختلف مخلوقات کا ذرا سا تصور کرے۔ تو اُسے اللہ تعالیٰ کی خلاقی کا تھوڑا بہت عرفان ہو سکتا ہے

لاتعداد مخلوق وہ ہے۔ جسے نور سے بنایا۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے۔ جسے نار سے بنایا۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے۔ جسے خاک سے بنایا۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے۔ جو ہوا میں اُڑنے والی ہے۔

لاتعداد مخلوق وہ ہے۔ جو پانی کے اندر جینے والی ہے۔

لاتعداد مخلوق سطح ارض پر رہتی ہے۔

لاتعداد مخلوق زمین کے اندر اپنے گھر بناتی ہے۔

لاتعداد مخلوق چارپائے کے نام سے مشہور ہے۔

لاتعداد مخلوق صرف دو پاؤں پر چلتی ہے ۔

پھر ہر ایک کے تحت میں سینکڑوں اصناف و اقسام ہیں ۔ ہر ایک کی طبائع و خواص الگ۔ ہر ایک کی غذا الگ۔ ہر ایک کا مقصد زندگی جدا۔ علم و ادراک ہیں۔ نشو و نما ہیں۔ توالد و تناسل ہیں۔ حیات و ممات ہیں سب کے طبقات جدا جدا ہیں ۔

اس ادنیٰ تصوّر کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ وہ مالک کتنا بڑا خلّاق ہے۔ اور ہر ایک مخلوق کے ساتھ اُس کا علم کتنا وسیع اور ہمہ گیر ہے ۔ مُبارک ہے وہ انسان جو ایسے خالق کا بندہ ہے۔ جو ایسے مالک کا فرمانبردار ہے ۔

اس اسم کے متعلق یہ دعا یاد رکھنی چاہیئے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ خَلَّاقٌ عَظِیْمٌ اِنَّکَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ۔ اِنَّکَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ الْبَرُّ الْجَوَادُ الْکَرِیْمُ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاسْتُرْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَلَا تُضِلَّنِیْ وَاَدْخِلْنِیْ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ	یا اللہ تو بہت بڑا خلاق ہے۔ تو سمیع ہے علیم ہے غفور ہے۔ رحیم ہے۔ عرش عظیم کا پالنے والا تو ہے۔ تُو بڑا اور جواد اور کریم ہے مجھے معاف کر دے۔ مجھ پر رحم کر۔ مجھے عافیت دے۔ مجھے رزق دے۔ میری پردہ پوشی کر۔ میری دل شکستگی کو دور کر دے۔ مجھے بلندی عطا کر۔ مجھے راہنمائی فرما۔ مجھے گمراہ نہ کر۔ مجھے جنت میں داخل کر۔ اے سب سے بڑھکر رحم کرنیوالے اپنی رحمت سے رحم فرما ۔

Marfat.com

(۸۰) اَلْمَوْلٰی

وَلاء سے ہے۔ وَلاء کے معنی وہ تعلق ہے۔ جو دو چیزوں کے درمیان ہو اس لفظ کا استعمال مکان۔ یا نسب یا دین کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے ؂

انسانوں میں لفظ مولیٰ کا اطلاق ابن العم۔ حلیف۔ آزاد شدہ غلام۔ آزاد کنندۂ غلام اور ہمسایہ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر ایک وہ شخص۔ جو ایک دوسرے کے کام کاج میں مدد دے ایک دوسرے کا مولیٰ ہے ؂

ابن العم کے معنی میں ہے۔ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ۔ میں اپنے چچیرے بھائیوں سے ڈرتا ہوں ؂

آزاد شدہ غلاموں کے متعلق۔ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ۔ وہ تمہارے دینی بھائی اور مولیٰ ہیں ؂

اہل نسب کے متعلق۔ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ (نساء ع ۵) ہم نے ہر ایک کے نسب والے مقرر کر دیئے ہیں ؂

اللہ تعالیٰ کا بندوں سے تعلق بذریعہ وَلاء ہے۔ جس کے معنی محبت نصرت اور صداقت ہیں۔ قرآن مجید نے لفظ وِلا کا استعمال ہر دو جانب کیا ہے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی وِلاء حاصل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بندوں سے وِلاء ہے ؂

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ	اللہ کے اولیاء کو نہ خوف ہو گا نہ حزن ہو گا ؂
فرمایا۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ	اللہ مومنوں کا ولی ہے ؂

مگر لفظ مولیٰ اس معنی میں زیادہ خاص ہے۔ یعنی مومن کو ولی کا خطاب تو

ملا۔ مگر مولیٰ کا خطاب نہیں۔ یعنی قرآن مجید میں یہ نہیں آتا۔ کہ مومن اللہ کے مولیٰ بھی ہیں۔ بلکہ قرآن پاک میں اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وارد ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کا بھی مولیٰ ہے اور مومنین کا بھی مولیٰ ہے۔

اس مثال سے معنی زیادہ صاف ہو جاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے۔ اور وہی ہمارا کارساز ہے۔

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے۔ اور وہی سچے صحیح معنی میں ہمارا آقا ہے۔ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے۔ اور تمام مخلوق کو اُس کے غلام ہونے کی عزت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے۔ اور ایک دن آنے والا ہے۔ جب ھُنَالِكَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ۔ سچی ولایت اُسی کی اُس روز ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے۔ اور اُسی کی بہترین اعانت و نصرت ہمارے ساتھ ہے۔ وہی نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ہے۔

اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے۔ اور اُس نے کفار و مومنین کے درمیان عدم موالات کا حکم دیا ہے لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (آل عمران ع ۳)

کمال ایمان یہی ہے۔ کہ خود کو اللہ تعالیٰ کی تولیت میں سپرد کر دے۔ موالات و عدم موالات کا حصر مالک کی خوشنودی و رضوان پر رکھے۔

(۸۱) النَّصِیْرُ

نصر و نُصرت بمعنی عون و مدد ہے۔ بندہ کی جانب سے اللہ کی نصرت۔ اور اللہ کی جانب سے بندہ کی نصرت۔ لفظ کا اطلاق بہر دو

جانب ہوتا ہے۔ بندہ کی جانب سے اللہ کی نصرت۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ	تم اللہ کی نصرت کروگے۔ تو اللہ تمہاری نصرت کریگا۔ اے لوگو اللہ کے انصار بن جاؤ

اب یاد رکھنا چاہئے۔ کہ بندہ کی جانب سے اللہ کی نصرت کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ والے بندوں میں باہمی نصرت و امداد قائم ہوجائے۔ ایک دوسرے کا کام بنانے میں باہمی امداد کریں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت حدود الٰہی کی رعایت۔ پابندی احکام۔ اور نفرت از نواہی یہ سب نصرت کے معنی میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بندہ کو نصرت کے معنی تو صاف اور واضح ہیں۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (توبہ ع ۶)	اگر تم رسول کی مدد نہیں کرتے۔ تو اللہ نے تو اس کی مدد اس وقت ضرور کی۔ جب کافروں نے اُسے نکال دیا تھا۔ اور اُس وقت رسول دو میں سے دوسرا تھا۔ اور وہ دونوں غار کے اندر تھے ؛

یہ نصرت الٰہیہ کا نمونہ تھا۔ کہ نبی و صدیق دونوں غار کے اندر ہیں کفار سر پر آگئے ہیں۔ حتی کہ صدیق و رسول اُن سب کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر ان دونوں کو دیکھنے سے سب کی آنکھیں کور ہیں۔ ڈیڑھ ہزار فٹ کی بلندی کے پہاڑ پر تو سب چڑھ آئے ہیں۔ مگر دس فٹ کی گہرائی سے غار کو کوئی بھی تاک جھانک کر نہیں دیکھتا۔ عنکبوت کا دہن غار پر جالا تن دینا خواہ روایتہً کیسا ہی ضعیف ہو۔ مگر قدرت الٰہیہ کا خود اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دینا تو بالکل صحیح ہے۔ اور یہ معجزہ کی اعلیٰ قسم ہے۔ اوٹ کی چیز کا نظر نہ آنا معمولی بات ہے۔ مگر اوٹ نہ ہو۔ اور صحیح و تندرست آنکھ سامنے کی چیز کو

Marfat.com

نہ دیکھ سکے۔ نصرتِ الٰہی کی واضح مثال ہے۔

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا (نصر)	جب اللہ کی نصرت اور فتح پہنچی اور آپ نے دیکھ لیا۔ کہ اللہ کے دین میں سب ہی اقسام کے لوگ فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔

اہل دنیا کی فتح حاصل کرنے کا نتیجہ کسی ملک کا قبضہ میں آجانا۔ چند نفوس کا داخل رعایا ہو جانا ہوتا ہے۔ مگر نصرت و فتح ربانی کا نتیجہ منکرین کے دلوں میں محبت کا داخل ہو جانا۔ قفل زدہ قلوب کا کھل جانا۔ دین الٰہی کا دلوں پر قابض ہو جانا ہے۔ وہ نصرتِ الٰہی اور فتح ربانی جو سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھی۔ اُسی کا نتیجہ تھا۔ کہ الناس یعنی نوع بشر کی مختلف اصناف میں دین الٰہی داخل ہو گیا تھا۔

یہود کو دیکھو۔ کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔ امام یہود کے علاوہ مندرجہ ذیل سرداران یہود بھی غاشیہ بردار اسلام ہیں:

شمعون بن یزید۔ عبد الرحمن بن زبیر۔ کعب بن سلیم۔ مازن بن غضوبہ عطیہ رضی اللہ عنہم

نصاری کو دیکھو۔ کہ عدی بن حاتم۔ عروہ بن مسعود بن اوس۔ عمرو بن المسیح بن کعب۔ قیس بن حجادر۔ ہلب الطائی۔ ابو مریم نذیر غسانی وغیرہ

ابناء فارس میں	فیروز دیلمی۔ باذان۔ سلمان پارسی۔
فرزندان حبش	بلال بن ریاح۔ نابل حبشی۔ ابو ایمن وغیرہ۔ اصمعہ شاہ حبش۔
اہل روم	صہیب رُومی۔ باقوم افریقی۔
اہل قبط	جبیر بن عبد اللہ
اہل عک	بشیر بن جابر

Marfat.com

اہل نمیر	قرہ بن دعموص - نمر بن تولب العکلی -

اہل حضرموت	عبدالرحمٰن بن عائش - مخرمہ بن شریح -

اہل یمامہ	ثمامہ بن اثال

بہت بہت لوگ ہیں - کہ نصرتِ الٰہیہ نے ان کو دربار محمدی میں حاضر کر دیا تھا - اور اس سے واضح ہو جاتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ کی نُصرت وہ کام کرتی ہے - جو زر و مال - قوت بازو - فکر و تدبیر سے ہرگز ہرگز پورے نہیں ہو سکتے ؎

یہ نصرت الٰہیہ تھی - جس نے شب تار میں اہل یثرب کے چند نفوس کو اقتباس انوار کا موقع عطا فرمایا - اور وہ آئندہ کے لئے انصار - اور اُن کا شہر مدینۃ الرسول کے نام سے مشہور ہوا ؎

اللہ تعالیٰ نصیر ہے - اور اُس کی نُصرت کا ظہور بشکل ہدائت ہوتا ہے - وَکَفٰی بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا۔

اللہ تعالیٰ ہی نصیر ہے - اور اُس کی نُصرت بشکل ولائت دستگیر عباد ہوتی ہے ؎

اللہ تعالیٰ ہی نصیر ہے - ظالم و مشرک - نافرمان و سرکش اِس نُصرت سے محروم رہتے ہیں ؎

اللہ تعالیٰ ہی نصیر ہے - اور مومنین کی نُصرت کو اُس نے حق لازم بنا دیا ہے - وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (روم)

اللہ تعالیٰ ہی نصیر ہے - اُس کی نصرت سینہ کھول دیتی ہے - قلب میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے - اطمینان و سکون کا نزول ہوتا ہے - سکینہ کا تمکن ہوتا ہے - مصائب دنیا نگاہ میں خفیف ہو جاتی ہیں - اعتماد و وثوق

Marfat.com

فرشتے بن کر اہل ایمان میں ثباتِ قدم اور قرارِ دل پیدا کرتے ہیں۔ فتح مبین نصر عزیز اہل ایمان کے یمین و یسار کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اس وقت کمزور سے کمزور بندہ ایسے ایسے نمایاں کام کر گذرتا ہے۔ جس کے سر انجام دینے سے بڑے بڑے شاہ و حکمران عاجز ہوتے ہیں۔

اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی نصرت و رعائت کا ملتجی رہے۔ کشود کار اُسی کے ہاتھ میں سمجھے۔ یہ دعا یاد کر لینی چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیٰوۃَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْرًا لِّیْ

یا اللہ جو کچھ تو نے مجھے علم دیا ہے اُس سے نفع بھی عطا کر۔ اور جو چیز میرے نفع کی ہو۔ اُس کا علم عطا کر۔ اور مجھے علم میں ترقی دیا کر۔ ہر حالت میں اللہ کا شکر ہے۔ اور جہنمیوں کے حال سے اللہ کی پناہ ہے۔ یا اللہ اپنے علم غیب اور قدرت کی طفیل مجھے زندہ رکھ۔ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو۔ مجھے وفات دے۔ جب تیرے علم میں وفات میرے لئے بہتر ہو۔

(۸۲) اَلْاِلٰہُ

اللہ تعالیٰ کا اسم جلالت اَللّٰہ ہے۔ لیکن اِلٰہٗ بھی اُسی کا ذاتی نام ہے بعض نے تو لفظ اللہ پر بحث کرتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ اس پر الف و لام تعریف داخل شدہ ہے۔ گو اب کثرتِ استعمال سے وہ خود نفس کلمہ بن گیا۔ لہذا ثابت ہؤا۔ کہ "الٰہ" ہمارے مالک کا ذاتی اسم ہے۔

Marfat.com

کلمہ طیبہ میں اور دیگر اکثر مقامات پر اس اسم کا استعمال بحالت نفی ہؤا ہے۔ غور کرو:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ	نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔
وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَر (ذاریات ۱)	اللہ کے ساتھ کسی اور کو الہ نہ ٹھراؤ۔
الٓمٓ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (آل عمران)	نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔

لیکن بحالت اثبات بھی اس اسم پاک کا استعمال قرآن حمید میں بکثرت ہوا ہے اور اسی لئے ضروری ہے۔ کہ اسماء حسنے کے ذیل میں اس کا جداگانہ شمار رکھا جائے۔

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (بقرہ، ابراہیم، نحل)	تمہارا الہ تو وہی واحد الہ ہے۔
وَھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ (زخرف ۹)	وہی ہے۔ جو آسمان میں الٰہ ہے اور جو زمین میں الٰہ ہے ؛
لَآ اِلٰہَ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ	الہ تو ہے۔ تیرے سوا اور کوئی الہ نہیں ؛
نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ (بقرہ ۱۶)	تیرے الٰہ کی اور تیرے آباؤ اجداد کے الٰہ کی ہم عبادت کیا کریں گے ؛

اس اسم کے خصائص میں سے ہے۔ کہ عبادت۔ دعوت۔ وحدت کو اس سے خاص تعلق ہے۔ جہاں کہیں یہ اسم ہو گا۔ صفاتِ بالا میں سے کسی نہ کسی صفت کا ظہور اُس جگہ ضرور ہو گا۔ اس اسم سے تخلق پیدا نہیں ہو سکتا البتہ تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ تعلق پیدا کرنے کے لئے اول اعتقاد وحدت ضروری ہے۔ پھر دعوت ہو۔ تو اسی نام کی ہو۔ عبادت ہو تو اسی نام کی۔ یہ اسم پاک تفرید و توحید میں ایک خاص شان رکھتا ہے۔ شرک جلی تو کیا شرک خفی بھی اس کی بارگاہ میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ توحید اور وہ بھی نہایت خالص

Marfat.com

تفرید۔ اور وہ بھی نہائت صادق جب بندہ کو حاصل ہو جائے۔ تب اس پاک اسم کے انوار متجلّی ہوتے ہیں۔ بندہ کی انانیت گم ہو جاتی ہے۔ اور عبودیت وضوح تام کے ساتھ نمایاں ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد عرفان صحیح اور یقین تام کا فیضان شروع ہو جاتا ہے۔ اور انہی دو شہپروں کے ساتھ بندہ کو ترقی پر ترقی۔ عروج پر عروج ملتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ عبد کامل امام الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا تاج اُسے پہنا دیا جاتا۔ اور وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کے تخت پر متمکن کر دیا جاتا ہے۔

مبارک ہے وہ انسان۔ جسے اللہ تعالیٰ ایسا فائز المرام فرمائے۔

۸۳ اَلْعَلَّامُ

قرآن مجید میں تین جگہ (مائدہ۔ توبہ۔ سبا) میں آیا ہے۔ اور ہر سہ جگہ باضافت عَلَّامُ الْغُيُوْبِ فرمایا گیا ہے۔ باب اول میں اسم العلیم ۱۹ کی شرح موجود ہے۔ عَلَّامْ۔ علم سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور علیم صفت مشبہ کا۔

اب یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صفت مشبّہ یہ ہے۔ جس کا تعلق مطلقًا ذات و وصف سے ہوتا ہے۔ اور اس میں زمان و مکان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ اس لئے صفت مشبّہ میں استقرار و دوام ہوتا ہے۔

فَعِيْل صفت مشبّہ کے اوزان میں سے ہے[1]۔ مبالغہ میں موصوف کا اس صفت سے بکثرت موصوف ہونا مراد ہوتا ہے۔ فَعَّال اور ان مبالغہ میں سے ہے۔ اور عَلَّام جو اس کے وزن پر ہے۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ صفتِ علم کا

---

[1] صفت مشبّہ عموماً ابواب ثلاثی مجرد سے آتی ہے۔ ہاں اگر دالیت فعل کسی رنگ۔ یا عیب۔ یا علیہ پر ہو۔ تب صفت مشبّہ کا بوزن افعل ہونا ضروری ہوتا ہے۔ دیکھو اسود۔ اعرج۔ ابلج۔

Marfat.com

رب العالمین کی ذات پاک کے ساتھ بکثرت ارتباط ہے۔

لہذا علیم اور علّام بالاستقلال دو اسم ہوئے۔

اسم علّام کا غیوب کی طرف مضاف ہونا دراصل معنی علم کا وضوح ہے

اللہ تعالیٰ کا علم نہ محتاج مادہ ہے اور نہ مفتقر معلوم ہے۔

اہل منطق علم کی تقسیم تصور و تصدیق پر کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا علم تو نہ حدوث کیفیت پر ہے اور نہ اثر معلوم کے حصول پر۔ اُس کے علم پر اتحادِ معلوم لازم نہیں آتا۔ وہ شائبہ اکتساب سے پاک تر ہے۔ اور اس لئے ماضی و حال و استقبال پر اُس کا علم یکساں ہے۔ انسان کا عالم اشیاء موجودہ و غائبہ کے ساتھ جداگانہ نسبت رکھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ایسی تفوق و تجدید سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر ایمان لانا لازم ہے۔

سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا کی تلاوت انسان پر افادہ علوم بھی کرتی ہے۔ اور اُس حیرت و ضلالت سے بھی رہائی دلاتی ہے۔ جو علم کی بحث میں منطقیون۔ اور غلاسفروں وغیرہ کو لاحق ہوتی ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ اپنے باطن کو علّام الغیوب کے لئے کم از کم اتنا درست تو بنا لیں۔ جتنا اپنے ظاہر کو ہمجنسوں کی نظر ظاہر بین کے سامنے درست بنا لیا کرتے ہیں۔

(۸۴) اَلْقَاهِرُ

قہر کے معنی غلبہ و چیرگی ہیں۔ اور قاہر پہاڑ کی بلند ترین چوٹی کو بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ قاہر ہے۔ کیونکہ اُسے تمام مخلوق پر غلبہ تام حاصل ہے ؛

اللہ تعالیٰ قاہر ہے۔ کیونکہ بلندی ذات اور برتری صفات میں کوئی مخلوق اُس کے برابر کی نہیں ؛

اللہ تعالیٰ قاہر ہے۔ اس کے حکم کے سامنے سب کے سب سرافگندہ و عاجز ہیں ؛

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ۔ وہ اپنے سب بندوں پر غالب ہے۔ اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو غلبہ و طاقت کے وقت ضعفاء پر رحم کرنا چاہیئے۔ ابو درداء صحابی کہتے ہیں کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ عقب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ فرمایا۔ تیرا رب تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ جتنی تجھ کو اپنے غلام پر ہے۔ یہ سُنکر وہ زمین پر گر گئے۔ غلام سے کہا۔ کہ اپنا پاؤں معہ اپنے جوتہ کے میرے رخسار پر رکھ دے۔ تب جاہلیت کی بُو میرے دماغ سے نکلے گی ؛

القہار کی شرح باب اوّل میں پڑھو۔

(۸۵) اَلْغَافِرُ

غَفْر کے لغوی معنی چھپانا۔ ڈھانپنا ہے ؛

محاورہ ہے۔ اِغْفِرْ ثَوْبَكَ فِي الْوِعَاءِ۔ کپڑے کو صندوق میں رکھ دو۔ اُصْبُغْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَغْفَرُ لِلْوَسَخِ۔ کپڑا رنگ لو۔ وہ میل کو چھپا لیتا ہے ؛

مِغْفَر۔ خود آہنی۔ جو سر کو ڈھانپ لے ؛

غِفَارَه۔ وہ رومال جو عورتیں سر پر ڈال لیتی ہیں۔ کہ اوڑھنی کو تیل چکنی نہ ہونے پائے ؛

Marfat.com

غفر ذنوب اللہ تعالیٰ کا گناہوں پر پردہ ڈال دینا۔ ستاری فرمانا۔ معاف کر دینا۔ اعمال نامہ سے دور کر دینا۔

قرآن مجید میں غَافِرِ الذَّنْبِ باضافت صرف ایک مقام پر آیا ہے۔ دیگر مقامات پر غفور۔ و غفار کا استعمال ہوا ہے۔ جن کی شرح باب اول میں ہے۔ ہر سہ اسماء کا فرق بھی اسی جگہ تحریر ہے۔

مغفرت و غفران اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے۔ دنیا میں اقبالِ جرم کے بعد پولیس و عدالت مجرم کو ماخوذ کرتی۔ سزا دیتی ہے۔ رب العالمین بندہ کو جب کہ وہ اعتراف گناہ کرے معاف فرما دیتا ہے۔

وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللهُ | اللہ کے سوا گناہوں کو اور کون معاف کر سکتا ہے؟

(۸۶) اَلْفَاطِرُ

فطر۔ ابداع۔ پیدائش اوّلین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میرے پاس دو بدوی آئے۔ وہ ایک دہنۂ چاہ کی ملکیت کے دعوی دار تھے۔ اُن میں سے ایک بولا۔ اَنَا فَطَرْتُهَا | میں نے اس کا پاڑ کھودا تھا۔

(۲) فِطْرَةَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا | وہ معرفت صحیحہ جو انسان کی بناوٹ میں ہے۔

(۳) فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وہ مالک ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو کسی سابقہ نمونہ کے بغیر بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ فاطر ہے۔ وہی خالق فطرت ہے۔ وہی قانون نیچر کا بنانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فاطر ہے۔ اور اُس کی پیدائش میں ذرا سا بھی فطور نہیں دیکھا جا سکتا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فاطر ہے۔ اُسی نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔ اور اُسی کے حکم سے اِن میں انفطار پیدا ہوگا۔ اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ۔ "جب آسمان میں شگاف پڑجاویں گے"۔

اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا۔ وہی مٹانے والا ہے۔

مخلوق میں سے نہ تو کسی میں آسمان جیسی شئے پیدا کرنے کی طاقت ہے۔ اور نہ کسی میں ایسی شئے کے مٹانے کی قوت۔ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ۔ "میرے مالک کا ہر ایک کام پہلا اور پچھلا"۔ اُس کی کمال و جلال پر دال ہے۔

(۸۷) اَلْمَلِيكُ

مُلک سے ہے۔

مالک اور ملک اور ملیک تین الفاظ ہیں۔ جو متقارب المعنی ہیں۔

مالك مُلک اور مُلک دونوں سے آتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے مالک بلا اضافت نہیں آیا۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ آیا ہے۔ اور اس کی معنی بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرما دئے ہیں۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ	یوم دین وہ ہے۔ جس روز کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ذرا سا بھی کام نہ آئیگا۔ اور اُس روز ساری حکومت اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی۔

مَالِكَ الْمُلْكِ آیا ہے۔ اور اُس کی معنی بھی فرقان حمید میں بتلا دئے گئے ہیں

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ	جسے چاہتا ہے۔ ملک عطا کرتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے۔ ملک لے لیتا ہے۔

Marfat.com

مالک بلا اضافت داروغہ جہنم کا نام بتلایا گیا ہے وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ (زخرف)

مَلِکُ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے آیا۔ اور دوسروں کے لئے بھی

اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ (حشر، جمعہ، طٰہٰ)

بشر کے لئے قَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ بادشاہ نے کہا۔ اُسے میرے پاس لاؤ۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا۔ اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا دیا ہے۔

مَلِیْکٌ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے مستعمل نہیں ہوا۔

مَالِکٌ فاعل ہے۔ مَلِکٌ فعل ہے۔ جو اوزان مبالغہ میں سے ہے۔ اور

مَلِیْکٌ فعیل ہے۔

فَعِیْل میں بمقابلہ فاعل و فعل یہ مزید خوبی ہے۔ کہ اس صفت کا لزوم خود

ذات موصوف سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مَلِیْکٌ ہے۔ کیونکہ اُس کی ملک داری میں کسی دوسرے کو

شرکت حاصل نہیں وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ

اللہ تعالیٰ مَلِیْکٌ ہے۔ کیونکہ ہر شئے کی ملکوت (جان) اُسی کے قبضہ میں ہے

بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ (یس)

اللہ تعالیٰ مَلِیْکٌ ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ چند روزہ حکومت عطا فرما

دیتا ہے۔ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ

اللہ تعالیٰ مَلِیْکٌ ہے۔ اور وہی اپنے بندوں کو نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ اور مُلْکٌ کَبِیْر

عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ مَلِیْکٌ ہے۔ ملائکہ اور ملوک اسی کی ملک ہیں۔

ملک اور ملکوت اُسی کے امر کی تحت میں ہیں۔

اس اسم پاک سے تخلق تو کیا! ہاں تعلق ہو سکتا ہے۔ خود کو اولی الملک میں

Marfat.com

سمجھو۔ اونیٰ غلام سمجھو۔ ہر شے کا مالک حقیقی۔ ہر شخص کا مالک حقیقی اسی کو سمجھو۔ جس کی سلطنت ازل و ابد پر حاوی ہے۔ جو گدا کو تاج پہناتا ہے۔ اور تخت نشینوں کو دم بھر میں خاک ذلت پہ بٹھا دیتا ہے۔ فتعالی اللہ عُلُوًّا کَبِیْرًا

(۸۸) اَلْحَفِیُّ

حَفَا بِہٖ حَفًّا وَحِفْوَۃً وَحِفَاوَۃً۔ وحفایۃً سے ہے۔ کمال مہربانی۔ نوازش فرمائی۔ خوب پرسش حال کی۔ فرحت و سرور کا اظہار کیا۔

حَفِیَّ بروزن غنی ہے۔ اس کے معنی عالم بسیار بھی ہیں۔ اور مہربان بسیار بھی۔

حفی بر و لطیف کا ہم معنی ہے

اللہ تعالیٰ حفی ہے۔ وہ اپنے بندوں پر کمال مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ حفی ہے۔ وہ اپنے بندوں کی پرسش احوال فرماتا ہے۔ وہ خود ہر صبح کو سائلین کو بلاتا۔ درخواست کرنے والوں کو عرض و معروض کا موقعہ دیتا۔ اور دعاؤں کو شرف اجابت بخشتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حفی ہے۔ اُس کے علم نے سب کو گھیر رکھا ہے۔ اُس کے لطف و احسان نے سب کو زیر بار کر دیا ہے۔ وہی بندوں کو افعال خیر پر آمادگی بخشتا ہے۔ اور وہی نافرمان بندہ کے تائب ہونے پر اظہار فرحت و سُرور فرماتا ہے۔

قرآن مجید سے ظاہر ہے۔ کہ اس اسم کا اطلاق خلیل الرحمن سیدنا ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا (سورہ مریم - ۵)

Marfat.com

مگر اسماء حسنٰے میں اِس کا شمار شیخ الاسلام حافظ احمد بن علی بن محمد بن محمد علی بن احمد بن حجر الکنانی النسب ۔ العسقلانی الاصل ۔ المصری المولد رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ نے فتح الباری میں کیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی قَلَّ مَنْ نَبَّہَ عَلٰی ذٰلِکَ جزء ۲۶ صفحہ ۸۲ بھی لکھ دیا ہے ۔ یعنی بہت کم لوگ ہیں ۔ جن کو اس اسم کی آگاہی ملی ۔

میں نے اس فہرست میں حافظ ممدوح کی اِس تدقیق و تلاش سے استفادہ کیا ۔ اور اس اسم پاک کو یہاں درج کر دیا ۔

(۸۹) اَلْمُحِیْطُ

خوطت حزم و ہوشیاری

اِحَاطَۃٌ ۔ اِس کا استعمال اجسام کے لئے بھی ہے ۔ مثلاً اُحُطْتُ بِمَکَانِ کَذَا ۔ فلاں جگہ کو گھیر لیا ۔ دیوار کو اس لئے حائط بولتے ہیں ۔

پھر اس کا استعمال حفاظت کے معنی میں بھی آتا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْئٍ مُّحِیْطٌ یعنی اللہ تعالےٰ نے اُس کی حفاظت جمیع جہات سے کر رکھی ہے ۔ اِس کا استعمال علم کے لئے بھی ہوتا ہے ۔ فرمایا اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْئٍ عِلْمًا ۔ فرمایا ۔ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْط ۔ ہاں احاطت بالعلم کے معنی یہ ہیں ۔ کہ اُس شے کے وجود ۔ و جنس ۔ اور کیفیت و غرض اور مقصود ایجاد اور نتیجہ واثر کی کامل واقفیت ہو ۔ یہ ظاہر ہے ۔ کہ مخلوقات کے متعلق علم کی یہ وسعت یہ فراوانی صرف رب العالمین کو حاصل ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی اگر ایسا ادّعا کرتا ہے ۔ تو وہ جھوٹا کہلاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ محیط ہے۔ کیونکہ وہ اپنی تمام مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے۔ وہ تمام مخلوق پر اقتدار کلی رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے۔ اور وہ ہر شے کی پیدائش۔ غرض پیدائش۔ انجام پیدائش۔ فوائد پیدائش سے آگاہ ہے۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے۔ احاطہ مکانی و احاطہ زمانی سب اُسی کے بنائے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محیط ہے۔ اور اُس کی قدرت کاملہ اُن امور کو سرانجام فرماتی ہے جن پر انسان کو قدرت نہیں وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا مسلمانوں کو ایسی ایسی فتوحات ملیں گی۔ جن کے حصول کی اُن کو قدرت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار میں سب کچھ ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ اجسام و ارواح اور اعمال پر اللہ تعالیٰ ہی کو محیط سمجھیں۔

لازم ہے۔ کہ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ کی بدترین حالت سے خود کو بچائیں یہ کیفیت اُس وقت طاری ہوتی ہے۔ جب انسان ارتکابِ گناہ میں دلیر ہو جاتا ہے۔ گناہ پر گناہ کئے جاتا ہے۔ اور دل پر ظلمت بالائے ظلمت بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ خطیئات ہی اُسے ہر چہار اطراف سے گھیر لیتے ہیں۔ اب اُس کا جاگنا۔ سونا۔ اُٹھنا۔ بیٹھنا سب کچھ گناہ کی فضا میں ہو جاتا ہے۔ معاذ اللہ مِنْهَا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ	الٰہی مجھے بخش دے میری اُن خطاؤں کو بخش دے جو پہلے کیں اور پیچھے کیں کھلی کیں یا چھپی کیں تو سب کچھ جانتا ہے تو ہی پہلے تھا اور تو ہی آخر رہیگا تیرے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔

Marfat.com

(۹۰) اَلْمُسْتَعَانُ

عَوْن سے ہے۔ جس کے معنی مدد و حمایت ہیں ؛

استعانت مدد مانگنا۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (سورہ فاتحہ) | خاص تیری ہی عبادت ہم کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد ہم چاہتے ہیں ؛

استعانت اور معاونت میں فرق ہے۔ معاونت میں وہ امور داخل ہیں۔ کہ مُعِیْن و مُعَان۔ دونوں ایک دوسرے کی اعانت کی احتیاج رکھتے ہوں درزی کو موچی کی ضرورت ہے۔ موچی کو درزی کی۔ کاشتکار کو بزاز کی ضرورت ہے۔ بزاز کو کاشتکار کی۔ یعنی سلسلہ احتیاج بہر دو جانب موجود ہے۔ زید خالد کا کام بناتا ہے۔ اور خالد زید کا۔ یہ سلسلہ عالم مادی پر ختم ہو جاتا ہے استعانت اُن امور میں ہے۔ جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہیں۔ اور اُن کا تعلق صرف قدرتِ الٰہیہ سے ہوتا ہے۔ مصائب کا دور کرنا۔ نوائب کا ہٹانا، عطیۂ انعامات و سعادات۔ مُرادوں کا پُورا کرنا۔ آرزوؤں کا بر لانا۔ گناہان و تقصیرات ماضیہ سے درگذر مستقبل کی اصلاح و فلاح آخرت کی بہبودی۔ دنیا کی سلامتی حیات و ممات۔ عطیہ مال و اولاد۔ کشائش رزق۔ افزائش عمر۔ وغیرہ وغیرہ کی استعانت خاص رب العالمین ہی کا خاصہ ہے۔ اِسی کی تعلیم سورۂ فاتحہ میں دی گئی ہے۔ اور اسی کو بار بار یاد دلانے۔ اور پیش نظر رکھنے کے لئے فاتحہ کو ہر ایک نماز میں اور ہر ایک رکعت میں پڑھنا ضروری و لازمی قرار دیا گیا ہے

جب اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اللہ تعالیٰ کے خاص حقوق میں سے ہُوا تو ضروری ٹھہرا کہ مُسْتَعَان صرف اللہ تعالیٰ ہی کا نام ہو ؛

Marfat.com

یعقوب علیہ السلام کے پاس جب اُن کے فرزند یوسف علیہ السلام کا خون آلودہ کرتہ لے گئے۔ اور ظاہر کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ تب انہوں نے زبان سے بھی کہا تھا۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ؁

اس اسم پاک اور استعانت باللہ کا اثر یہی ہوا کہ بالآخر یوسف یعقوب علیہما السلام کو اللہ تعالےٰ نے ملایا۔ اور یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے اقبال وکامرانی نبوت وحکمرانی کا جلوہ دکھلایا ؛

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کفار عرب کے مقابلہ میں یہ دعا پڑھی تھی

وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے اُن کو وہ کامیابی عطا فرمائی۔ جو کسی نبی کو نہ ملی تھی۔ ذرا الفاظ قرآنی پر غور کرو۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں دعائے یعقوب سے بڑھکر کس قدر قوت ہے۔ کامیابی میں بھی یہی تفاوت جلوہ افگن ہے وہاں ایک یوسف ملا تھا۔ یہاں قوم کے ہزاروں گم شدہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرۃ العین بن گئے تھے ؛

اس اسم پاک کو میں نے قرآن پاک سے حاصل کیا۔ اور پھر میری خوشی کی حد نہ رہی۔ جب مجھے فتح الباری میں یہ لکھا ہُوا ملا۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی اس اسم کو اسماء حسنےٰ میں شمار کیا ہے ؛

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ جملہ امور دنیوی ودینی مادی وروحی میں اللہ تعالیٰ ہی کی جناب سے استعانت حاصل کیا کریں۔ غیر اللہ کی مدد واستعانت شرک جلی ہے۔ اور اکثر مسلمان شرک میں اس لئے آلودہ ہیں کہ وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے معنی نہیں سمجھتے اور سمجھنے پر مائل نہیں ہوتے ؛

یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حق بندہ پر دو ہیں۔ عبادت اور استعانت جو کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے ان حقوق کو کم کرے گا۔ دوسرے کو دیگا۔ دوسرے کو ایسے حق کا اصلی یا حقیقی یا عارضی یا مجازی مالک سمجھیگا۔ وہ شرک کے گہرے گڑھے میں گر جائے گا۔ اعاذنا اللہ منہا

تراکہ از دگران ست استعانت عمر زبان کذب بایاک نستعین عشائے

استعانت غیر کا خیال عموماً مصیبت۔ بیچارگی۔ غمزدگی میں ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہم کو بتلا دیا ہے۔ کہ ایسے اوقات واحوال میں استعانت من اللہ کا طریق کیا ہے۔

فرمایا۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ مصیبت کے وقت انسان کو لازم ہے۔ کہ قلب کی حفاظت کرے۔ اور اُن نعمتوں کو یاد کرے۔ جو اس مصیبت کے مقابلہ میں بہت زیادہ اس بندہ کو حاصل ہیں۔ زبان کی حفاظت کرے۔ اور کوئی ایسا کلمہ یا قول زبان سے نہ نکلنے دے۔ جو پروردگار کی ناپسندیدگی کا موجب ہو۔ اور جب بہت ہی گھبراہٹ پیدا ہو۔ تو نماز نافلہ کی نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے۔ اور پورے خضوع وخشوع سے قیام وقعود اور رکوع وسجود کو ادا کرے۔ امید ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُس کی حالت میں نمایاں تبدیلی ہو چکی ہو گی۔ اضطراب۔ بیقراری۔ دور ہو گی ۔ وقار وسکینہ دل پر۔ اور اطمینان زبان پر قابو یافتہ ہونگے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کا جلوہ نظر آجائے گا۔ اور معیت الٰہی خود بخود جملہ امور کا انصرام واہتمام بدقدرت میں سے لے گی۔ اور حالت فَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ سے مبدل شادہ ہو گی۔

حدیث صحیح میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

سے فرمایا تھا۔ اے معاذ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ تو ہر ایک نماز کے بعد
اس دعا کا پڑھنا نہ بھولا کر۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی:۔ اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَیْكَ
الْمُشْتَکٰی وَبِكَ الْمُسْتَغَاثُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ (حزب الاعظم)

(۹۱) الرَّفِیْعُ

رفعت سے ہے۔ رَفِیْع بروزن فعیل ہے۔ یہ وزن فاعل اور مفعول دونوں کے لئے آتا ہے۔ رفیع کے معنی بلندی والا۔ بلندی کا مالک بھی ہیں۔ اور بلندی کا دینے والا بھی۔

قرآن پاک میں اللہ پاک کا نام رفیع الدرجات ہے۔ یعنی وہ جو درجات میں سب سے بالاتر ہے۔

نیز قرآن پاک میں ہے یَرْفَعُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ (مجادلہ۔ ۲) اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بلند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رفیع ہے۔ اُسی نے آسمانوں کو ہمارے سر پر بلند کر دیا ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ۔ (رعد)

اللہ تعالیٰ رفیع ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کو درجات میں بعض بندوں پہ رفعت عطا فرماتا ہے وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ (انعام)

اللہ تعالیٰ رفیع ہے۔ جس نے ادریسؑ کو مکان علیا پر رفعت عطا کی۔

اللہ تعالیٰ رفیع ہے۔ جس نے عیسٰیؑ کو خود اپنی جانب بلند فرمالیا۔

اللہ تعالیٰ رفیع ہے۔ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و محامد کو رفعت و برتری عطا کی۔ کہ ہر ایک اذان و تکبیر میں صبح و مسا حضورؐ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے

Marfat.com

جب کہ کلمہ توحید کا ذکر ہوتا ہے۔

اس اسمِ پاک کے مقابلہ میں مومن کو احکامِ الٰہیہ کی تعمیل بطیبِ خاطر و انشراحِ قلب کرنا چاہیئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو بنی اسرائیل سے اُس وقت تعمیل کا اقرار لے لیا تھا۔ جب کہ طور اُن پر بلند تھا۔ اور یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ اب اُن پر گرا۔ اب گرا۔

(۹۲) اَلْکَافِی

کفائت کے معنی کسی کا پورا کر دینا حسب مراد کام بن جانا ہے۔

اسم کافی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (زمر۔۴) سے بنایا گیا ہے۔ کاف خود بھی فاعل ہے۔ اور اس لئے چند ائمہ نے اسم کاف اور چند نے اسم کافی تحریر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اُسی نے اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَہْزِءِیْنَ کا وعدہ پورا فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کفائت کا جلوہ نمودار کیا۔

مکہ میں مشرکین نے ایک کمیٹی مقرر کر رکھی تھی۔ جس کا کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کا استہزا کرنا تھا۔

حضور کو دیکھ کر کوئی منہ بنانے لگتا۔ کوئی بیہودہ حرکات سے غصہ دلانا چاہتا۔ کوئی کیچڑ پھینکتا۔ کوئی گرد و غبار اُڑاتا۔ کوئی پھبتیاں سناتا۔ کوئی جھوٹی باتیں بنا کر حضور کے برخلاف بیہودہ افسانے پھیلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب سے خود نپٹ لینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور اپنی کفائت کا اعتماد دلایا تھا۔ نتیجہ وہی ہوا۔ کہ استہزا کرنے والے سب ذلیل و خوار اور تباہ و ہلاک ہوئے۔ وہی ہوا جو اللہ عزوجل نے فرمایا تھا۔ اُسی تعلیم نے اشاعت پائی جو سرورِ کائنات کی

Marfat.com

تھی۔ اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اور وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ کا نمونہ بھی اُسی کی کفائت نے دکھلایا ہے۔

اہل ایمان عمرہ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب آئے ہوئے تھے کوہ تنعیم کے دامن میں مصروف نماز تھے۔ کہ ہشتاد کس دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ وہ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ازراہِ احسان والطاف رہا فرما دیا۔ اُن کی جان بخشی اُن کے قبائل میں تحریک اسلام بن گئی۔ نہ جنگ ہوا نہ لڑائی۔ اور دین الٰہی نے ترقی بھی حاصل کر لی۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی کفائت کا نتیجہ تھا۔

اسی موقعہ پر اہل قریش نے جنگ و قتال کا ارادہ کر لیا۔ مسلمان نہ جنگ کے لئے آئے تھے۔ نہ مسلح ہی تھی۔ آخر سفارتانہ تدابیر میں انہی کامیابی ہوئی۔ کہ جنگ رُک گئی۔ قریش کے ساتھ مساویانہ حقوق پر معاہدہ ہو گیا۔ اب پہلا موقعہ تھا۔ کہ قریش نے مسلمانوں کو بحیثیت ایک جماعت و قوم کے تسلیم کیا تھا۔ اس کامیابی کا سبب بھی اللہ تعالیٰ ہی کی کفائت تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کو كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خود اعدا کے دلوں میں محبت ڈال دیتا۔ دل ہی دل میں بڑھتا جاتا ہے۔ اور وہ بالآخر وہی اعدا حضور کے فدائی و شیدائی بن کر حاضر دربار پر انوار ہو جاتے ہیں۔

ہاں اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اور وہ تمام مخلوق اولین و آخرین کا حساب الگ الگ ہر شخص اور پھر ایک ہی وقت کے اندر ایسی آسانی سے لے گا۔ جیسا کہ ہر شخص کو اپنی حکمت سے الگ الگ ہر ایک کو ایک ہی وقت کے اندر رزق بھی پہنچاتا رہتا ہے۔ وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ فرمانا اسی کو شایاں ہے۔

Marfat.com

اہل توحید اللہ تعالیٰ کی ولائت کو سب کی محبت وولا سے زیادہ کافی سمجھا کرتے ہیں۔ اہل توکل اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا وکیل بنانا جملہ تدابیر سے کفائت کنندہ سمجھتے ہیں۔ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے علم وبصر اور اطلاع وخبر کو اعمال صالحہ کی بجا آوری کے لیئے یا افعال قبیحہ سے پہلو تہی کے لئے کافی وافی سمجھ کر دنیا کی جھوٹی رازداری یا ریاکاری سے بچے رہتے ہیں ؛

اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اُسی نے ہماری ہدائت کے لئے ازراہِ رحمت ومرحمت وہ کتاب نازل فرمادی ہے۔ جو جملہ معجزات مادی اور عجوبات حسی سے بڑھ چڑھ کر ہے ؛

جو جملہ علوم سے مستغنی کرنے والی۔ اور انسان کی عقل ودماغ اور قلب وروح کی مقتضیات کے لئے کفائت کرنے والی ہے۔ اس کتاب پر تدبر کرنے والے نہ کسی معجزہ کے طالب رہ سکتے ہیں۔ اور نہ دلیل وبرہان خارجی کے سائل بن سکتے ہیں۔ رب کافی کی ہی کتاب اہل خبرت کے لئے کافی ہے۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ (عنکبوت ع ۲)

اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اُسی کی کفائت مومن کو اس وقت میں تسلی دینے والی ہے۔ جب مسلمان تعداد میں کم۔ زرومال میں کم۔ تدبیر وطاقت میں کم ہوں۔ اور دشمن اپنی تدابیر میں لگا ہوا بھی ہو۔ تب رحمت الٰہی بڑھتی ہے۔ اور فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کا مژدہ سناتی ہے ؛

یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ ہم کو اپنی کفائت اور حمائت میں لے لے۔ ہمارے دنیا وآخرت کے کام اپنی ہی کفائت وولائت سے پورے فرمادے۔ ہمارے عقدہائے لاینحل اپنی ہی کفائت ونصرت سے کھول دے ؛

ترمذی میں روائت ہے کہ ایک مکاتب سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے پاس آیا۔ اور زر فدیہ میں امداد کا خواہاں ہوا۔ فرمایا۔ میں تجھے چند کلمات سکھلا دیتا ہوں۔ جو مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر فلاں پہاڑ (یمن کے کوہ صیر کا نام لیا) کے برابر بھی قرض ہوگا تو اُتر جائیگا وہ یہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ ؎

(۹۳) غَالِبُ

اصل لغت میں غلبہ گردن پکڑ لینے کو کہتے ہیں۔ اسی معنی کے لحاظ سے رَجُلٌ اَغْلَبُ اور اِمْرَاۃٌ غَلْبَاءُ دراز گردن مرد۔ یا دراز گردن عورت بولا کرتے ہیں ؎

یہ ظاہر ہے۔ کہ گردن پکڑ لینے والا ضرور دوسرے پر قابو یافتہ اور مستولی ہوگا۔ اور جس کی گردن پکڑ لی گئی ہے۔ وہ ضرور قابو زدہ اور مقہور ہوگا۔ لہذا قوت و طاقت و استیلا کے معنی میں لفظ غلبہ کا استعمال ہوگیا ؎

غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ	رومی مغلوب ہو گئے ہیں اُس ملک میں جو فلسطین کے قریب تر
سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ	کافر مغلوب کئے جائینگے اور جہنم میں دھکیلے جائینگے

اللہ تعالیٰ کا اسم غالب اس آیت سے لیا گیا ہے۔

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ (یوسف) برادران سنگدل نے معصوم یوسف کو کنار پدر سے جدا کیا۔ اور چاہِ عمیق میں دھکیل دیا تھا۔ اور بزعم خود اُن کی زیست کا خاتمہ کر دیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے حسد و جلن کو اُن کے لئے گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے کا سبب بنایا۔ چاہ میں گرائے جانے کو قافلہ مصری تک پہنچانے کا سبب بنایا۔ چار سو مصر میں خرید و فروخت کو

عزیز مصر کے گھر میں عزت و آرام رہنے کا سبب بنایا۔

عصمت و پاکبازی پر استقامت کا نتیجہ بظاہر زندان نظر آتا تھا۔ وہ زندان بھی چاہ کنعان بنا۔ علم تعبیر کا استفادہ ساقی نے اٹھایا۔ اسی کے ذریعہ سے بادشاہ کی تعبیر کرنے کا صدیق علیہ السلام کو موقعہ ملا۔ وہی تعبیر خواب اُن کے فرمان فرمائی و حکمرانی کا سبب ٹھہری۔

کجا یوسف اور کجا مصر۔ کہاں ان کی بکریاں چرانے والے بھائی۔ اور کہاں جلوس فرمائی تخت یوسف۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ علیٰ اَمْرِهٖ کی شان ایسے مناظر میں نظر آیا کرتی ہے۔

عمر فاروق کی جب خلافت راشدہ نہائت عروج پر تھی تو اک روز وادی مکہ میں سے گزر رہے تھے۔ فرمایا۔ میں لڑکپن میں یہاں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ وہ ایک درشت خو الشان تھا۔ بات بات میں سختی کیا کرتا۔ مجھے اُس کی خفگی کا ڈر رہتا۔ آج اسلام کی برکت سے عمر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی غالب ہے۔ اور فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (مائدہ) کا فرمودہ بالکل سچ ہے۔ اللہ کی فوجیں ہی غالب رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ اور لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِس کا کلام صادق

"کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے"

صداقت کا معارضہ کرنے والے۔ ایمان باللہ سے عداوت رکھنے والے اپنے سازوسامان۔ اور ظاہری شوکت و شان پر بھروسہ کر کے بڑے غرور اور تکبر کے لہجہ میں کہا کرتے ہیں لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ۔ آج تم سے اوپر والا کوئی نہیں۔ مگر قدسی آواز سے فوراً جواب ملتا ہے۔ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (صافات) کہ اللہ ہی کی فوجیں غلبہ پا کر رہیں گی۔

افسوس ہے۔ کہ مسلمان حزب اللہ کے معنی بھول گئے۔ افسوس ہے۔ کہ اسم غالب کے تحت میں اُنھوں نے غلبہ و برتری کے حصول کی تمنا کو بھی ترک کر دیا۔ ورنہ مسلمان دنیا میں کبھی ایسے خوار و زبون نہ ہوتے ؀

جب تک انسان خود اپنے نفس کو احکام الٰہیہ کے سامنے مغلوب نہیں بنا لیتا۔ جب تک انسان رب غالب کے غلبہ کے تحت میں اپنی گردن کو اسلام کے سامنے نہیں جھکا دیتا۔ اس وقت تک یہ تصور۔ یہ تمنا۔ یہ آرزو کہ وہ بھی دنیا میں گردن افرازرہ سکتا۔ اور سر افراز بن سکتا ہے۔ صرف واہم و خیال ہی ہے ؀

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اسم ہٰذا سے تخلق و تعلق پیدا کرنے کی ہمت و توفیق عطا کرے ؀

(۹۷) اَلْمَنَّانُ

مَنّ سے ہے۔ جس کے معنی احسان ہیں (مجمع البحار) یا مِنّت سے ہے (الفرا) مِنّت کی دو اقسام ہیں :۔

فعلی و قولی۔ منت فعلی وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر ہے یعنی جود و عطا۔ اور فضل و احسان گوناگون۔

اور منت قولی وہ ہے۔ جو ہلکے۔ اوچھے لوگ جتایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن اعراب کا ذکر فرمایا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے وہ کہتے تھے۔ کہ ہم مومن ہیں۔ اور اس قول سے اُن کی غرض یہ تھی۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قدر و منزلت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ یہ لوگ نبی صلعم پر احسان

جتاتے ہیں۔ کہ وہ اسلام لائے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے۔ کہ مجھ پر اپنے اسلام کا کچھ احسان نہ جتاؤ۔

فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔ کہ تو ہمارے ہاں پلا ہے یہیں پرورش پائی ہے۔ اور آج تو ہم پر اپنی فوقیت جتاتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ "یہ کیا احسان ہے۔ جو تو جتا رہا ہے جبکہ تو نے میری قوم کو غلام بنا رکھا ہے"

اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام نے ایک عجیب راز کا انکشاف کیا ہے بعض لوگ ذاتی فوائد پر قومی اغراض کو قربان کر دیتے ہیں لیکن ایسے اشخاص اصول تمدن اور روح تہذیب سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ذلت قومی کے ساتھ عزت شخصی کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں۔ صرف اپنے حلوے منڈے سے غرض رکھنا اور قومی اغراض و فوائد کو زیر نظر نہ رکھنا بدترین حیوانات سگ و خنزیر کے خواص میں سے ہے۔

مِنّت کے معنی بھی لغت میں احسان عظیم ہیں۔

لہٰذا مَنّان وہ ہے۔ جس کے احسانات عظیم جملہ مخلوق پر ہیں۔

مَنّان وہ ہے۔ کہ اُس کے احسانات کے بار کثیر سے تمام مخلوق دبی ہوئی ہے۔

مَنّان وہ ہے۔ جو اپنے مَنّ و کرم سے مخلوق کو اسلام کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

مَنّان وہ ہے۔ جس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

(آل عمران ع ۱۷)

Marfat.com

مَنّان وہ ہے۔ جس نے مسلمانوں کو اسیران جنگ کے ساتھ بھی احسان
اور سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ قرار دیا کہ اسیرانِ جنگ کو یا تو از راہ احسان و
عطا چھوڑ دیا جایا کرے۔ یا فدیہ لیکر اُن کو رہا کر دیا جایا کرے۔ جب اس حکم کے
مقابلہ میں آپ ویداور ژند اور بائبل کے احکام کو دیکھیں گے۔ جن میں دشمنوں
کو ایک قلم فنا کر دینے، قتل کر دینے۔ جلا ڈالنے کی تاکید ہے۔ تو بخوبی اندازہ
ہو سکے گا۔ کہ اسلام کا رب منّان کس قدر فضل و رحم و احسان والا ہے۔

یہ حکم سورۂ محمدؐ میں موجود ہے۔ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً تفسیر خازن میں
اس آئت کے تحت میں ہے۔ کہ بعض نے اس آئت کو منسوخ بتلایا ہے۔ مگر اکثر
علماء کا مذہب یہ ہے۔ کہ آئت محکم ہے۔ اور اسی کو ثوری و شافعی احمد و اسحٰق
نیز حسن و عطا و ابن عباس کا مذہب بتلایا ہے۔ اور طحاوی کے حوالہ سے امام
ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی لکھا ہے۔ کہ فدا سے مطلب قیدیوں کا قیدیوں سے
تبادلہ کر لینا ہے۔

الغرض اس حکم کی موجودگی اللہ تعالیٰ کے مَنّان ہونے پر دلیل قوی ہے
بندہ کو لازم ہے۔ کہ منت و سپاس کو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مقدس کا خاصہ
سمجھے اور اس شعر کا مطلب بخوبی ذہن نشین کر لے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمے کنم   منت ازو شناس کہ بخدمت گذاشتت

اجر غیر ممنون کا مستحق وہی منت شناس ہے۔ جو جملہ نعم ظاہری و باطنی کو اللہ
تعالیٰ ہی کی جود و عطا اور فضل و کرم کا نتیجہ سمجھتا ہے وَلَهُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّة

(۹۵) اَلْجَلِیْلُ

یہ نام قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن ذوالجلال آتا ہے اور غالباً یہی اس کا ماخذ ہے

Marfat.com

لغت میں جلّ جلالہٗ وجلالۃً - کلاں سال - آزمودہ کار - بزرگ ہونے کو استعمال کرتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اسم بطور علم اس لئے ہے کہ وہ عظمت ذاتی کا مالک اور جلالت نفسی اسی کے لئے ہے ۔

بعض علماء نے بتلایا ہے۔ کہ

اسم کبیرؔ کمال ذاتی پر ۔

اسم جلیلؔ کمال صفاتی پر دال ہے ۔

اور اسم عظیم ہر دو معانی کا جامع ہے ۔

روائت ابن ماجہ میں اللہ تعالیٰ کا اسم جمیل بھی آیا ہے۔ اس وقت جلیل کے معنی یہ ہونگے کہ وہ صفات قہریہ کا مظہر ہے۔ اور جمیل کے معنی کہ وہ صفات لطفیہ کا ظہور فرماتا ہے ۔

امام ابن القیم نے ذوالجلال والاکرام کے معنی میں لکھا ہے۔ کہ جلال ہم کو ادب سکھلاتا ہے اور اکرم ہم پر ابواب محبت کشادہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اس کے ہیبت بھی ہر وقت پیش نظر رکھی جائے اور اُس کی محبت بھی ہر وقت دل میں قائم رہے ۔

جو شخص اسم جلیل سے تخلق پیدا کرنا چاہے۔ اُسے لازم ہے۔ کہ جلال الٰہی کے تصور میں خود کو مستہلک و مضمحل سمجھے۔ رب العالمین کے نام اور ذات کی عزت کرنے کا خوگر بنالے۔ اور اپنے اقوال و افعال میں تمکین و وقار سے رہے۔ ادنیٰ لوگوں سے شفقت اور پیار کا معاملہ کرے ۔

Marfat.com

(۹۶) اَلمُحْیِیْ

احیاء سے ہے۔ جس کے معنی زندگی دادن ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی محیی ہے۔ جس نے حیات کو پیدا کیا۔ جس نے روح کو پیدا کیا۔ جس نے روح کو اجسام کے ساتھ پیوند کیا۔ ارواح مجردہ۔ نفوس ناطقہ قوائے نامیہ۔ اجسام متوالدہ میں جو زندگی ہے۔ وہ اُسی کی بخشی ہوئی ہے۔

وہی ہے۔ جو قلوب کو حیات بخشتا ہے۔ وہی ہے۔ جو نسمہ سے نسمہ کو نکالتا ہے۔

وہی ہے۔ جو حیات علمی۔ حیات ایمانی۔ حیات عرفانی عطا فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔

(۱) ھُوَالَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (مومن)	حیات بخشنے والا۔ اور موت دینے والا وہی ہے۔
(۲) کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا (روم)	دیکھو زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد کیسی زندگی دی۔

کہر سالی کے موسم میں جب زمین سے نباتات گم ہو جاتی ہیں۔ جب نشو و نما کی طاقتیں جاتی رہتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے۔ پھر مردہ میں زندگی ڈال دیتا ہے۔

(۳) اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ (انعام ۱۳)

ایک شخص جب بحالت کفر ہوتا ہے۔ تو وہ مُردہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایمان ڈال دیتا ہے۔ تو زندہ ہو جاتا ہے۔ آثار حیات پدیدار ہو جاتی ہیں۔ ثمرات حیات سے متمتع ہونے لگتا ہے۔ ہاں

اللہ تعالیٰ مُحیی ہے۔ اُسی نے سب کو حیات سے بہرہ ور بنایا۔

اللہ تعالیٰ محیی ہے۔ اسی نے عدم کو وجود بخشا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ محیی ہے۔ وہی مردہ زمین میں پھر نشوونما کی طاقتیں پیدا کرتا ہے۔ وہی قلوبِ مردہ کو زندگی دیتا ہے،

اللہ تعالیٰ محیی ہے۔ اور اسی نے بیج کو درخت اور بیضہ کو پرند۔ اور نطفہ کو حیوان بنایا ہے،

اللہ تعالیٰ ہی محیی ہے۔ کہ حیاتِ علمی۔ حیاتِ ایمانی۔ حیاتِ عرفانی سے اپنے عبادِ مُخلصین کو حصہ وافر عطا کرتا ہے،

اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو حیات و موت کے نمونوں پر غور کرنا اور اُس سے سبق عبرت لینا چاہیئے،

(۹۷) اَلْمُمِیْتُ

مَوت سے ہے۔

موت بچند معانی ہے۔

(۱) وہ حالت عدم۔ جو قبل از پیدائش تھی۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ	تم مردہ تھے۔ پھر تم کو زندہ کیا۔ پھر مارے گا۔ پھر زندہ کردیگا۔ ایسے مالک سے کفر کیونکر کرتے ہو،

(۲) وہ حالت عام جو حیات کے بعد زندوں پر طاری ہوتی ہے۔ فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ (ب) فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ خدا نے اُسے سو سال تک مردہ رکھا،

(۳) ہلاکت رساں حالت وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ (ابراہیم ۲) اُسے ہر طرف سے موت آئے گی۔ مگر مرے گا نہیں،

(۴) کبھی نیند کو موت سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اور وجہ تشبیہ زوال حرکت اور زوال عقل ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا

Marfat.com

وَاِمَاتَتِنَا۔" اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہم کو زندہ کیا۔ بعد اُس کے کہ ہم کو موت دی تھی"

اللہ تعالیٰ ممیت ہے۔ کیونکہ وہی حیات وموت کا مالک ہے

اللہ تعالیٰ ممیت ہے۔ اور موت اس کی مخلوق ہے

اللہ تعالیٰ ممیت ہے۔ اور ملک الموت اسی کے احکام کی تعمیل کرنے والا ہے

اللہ تعالیٰ ممیت ہے۔ اور موت وحیات پر اُسی کا قادرانہ حکم نافذ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ممیت ہے۔ اور موت کو اُس کے دامن جلال تک پہنچنے کا یارا نہیں

اس اسم سے تخلق والوں کو لازم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی کو محیی و ممیت سمجھیں۔ اسی کو حیات وموت کا مالک سمجھیں۔ اُسی کو مالک سمجھنے کے معنی یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی زبان سے بیان فرمائے ہیں۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ۔ میری نماز۔ میری قربانی۔ میرا جینا میرا مرنا اللہ کے لئے ہے۔ جو رب العالمین ہے۔ اور مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے

اللہ کے لئے جینا۔ مرنا ان لوگوں کا ہے۔ جو اتباع ہوا نہیں کرتے۔ جو بندۂ درہم و دینار نہیں بن جاتے۔ جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جیتے ہیں۔ جو یاد الٰہی میں مرجاتے ہیں

(۹۸) اَلْوَارِثُ

وَرِثَ یَرِثُ وَرْثًا وَاِرْثًا۔ وَ۔ اِرْثَۃً۔ وَرِثَۃً۔ وِرَاثَۃً وَتُرَاثًا۔ وَرِثَ کسی ایک کے پاس دوسرے کی چیز کا اس کی موت کے بعد

منتقل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے وارث کا اطلاق اس لئے ہے۔ کہ ہر ایک سلطنت کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ جب کسی لاوارث کی کوئی جائداد رہ جاتی ہے تو اُس کی ملکیت سلطنت کی طرف منتقل ہوتی ہے۔

ایسے حالات ہیں جب کہ کوئی قوم ساری کی ساری تباہ کردی گئی ہو۔ تو اس کی وراثت سلطنت الٰہیہ کی طرف منتقل ہوگی۔ اور جب کل عالم کے عارضی مالک اپنی اپنی ملکیتوں کو چھوڑ کر خاک فنا میں سو رہے ہونگے۔ تو ظاہر ہے کہ رب العالمین ہی کو اُن کی وراثت حاصل ہوگی۔

لفظ کا اطلاق عرف عام میں ہے۔ ورنہ رب العالمین ہی خود مالک الملک ہے۔ جو لوگ ملکیتوں کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ درحقیقت یہ وہ غلام ہیں۔ جو آقائے حقیقی کے لطف سے انتفاع عارضی کی بہاریں لوٹ رہے ہیں۔

سورہ قصص ع ۶ میں ہے۔ کہ بہت ایسی متکبر قومیں گذری ہیں۔ جن کو اللہ پاک نے تباہ کردیا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ اور ہم ہی ان کے وارث بنے۔

سورہ حجر ع ۲ میں ہے وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ

ہم ہی زندہ کرتے ہیں۔ ہم ہی مارتے ہیں۔ اور ہم ہی وارث املاک ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قصص و حجر میں دو ہی مقام پر اپنی ذات کے متعلق یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور دونوں ہی مقام پر نَحْنُ الْوَارِثُونَ بصیغہ جمع فرمایا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ شہنشاہی بان میں تکلم فرمایا گیا ہے۔ الوہیت واحدیت و صمدیت کی زبان میں واحد صیغہ کا۔ اور شہنشاہی زبان میں صیغہ جمع کا استعمال ہوا کرتا ہے۔

لفظ وراثت میں مال و اسباب مردہ کی سنبھال بھی داخل ہے۔ اور علم المیراث کے حصص کی تقسیم جو ½ و ⅓ و ¼ یا ⅙ و ⅔ و ⅛ پر کی گئی ہے۔ وہ اسی وراثت

کے متعلق ہے۔

لفظ وراثت میں منصب روحانی کی جانشینی بھی داخل ہے۔

قرآن مجید میں ہے وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ۔ یعنی داؤد علیہ السلام کا وارث سلیمان علیہ السلام ہوا۔ بائبل سے ثابت ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام ۳۶ پسران و دختران کے والد تھے۔ ان میں سے ۳۵ کو وارث نہ بنانا اور صرف ایک کا نام بطور وارث لیا جانا بتلاتا ہے۔ کہ یہاں وراثت کے معنی منصب روحانی یعنی نبوت ہے۔ چنانچہ داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے نبوت صرف سلیمان علیہ السلام ہی کو ملی تھی۔

زکریا علیہ السلام کی دعاء عطائے فرزند بھی قرآن پاک میں موجود ہے یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ۔ الٰہی ایسا بیٹا دے جو میرا وارث ہو۔ اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ یعقوب علیہ السلام کی آل کے لوگ اُس وقت لاکھوں کی تعداد میں موجود تھے۔ زکریا علیہ السلام کا بیٹا واحد وارث اُن لاکھوں اشخاص کی املاک کا نہ بن سکتا تھا۔ اور اُن لاکھوں کی صلبی اولاد کو محروم الارث نہ کر سکتا تھا۔ لہذا یہاں بھی نبوت ہی کی درخواست کی گئی۔ جو آل یعقوب کا سرمایہ خاص تھا۔ یعقوب علیہ السلام نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر میں یہی فرمایا تھا وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ

یہ نعمت نبوت ہی تھی۔ جو صرف یوسف علیہ السلام ہی کو ملی۔ باقی گیارہ فرزند اُس سے محروم رہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ مال و زر میں

جو حقوق مستحقین کے ہیں۔ اُن کو ادا کرنا ہے۔ مال کو اللہ ہی کا سمجھے دیا ہوا بھی اُسی کا ہے۔ اور آخر میں سنبھالنا بھی اُسی نے ہے ؁

(۹۹) اَلْبَاعِثُ

بعث کے معنی اٹھانا۔ جگانا۔ کسی کو کسی جگہ بھیجنا۔ آمادہ کرنا۔ زندہ کرنا ہیں ؁

اللہ تعالیٰ باعث ہے ؁

اُسی نے عدم محض سے نفوس کو اُٹھایا

وہی ہے جو غافلین کو خوابِ غفلت سے بیدار کرتا ہے۔

وہی ہے۔ جو انسانوں میں حوصلہ ہمت اور بلندیِ عزم پیدا کرتا ہے ؁

وہی ہے۔ جو انبیاء و مرسلین کو مخلوق کی طرف بھیجتا رہا ہے۔ حتّٰی کہ اس سلسلہ کا خاتمہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمادیا

وہی ہے۔ کہ انصاف کے دن اجساد کو زمین سے اُٹھائے گا ؁

(۱)۔ قابیل و ہابیل کے قصہ میں ہے فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا۔ اللہ تعالیٰ نے قابیل کے سکھانے کو ایک غراب بھیجا۔ جس نے ایک مردہ کوّا کے لئے اپنی چونچ اور پنجہ سے زمین کھود دی۔ لاش کو اندر گرا کر اُس پر مٹی ڈال دی ایک قاتل۔ ایک سنگدل۔ ایک برادرکُش ایک سیاہ باطن کے لئے عجیب تنبیہ اور تذلیل تھی۔ کہ کوّے کو اُس کا اُستاد بنایا گیا۔ جو سیاہی کا پتلا اور حرص و طمع کا پیکر اور بیوفائے مجسّم ہوتا ہے ؁

(۲) اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا (بقرہ۔ ۲۵) اللہ نے تم پر طالوت

کو بادشاہ بنا دیا ہے"

(۳) فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ (بقرہ۔ ۲۶) ایسے نبیوں کو اللہ نے بھیجا۔
جو لوگوں کو بشارت سناتے تھے"

(۴) هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا (جمعہ) اللہ وہ ہے جس نے
ناخواندہ لوگوں میں عظیم الشان رسول بھیجا"

(۵) اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ۔ اگر تم کو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے
کا شک ہو"

(۶) اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ (ہود) تم موت کے بعد ضرور اٹھائے
اور زندہ کئے جاؤ گے"

(۷) وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (حج۔۱) اللہ ضرور زندہ کریگا ان کو
جو قبروں میں ہیں"

(۸) عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (اسرائیل۔ ۸) اللہ تعالےٰ
ضرور تجھ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا"

اب یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ باعث ہے۔ کہ صفات بالا اُسی کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔ اسم الباعث بطور اسم قرآن مجید میں نہیں۔ بلکہ یہ اسم ان افعال سے بنایا گیا ہے"

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ تبلیغ کو اپنا شیوہ بنائیں اور احکام الٰہی مخلوق کو پہنچائیں تاکہ اُن کا ایمان رسول اور قیامت پر قائم ہو جائے"

Marfat.com

(۱۰۰) اَلْبَاقِی

بَقِی - یَبْقٰی - بَقَاءً ؛

بقا - کسی شے کا حالت اولین ہی پر پایا جانا - فنا اس کی ضد ہے -

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ (رحمٰن ع ۲)

فانی کے معنی یہی نہیں ہیں - کہ یہ اشیاء اپنے غائت و انجام کے لحاظ سے فانی ہیں - بلکہ فانی کے معنی یہ ہیں - کہ جملہ مخلوق اپنے یوم وجود سے فنا کی طرف جا رہی ہے - فنا ہر ایک جسم میں ہر وقت اپنا کام کر رہی ہے - بچہ پیدا ہوتا ہے - بڑھتا ہے - جوان ہوتا ہے - گھٹنے لگتا ہے - بوڑھا ہو جاتا ہے - فنا ہر وقت اُس کے ساتھ ساتھ اپنا کام کئے جاتی ہے ؛

بقا یعنی حالت اولین پر دوام و قیام صرف رب العالمین ہی کو حاصل ہے ؛

قرآن مجید میں اَلْبَاقِی بطور اسم نہیں آیا - بلکہ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ آیا ہے - اور یہ اسم فعل سے مشتق کر لیا گیا ہے ؛

قرآن مجید میں مومنین کے اعمال صالح کو باقیات صالحات فرمایا گیا ہے (کہف ۵ - مریم ۸)

قرآن مجید میں ہے وَجَعَلَھَا کَلِمَةً بَاقِیَة (زخرف ع ۲) ہم نے ابراہیمؑ کے وعظ توحید کو باقی رکھا ؛

اللہ تعالیٰ باقی ہے - اور دوام ابد اسی کی ذات کے لئے ہے ؛

اللہ تعالیٰ باقی ہے - کیونکہ وہ موت کا خالق ہے - اور کوئی مخلوق اپنے خالق پر غالب نہیں آسکتی ؛

Marfat.com

اللہ تعالیٰ باقی ہے۔ اور ہر ایک شے ہالک ہے ؂

اللہ تعالیٰ باقی ہے۔ اور جو اعمال صالحہ و افعال خیر بندہ کرتا ہے۔ وہ اُن کو بقا بخشتا ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ (النحل ع ۱۰)

اللہ تعالیٰ باقی ہے۔ یعنی دائم الوجود۔ واجب الوجود۔ قائم البقاء

اللہ تعالیٰ باقی ہے۔ کیونکہ جو اشیاء ہم کو نظر آتی ہیں۔ اِن کی بقاء عارضی بھی اُسی کی داد ہے ؂

واضح ہو

کہ اہل تصوف فنا و بقا پر بہت کلام کیا کرتے ہیں۔ ہم مختصراً ذکر کرینگے۔ کہ اِن الفاظ سے اس فن کے ائمہ کی مراد کیا ہے ؂

دستی میں

لی تنگی و فراخی ایک

Marfat.com

باب دوم

اب تک جو ۹۹ نام باب اوّل میں تحریر کئے جا چکے ہیں۔ وہ سب جملہ روایات سے چُن کر لکھے گئے۔ التزام یہ تھا کہ سب نام مفرد ہوں۔ اور قرآنِ مجید میں بطور اسم آئے ہوں۔ یہ التزام پورا نہیں ہو سکا۔ اس لئے چند نام ایسے شامل کرنے ضروری ہوئے۔ جن کو اکثر ائمہ نے مستخرج از قرآن حمید تحریر فرمایا ہے۔

اب باب ہذا میں جملہ روایات کے بقیہ مفرد ۵۲ نام تحریر کئے جاتے ہیں۔ یہ سب اسماءِ حسنٰی ہیں۔ ہم نے بعض کی تفسیر اور بعض کا صرف ترجمہ لکھ دیا ہے ان کا نقشہ اوّل درج کیا جاتا ہے:۔

نقشہ اسماءِ حسنٰی مندرجہ باب دوم

نمبر شمار	حوالہ کتاب	اسم پاک	
۱	ترمذی	اَلْقَابِضُ	
۲		اَلْبَاسِطُ	

الله

خالق پر غالب

نمبر شمار	حوالہ کتاب	اسم پاک	
۷		اَلْحَکَمُ	
۸		اَلْعَدْلُ	
۹		اَلْمُحْصِی	
۱۰		اَلْمُبْدِءُ	
۱۱		اَلْمُعِیْدُ	
۱۲		اَلْوَاجِدُ	
۱۳		اَلْمَاجِدُ	
۱۴		اَلْمُقَدِّمُ	
۱۵		اَلْمُؤَخِّرُ	
۱۶		اَلْمُنْتَقِمُ	
۱۷		اَلْمُقْسِطُ	
۱۸		اَلْمُغْنِی	
۱۹		اَلْمَانِعُ	
۲۰		اَلضَّآرُّ	
۲۱		اَلنَّافِعُ	
۲۲		اَلرَّشِیْدُ	
۲۳		اَلصَّبُوْرُ	
۲۴	ابن ماجہ	رازق	
۲۵	۲	صادق	ں دستی میں
۲۶	۳	جمیل	دلی تنگی وفراخی ایک

Marfat.com

نمبر شمار	حوالہ کتاب	اسم پاک
۲۷	۴	بُرہان
۲۸	۵	شَدِید
۲۹	۶	قَائِم
۳۰	۷	وَاقی
۳۱	۸	المُنِیر
۳۲	۹	القَدِیم
۳۳	۱۰	سامع
۳۴	۱۱	معطی
۳۵	۱۲	تام
۳۶	۱۳	عالم
۳۷	۱۴	ابد
۳۸	۱۵	وتر
۳۹	۱۶	ناظر
۴۰	حاکم از فتح الباری	حنان
۴۱	۲	ناصح
۴۲	۳	مُثِیب
۴۳	۴	مدبر
۴۴	۵	فرد
۴۵		العادل
۴۶	ابوزید از فتح الباری	قابل

ARABIC
PANJAB UNIVERSITY LIBRARY
SECTION

Marfat.com

نمبر شمار	حوالہ کتاب	اسم پاک	
۴۷	امام جعفر صادقؒ	سریع	
۴۸		متفضل	
۴۹		معین	
۵۰		منعم	
۵۱	حافظ ابن حجر	حاکم	
۵۲	مولف	الشافی	

(۱و۲) اَلْقَابِضُ الْبَاسِطُ

قبض تنگی نمودن و بسط فراخی کردن

یہ ہر دو اسماء قرآن مجید میں بطور اسماء مستعمل نہیں ہوئے۔ البتہ آئت قرآنیہ سے اِن کا استخراج ہو سکتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ

اشیاء عالم پر نگاہ کرو۔ قبض و بسط کے نظارے بہت نظر آئیں گے۔ تنگدلی۔ فراخ حوصلگی۔ تنگی رزق و فراخی معیشت۔ تنگی غنچہ و کشودگی گل۔ قبض و بسط ارحام۔ قبض ضوابط۔ و بسط عطا۔ قبض و بسط ارواح۔ قبض و بسط قلوب۔ قبض و بسط باراں وغیرہ وغیرہ ایسے امور ہیں۔ جن میں خود ید قدرت ہی کارفرما ہوتا ہے۔ اہل دنیا بلکہ ماسویٰ کا اُس میں کوئی تعلق کوئی تصرف نہیں ہوتا۔ بہتر ہے۔ کہ ہر دو اسماء پاک کا تعقل ساتھ ساتھ کیا جائے۔ تاکہ ہر ایک کا مفہوم بالمقابل آئینہ میں زیادہ نمایاں نظر آنے لگے۔

ان اسماء سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ نہ فراخ دستی میں اسراف کریں۔ اور نہ تنگ دستی میں دل تنگ ہوں۔ افراد کی تنگی و فراخی ایک

Marfat.com

مصلحت کلیہ کے تحت ہی ہے اور صلاح خاصہ کی حکمت بھی اس بارہ میں کار فرما ہے۔ ہر دو حالت موجب صبر و شکر ہیں۔ اور صبر و شکر ہی وہ دو شہپر ہیں جو طائر ایمان کو عرش رب العلی تک لے جاتے ہیں ؞

(۳ و ۴) اَلخَافِضُ الرَّافِعُ

خفض پست نمودن۔ رفع بلند فرمودن

ہر دو اسماء بھی بطور اسماء قرآن مجید میں نہیں آتے۔ رفع کے متعلق بہت آیات سے تمسک ہوتا ہے

الف۔ رفع جسمانی کی آیات یہ ہیں:۔

(۱) وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ (یوسف) ماں باپ کو تخت کی بلندی پر بٹھایا ؞

(۲) وَرَفَعْنَا فَوْقَہُمُ الطُّوْرَ (نساء ۱۰) ہم نے ان کے سروں پر کوہ طور کو بلند کر دیا ؞

(۳) بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ (نساء ۱۶) اللہ نے عیسٰےؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا ؞

(۴) وَالسَّمَآءَ رَفَعَہَا (رحمن۔۱) آسمان کو دیکھو جسے بلند کر دیا ہے ؞

ب۔ درجات و مناصب کے متعلق

(۱) وَرَفَعْنَا بَعْضَہُمْ فَوْقَ بَعْضٍ (زخرف ۔۴۰) ہم نے بعض کو بعض پر بلندی دی ؞

(۲) وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (انشراح) ہم نے تیرے ذکر کو بلندی عطا کی ہے ؞

ہاں الرَّافِعُ کے معنی میں رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے۔ سورہ مومن میں ہے رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ ذُوالْعَرْشِ

اب الرافع کی صفت تب ہی مکمل ہو سکتی ہے۔ جب کہ اَلْخَافِضُ کی صفت بھی نور افگن ہو۔

ایک ظالم تخت سے اتارا جاتا ہے ؞

Marfat.com

ایک عادل کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے ٭
ایک جاہل ہمیشہ پستی میں گرتا ہے ٭
ایک عالم بلند نصیب ہوتا ہے ٭
ممکنات کو دیکھو۔ جو پستی حوادث میں گرے ہوئے ہیں ٭
اہل ایمان کو دیکھو۔ جو بلندی مراتب پر فائز ہوتے ہیں ٭
وہ بھی ہیں۔ کہ اسفل سافلین اُن کا مقر ہے ٭
وہ بھی ہیں۔ کہ اعلیٰ علیین پر اُن کا نور جلوہ گر ہے ٭
اَلْخَافِضُ الرَّافِعُ کی مثال قرآن مجید میں بلعم بن باعور سے ملتی ہے ٭
رب العالمین نے اُسے علم صحیحہ سے بہرہ ور کیا۔ اس نے اس نعمت کو زر و مال۔ اور خوشنودی زن و عیال پر قربان کر دیا۔ راندہ درگاہ ہو گیا ٭

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ (اعراف ع ۲۲)	اُن لوگوں کو اُس شخص کی خبر سناؤ۔ جسے ہم نے اپنی آیات دی تھیں۔ سو وہ اُن سے علیحدہ ہو گیا۔ تب شیطان اس کے پیچھے لگا۔ اور گمراہوں میں سے بن گیا۔ ہم اگر چاہتے۔ تو اُسے ان آیات سے بلندی عطا کرتے۔ مگر اُس نے پستی ہی کی طرف میلان کیا ٭

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (مجادلہ ع ۲)	یعنی اللہ تعالےٰ مومنین اور علماء کے درجے بلند کرتا ہے ٭

اس آیت سے معلوم ہو گیا۔ کہ ایمان اور علم باعث رفعت ہیں۔ پس اس کی اضداد کفر و جہل ضرور سبب خفض ہیں ٭

Marfat.com

اِن اسماء سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ انقلاب اور حوادث دہر سے نہ گھبرائے۔ ہر حالت میں اسی مالک کی جانب ملتجی رہے۔ جو بلندی بخشنے اور پست کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

(۵ و ۶) اَلْمُعِزُّ اَلْمُذِلُّ

یہ ہر دو اسماء قرآن مجید میں بطور اسماء نہیں آئے۔ بلکہ قرآن مجید کی اس آیت سے مستخرج ہیں تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (آل عمرٰن ع) عزّت و ذلّت کا مفہوم کبھی حکومت اور فقدان حکومت ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت بالا سے پیشتر بھی تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ موجود ہے اور کبھی اس عزّت و ذلّت کا مفہوم پسندیدگی و عدم پسندیدگی رحمٰن ہوتی ہے سورۂ منافقون میں دیکھو۔ کہ رئیس المنافقین ابن ابی بن سلول ... مال و زر کو عزّت و ذلّت کا معیار قرار دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایمان کو وسیلہ عزّت قرار دیتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ	عزّت کا مالک اللہ ہے۔ عزّت تو رسول کیلئے ہے۔
وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (منافقون)	عزّت تو مومنوں کو ہے۔ مگر منافقوں کو ان امور کا علم ہی نہیں

دعائے قنوت میں جس دعا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ کو سکھلایا تھا ہے۔ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ

(۷) اَلْحَكَمُ

حُکم سے اَلْحَکَم ہے حُکم کے معنی فرمان۔ اور حَکَم کے معنی فرمان دہندہ ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اسم سورہ انعام ۱۴ میں آیا ہے

Marfat.com

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا اور لفظ حکم قرآن مجید کے چند مقامات پر آیا ہے۔
فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (مومن ۲) انعام و قصص ۔ نون و طور میں بھی
اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے ہوا ہے ؛
سورہ ہود و تین میں اللہ تعالیٰ کا اسم اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ ۔ اور سورہ اعراف
و یونس و یوسف میں خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ بھی وارد ہوا ہے ؛
حاکمین کی ذیل میں حکومت دنیوی والے بھی شامل ہیں۔ اور حکومت
روحانی والے بھی ؛
اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کا ذکر فرما کر پھر فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ (انعام ع ۱۱)
بیشک وہی مالک ہے جو سب پر حکمران ہے۔ وہی مالک ہے جس کا
حکم سب سے بہتر اور اعلیٰ ہے ؛
یہ اسم قرآن مجید میں بطور اسم نہیں آیا۔
اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ معاملات باہمی میں اللہ تعالیٰ
کے ارشاد پر عمل کریں۔ معاملات قلبی میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فیصلہ پر رضامند
رہیں ؛

(۸) اَلْعَدْلُ

عَدْل مصدر ہے۔ اور فاعل کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ ان معنی میں مذکر
مؤنث۔ واحد و جمع یکساں ہیں ؛
عَدْل کے لغوی معنی برابر کر دینا ہے۔ عادل وہ ہے۔ جو متخاصمین کے
حقوق میں برابری کر دیتا ہے۔ جس کا جتنا حق ہے۔ اس کو دل جاتا ہے۔

Marfat.com

اس معنی میں یہ لفظ بطور اسم باری تعالیٰ قرآن مجید میں مستعمل نہیں ہوا۔

ہاں اللہ تعالیٰ اس لئے عَدل ہے کہ اس نے عدل و داد کا حکم دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ (نحل-۹)

اللہ تعالیٰ اس لئے عَدل ہے کہ اُس کے احکام صدق و عدل پر مبنی ہیں

وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (انعام-۱۲)

اللہ تعالیٰ عَدل ہے۔ کیونکہ وہی اعتدال امزجہ کا خالق ہے

اللہ تعالیٰ ہی عدل ہے۔ کیونکہ اُس کے احکام میں تبئیں و تسویہ موجود ہے

بیشک وہ عدل ہے۔ اور اسی لئے اس نے حکم دیا ہے۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (مائدہ ع ۲)	جو نفرت تم کو قوم سے ہے۔ وہ تم کو بے انصافی کی طرف نہ لے جائے۔ عدل کیا کرو۔ یہی بات تقوی سے قریب تر ہے۔

اللہ تعالیٰ عَدل ہے۔ اس لئے کہ وہ صفت ظلم سے مبرا و پاک ہے۔ فرمایا

وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (ق ع ۲) "میں عاجز بندوں پر ظلم نہیں کرتا"

فرمایا۔ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (بقرہ ع ۶) ہم نے بنی اسرائیل پر ظلم نہیں کیا۔ وہ خود اپنی جانوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

ظلم کے معنی غیر محل میں کسی شے کے رکھنے کے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جو عَدل ہے۔ اُس کے جملہ احکام و افعال استقامت و اعتدال پر ہیں۔

کوتاہ بین اللہ تعالیٰ کے احکام پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اپنی نادانی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ ظلم و بیداد سے الگ رہے معاملات اور کاروبار میں اعتدال ملحوظ رکھے۔ عدل کی ضرورت فقط جھگڑوں

Marfat.com

اور مناقشات ہی میں نہیں۔ بلکہ عدل کی ضرورت تو کھانے پینے۔ سونے۔ بولنے۔ چپ رہنے۔ یاد اللہ کرنے۔ یا آرام لینے وغیرہ وغیرہ جملہ امور میں ہے۔ جو شخص عدل و اعتدال کا مسئلہ بھول جاتا ہے۔ بالآخر وہ خود ہی مذموم و ملول بنتا ہے ؛

(۹) اَلْمُحْصِی

مادہ اس کا حصو ہے۔ اور اَحْصَاہُ اِحْصَاءً کے معنی شمار کرنا۔ دریافت کرنا نگہداشت کرنا ہیں۔ قرآن مجید میں یہ نام بطور اسم مستعمل نہیں ہوا۔ بلکہ مشتق از فعل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۱) وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ (طلاق - ۱)	عدت کے دن گن لیا کرو
(۲) اَحْصَاہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ (مجادلہ ع ۱)	اللہ نے ان کے عملوں کو شمار کر رکھا ہے اور لوگ خود بھی بھول گئے ہیں ؛
(۳) مَالِ هٰذَا الْکِتَابِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصَاھَا (کہف)	یہ کیسا اعمال نامہ ہے۔ جس میں ہر ایک چھوٹی بڑی بات موجود ہے ؛
(۴) وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا (جن)	اللہ تعالےٰ نے ہر شے کا شمار کر رکھا ہے ؛

اللہ تعالیٰ وہ ہے۔ کہ ہر شے کا عدد و شمار اس کے علم میں ہے۔ آسمان کے تارے۔ زمین کے ذرے۔ سمندر کے قطرے۔ درختوں کے پتے۔ نفوس اور نفوس کے انفاس۔ اشخاص کے افعال و حرکات و سکنات غرض ہر ایک چیز جو شمار میں آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو گن لینے والا شمار کرنے والا ہے ؛

Marfat.com

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اعداد و شمار کے متعلق محصی کا وہی تعلق ہے۔ جو معلومات سے علیم کا ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو بھی اپنے افعال و اعمال کا حساب رکھنا چاہیئے۔ اور یوم الحساب میں اعمالنامے کے پیش ہونے کا ڈر رکھنا چاہیئے۔

(۱۰) اَلْمُبْدِءُ

اس کا مادہ بَدْءٌ ہے۔ بَدَأَ بِهٖ وہاں سے شروع کیا۔ اَبْدَءَ اللّٰهُ الْخَلْقَ اِبْدَاءً۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو سابقہ نمونہ کے بغیر پیدا کیا۔

یہ اسم قرآن مجید میں نہیں مشتق از افعال ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

(۱) فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ (عنکبوت)	غور کرو۔ اللہ تعالےٰ نے خلقت کا آغاز فرمایا۔
(۲) وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ (سجدہ)	انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے فرمائی۔

اللہ تعالیٰ مُبْدِءٌ ہے۔ اُسی نے ممکنات کا احداث فرمایا۔ اُسی نے جملہ امور کا ابداع کیا۔ کوئی شے بالذات یا بالزمان تقدم حقیقی نہیں رکھتی۔ بلکہ سب کی سب اُسی کی آفریدہ اور بظہور آوردہ ہیں

(۱۱) اَلْمُعِيْدُ

عَادَ عَوْدًا سے ہے۔ جس کے معنی بازگشت کرنا۔ باز گردانیدن۔ مُعِیْدٌ وہ ہے۔ جو جملہ اشیاء کو فنا کے بعد میدان قیامت میں پھر لوٹائے گا۔ اُس میں لوٹانے کی طاقت موجود ہے۔

یہ نام بھی بطور اسم قرآن مجید میں موجود نہیں۔ بلکہ مشتق از فعل ہے قرآن مجید میں ہے۔

Marfat.com

(۱) كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ (انبیاء - ۱۱)	جس طرح ہم نے خلقت کی ابتدا فرمائی۔ اسی طرح اُن کی باز گردانید بھی کریں گے ؛
(۲) قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ (یونس - ۱)	کہدے کہ اللہ ہی ہے جس سے خلقت کا آغاز ہوا۔ وہی اُن کو دوبارہ لوٹائے گا ؛

اسی مضمون کی آیات سورہ روم و نمل میں بھی ہیں۔

(۳) إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ (بروج)	وہی ہر شے کو آغاز عطا فرماتا ہے اور وہی عدم سے اُسے لوٹاتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ کو مُبْدِئُ و مُعِيد ماننا ضروری ہے۔ مُبْدِی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ مادہ کا محتاج نہیں۔ اُس کو نمونہ اور مثال کی ضرورت نہیں۔ اور مُعِید سے ثابت ہے۔ کہ اس کا علم اور قدرت کمال زبردست ہے ؛

کفار عرب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی جس تعلیم سے تعجب و انکار تھا۔ وہ تعلیم یہی تھی ءَ إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَ إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ یعنی گوشت کے گل سڑ جاتے اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے کے بعد ہم کیونکر پیدائش جدید حاصل کریں گے

لہذا مومن کو واجب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو المبدئ المعید تسلیم کرے۔ حشر اجساد پر ایمان رکھے۔ اور سمجھ لے کہ اس بارہ میں جس قدر شکوک و اعتراضات ہیں۔ وہ سب علم و قدرت انسانی پر وارد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور قدرت تام ایسے اعتراضات کا محل نہیں ہو سکتا ؛

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ حیات موجودہ کی قدر کرے۔ اور حیات آخرت کے لئے سرمایہ جمع کر لے ؛

Marfat.com

۱۲ اَلوَاجِدُ

وَجَدَ وَجْدًا۔ وَجِدَ ةً۔ وُجدًا۔ وُجدَانًا کے معنی دریافت ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا نام اس معنی سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں اس مصدر کے افعال آئے ہیں۔ وہاں انسان فاعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں۔ صاحب قاموس کہتا ہے وَجَدَ هُ اللہُ تعالیٰ کہنا درست نہیں۔ ہاں اَوجَدَ هُ اللہُ کہہ سکتے ہیں[۱]
اب یہ اسم وُجُود سے بن سکتا ہے۔ وُجُود کے معنی ہستی ہیں۔ اس معنی میں بھی یہ اسم قرآن مجید میں نہیں آیا۔ اور نہ لفظ وجود کا استعمال قرآن پاک میں ہُوا ہے اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے۔ کہ وجود حقیقی اور ہستی مطلق اسی کو حاصل وزیبا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے۔ کہ جملہ موجودات پر اُسے احاطت حاصل ہے۔ وہ واجد ہے اور جملہ مطلوبات و کمالات ذاتیہ کا وجود اُسے ہمیشہ سے حاصل ہے ؛

ہاں اسم اَلواجد۔ وُجد بضم سے بھی بن سکتا ہے۔ وُجد کے معنی تونگری وغنا ہیں۔ اور اَلواجد کے معنی ذُوالوُجد ہوئے۔ یعنی وہ جو مالک غنا و تونگری ہے
یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ اسم اس حدیث ترمذی کے سوا اور کسی حدیث میں بھی نہیں آیا۔

واضح ہو

کہ وجود کے متعلق فلاسفہ و اتحادیہ نے بھی تکلم کیا ہے۔ جو اَبعد عَن الصَّواب ہے۔ اُن کے مباحث خالی الفاظ کے متعلق ہوتے ہیں۔ (۱) کیا وجود شئے عین ماہیت ہے یا غیر ماہیت ہے۔ (۲) کیا وجود قدیم نفس ماہیت ہے (۳) کیا وجود

---

[۱] اَوجَدَ هُ اللہُ اللہ نے اُسے مقصود پر پہنچایا ۱۲

حادث زائد از ماہیت ہے۔

یہ سب فضول بحثیں ہیں۔ اور حقانیت و عرفان کا ان میں کوئی حصہ نہیں۔

صوفیہ کرام

نے بھی وجود پر بہت کچھ تکلم کیا ہے۔ مگر ان کی مباحث کا اِن فلاسفہ کی مباحث سے کوئی تعلق نہیں۔

ان کی بحثوں کا تعلق ان آیات سے ہوتا ہے۔

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (نساء۔ ۱۱)	وہ اللہ کو غفور رحیم پائے گا۔
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (نساء۔ ۸)	تم اللہ کو تواب رحیم پاؤ گے۔
وَوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ (نور۔ ۴)	اللہ کو اپنے قریب پایا اُس نے بندہ کا حساب پورا کر دیا

ہر سہ آیات میں بندہ کا وجدان بتایا گیا ہے۔

پہلی اور دوسری آیت میں گنہگار مومن کا ذکر ہے۔ جو گناہ کے بعد پچھتاتا پھر استغفار کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے رحم و عطوفت کا معاملہ فرماتا ہے۔ تیسری آئت میں اس کافر کا ذکر ہے۔ جو اعمال سے خالی ہاتھ مالک کے سامنے جاتا ہے۔ اس آئت میں اس کی مثال اُس تشنہ شخص سے دی گئی ہے۔ جو سراب کو پانی سمجھتا ہے۔ اور جب سراب پر پہنچ جاتا ہے۔ تو محرومی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ وہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتا ہے۔ تو وہ اس کا حساب پورا فرما دیتا ہے۔ اہل تصوف وجدان کے لحاظ سے طالب کی تین اقسام بیان کرتے ہیں۔ سالک۔ واصل۔ واجد

ابن القیم رحمہ نے اس پر ایک مثال بیان کی ہے۔ چند شخصوں کو معلوم ہوا کہ فلاں میدان میں فلاں درخت کے نیچے خزانہ دبا ہوا ہے۔ ایک شخص چل پڑا۔ چل رہا ہے۔ مگر وہاں تک نہیں پہنچا۔ دوسرا شخص وہاں پہنچ گیا

مگر ابھی اُسے خزانہ ہاتھ نہیں لگا ہے تیسرا شخص وہاں پہنچا۔

Marfat.com

اور اُسے خزانہ مل بھی گیا۔ اس تیسرے شخص کے واردات کے لحاظ سے حالات کو تواجد۔ وجد اور وجود کے نام سے موسوم کیا کرتے ہیں۔ اگر ان الفاظ کی صراحت کی جائے۔ تو اصل موضوع سے بہت دور جا نکلنا ہوگا۔ لہذا اسی اختصار پر جو الواجد کی مناسبت سے لکھا گیا۔ اکتفا کی جاتی ہے ؁

(۱۳) اَلْمَاجِدُ

مجد سے ہے۔ مجید بھی مجد سے ہے۔ مجید میں مبالغہ ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک نام بوجہ علمیتِ خود کمال تام ربانی پر دلالت کرتا ہے۔ اقتضائے لفظی اس کے ساتھ شامل ہو۔ یا نہ ہو۔ لہذا الماجد اللہ تعالیٰ کی بزرگی و عظمت پر دلالت قوی رکھتا ہے۔ یہ تلوّن صفات ہے کہ کبھی فعیل کی شکل میں اور کبھی فاعل کی شکل میں جلوہ آرائی ہوتی ہے۔ اور ہر شکل میں دلربائی کی شان الگ الگ نظر آتی ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَقَالَ
بِسُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدُ وَتَکَرَّمُ
بِہٖ سُبْحٰنَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِی التسبیح
الا لہ سبحان ذی الفضل والنعم
سبحان ذی المجد والکرم سبحان
ذو الجلال والاکرام (ترمذی عن ابن عباسؓ)

واضح ہو۔ کہ یہ اسم قرآن مجید میں نہیں آتا۔ باقی تفصیل المجید میں دیکھنی چاہیئے ؁

(۱۴-۱۵) اَلْمُقَدِّمُ - اَلْمُؤَخِّرُ

یہ ہردو نام قرآن مجید میں نہیں ہیں۔ لیکن صحیحین میں یہ ہردو نام دعاذیل میں آتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

اللہ تعالیٰ مقدم ہے۔ کہ اس نے علل کو معلومات پر اور مبادی و مقدمات کو مقاصد و مطالب پر مقدم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ مقدم و مؤخر ہے۔ وہی اہل صدق کو آگے بڑھاتا۔ اور اہل باطل کو پیچھے ہٹاتا ہے؛

اللہ تعالیٰ مقدم ہے۔ اور قَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ (فرقان - ۳) کی شان اسی کو حاصل ہے؛

اللہ تعالیٰ مقدم و مؤخر ہے۔ اور یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ

اللہ تعالیٰ مقدم ہے۔ اور وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ (یس) سے اس کی شان نمایاں ہے؛

اللہ تعالیٰ مؤخر ہے۔ اشیاء و افعال کے عواقب اور خواتیم کو اسی نے قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ سے مؤخر کر دیا ہے۔ اسی نے معلولات کو علل سے مؤخر بنایا ہے؛

اس کے حضور میں لَوْ دَا اَخَّرْتَنِیْ کی التماس اہل حسرت کریں گے۔

(۱۶) اَلْمُنْتَقِمُ

نَقَمٌ سے ہے۔ جس کے معنی ناپسندیدگی ہے۔ کسی بُرے فعل کو دیکھ کر اُس پر انکار کرنا۔ خواہ زبان سے ہو۔ یا عقوبت سے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کافروں کا ذکر فرمایا۔ جو اہل ایمان کو جلتی آگ میں ڈالتے اور خود کنارہ پر بیٹھ کر جلنے والوں کا تماشا دیکھا کرتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد فرمایا۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ (سورہ بروج) — مومنوں کو یہ تکلیف و اذیت انہوں نے صرف اس لئے دی۔ کہ یہ لوگ اللہ پر ایمان لے آئے ہیں۔

(۲) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ (مائدہ ع ۸) — اہل کتاب سے کہہ دیجئے۔ کہ ہم کو کس بات پر اذیت دیتے ہو۔ کیا یہی۔ کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔ اور وحی اللہ پر جو ہمارے لئے اُتری۔ اور اُس وحی پہ۔ جو ہم سے پہلے اُتری ہے۔

(۳) فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (روم۔ ۵) — اللہ تعالیٰ کا انتقام جرم کے بعد مجرم پر ہوتا ہے۔

یہ واضح رہے۔ کہ مُنْتَقِم بطور اسم احسن قرآن مجید میں نہیں آیا۔ البتہ آل عمران و مائدہ اور ابراہیم و زمر میں ذو انتقام آیا ہے۔ اور ہر چہار مقامات پر اسم عزیز کے ساتھ۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ مجرم کو سزا دینے کے لئے غلبہ و طاقت کی ضرورت ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو ضوابط انصاف و داد گستری کی پابندی ضروری ہے۔ مجرم کو سزا دینا بھی ایک اصول ہے۔ جیسا کہ پاک۔ صاف۔ شریف انسان کی حفاظت کرنا ایک اصول ہے۔ جرائم پیشہ لوگوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچانا بنیاد تمدن کو متزلزل کر دیتا ہے۔

ندانست آنکہ رحمت کرد برمار کہ ایں ظلم ست بر فرزند آدم

(۷۱) اَلْمُقْسِطُ

قَسْط بفتح - جور و بیداد - حق تلفی - اس کا فاعل قاسط آتا ہے - قرآن مجید میں ہے وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (جن ع ۱) یعنی ظالم لوگ دوزخ کا ایندھن بنیں گے ؛

قِسْط - بکسر اول - عدل و داد - رزق و بہرہ و ترازو - اس کا فاعل باب افعال سے مُقْسِط آتا ہے ؛

قِسْط کا استعمال قرآن مجید میں بچند اسلوب ہوا ہے ؛

(۱) وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتَامٰى بِالْقِسْطِ (نساء ۱۳) پورے پورے انصاف کے ساتھ یتامیٰ کی تربیت پر قیام کرو۔

(۲) كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ (نساء ۱۴) عدل و انصاف کے نگران اور حامی رہو ؛

(۳) شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ (مائدہ ۱) عدل کے ساتھ شہادت ادا کیا کرو۔

(۴) وَاَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ (ہود ۹) ناپ اور وزن کو ناپ اور وزن کے آلات کو عدل و راستی سے پورا پورا رکھو ؛

(۵) وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (مائدہ ۵) فیصلہ کرو - تو متخاصمین کے ساتھ پورے عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو ؛

ان آیات سے واضح ہوا کہ قسط کا تعلق تمدن - تہذیب - اخلاق میں بہت زیادہ ہے - اور فقدان قسط سے دین و دنیا کی خرابیاں وارد و عائد ہو جاتی ہیں ؛

واضح ہو - کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اسم پاک المقسط نہیں آیا - بلکہ سورہ مائدہ و حجرو ممتحنہ میں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ آیا ہے ؛

Marfat.com

(۱) اِنَّهٗ یَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ (یونس ع ۱)	اللہ وہ ہے کہ خلقت کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے اپنی طرف لوٹاتا ہے۔ تاکہ ایمان اور عمل صالح والوں کو عدل سے جزا دے؛
(۲) وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (یونس ع ۵)	ان کا فیصلہ انصاف سے کر دیا جائیگا۔ اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے؛
(۳) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (آل عمران ع ۲)	

ان آیات سے واضح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس لئے مُقسِط ہے۔ کہ وہ ظالموں مشرکوں کا فیصلہ بھی بِالقِسط فرمائے گا؛

اللہ تعالیٰ اس لئے مُقسِط ہے۔ کہ اخبار و اعلان اظہار و بیان میں قیام بِالقسط فرمایا ہے۔ سب سے بڑے واقعہ توحید کو سب سے زیادہ تائید و تاکید کے ساتھ دنیا پر روشن کیا۔ اور اسی واقعہ پر تمام روحانی طاقتوں۔ اور تمام علمی طاقتوں کے متفق علیہ نتائج کو طالبانِ حقیقت کے سامنے منکشف کر دیا ہے؛

(۴) اللہ تعالیٰ اس لئے مُقسِط ہے۔ کہ وہ مُقسِطِین سے محبت رکھتا ہے؛

(۵) اللہ تعالیٰ اس لئے مُقسِط ہے۔ کہ اس نے دنیا میں اپنے رسولوں کو عدل کا دن۔ تمدن و حقوق اربانی و عباد سے قائم کرنے کے لئے بھیجا۔ اور ان کے ساتھ انہی اغراض کی تکمیل کے لئے شریعت اور میزان کو نازل کیا۔ تاکہ ان ذرائع سے لوگ باہمی انصاف و قسط کو قائم کرلیں۔ اس نے تلوار کو بھی نازل کیا۔ جس میں سخت ہیبت بھی ہے۔ اور انسانی منافع بھی ہیں۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا

اُحِلَّ یَدَیْہِ بَأْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (الحدید ع ۳)

(۱۸) اَلْمُغْنِیُ

اِغنا غنی نمودن۔ یہ صفت اللہ تعالٰی ہی کی ہے۔

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں اہل ایمان سے وعدہ فرمایا تھا۔ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (نور۔ ۴) اہل ایمان اگراب بے زر بے سامان ہیں۔ تو اللہ تعالٰی اُن کو اپنے فضل وکرم سے غنی بنا دے گا۔

اس وعدہ کو اللہ تعالٰی نے پورا کیا۔ عراق کے ذخیرے۔ روم کے خزانے۔ ایران کے گنجینے۔ شام کے اندوختے۔ مصر کے سرمائے۔ دولت اور حصول دولت کے وسائل۔ زمین اور زمین کی معدنیات۔ سمندر اور سمندر کے لال وجواہر عہد صدیقی وفاروقی میں مسلمانوں کے تصرف میں کر دیئے۔ عثمان غنی کی جود ونوال نے عرب کے گھر گھر میں خلعت ولباس اور عنبر ومشک کی تقسیم کر دی۔ یہ سب کچھ مُغنی برحق کی داد کا نتیجہ تھا۔

اللہ تعالٰی نے اپنے رسول سے فرمایا تھا۔ وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنٰی۔ اللہ تعالٰی نے تجھے عیال والا دیکھا۔ اور غنی کر دیا۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ فراوانی زر ومال سے غنی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ غلط ہے زر ومال کی کثرت تو جوع البقری پیدا کر دیتی ہے۔ اور کبھی غنا حاصل نہیں ہوتی حدیث شریف میں ہے الغنی غنی النفس۔ غنا تو دل کی غنی کا نام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کس قدر غنا تھی۔ وہ اس واقعہ سے ظاہر ہو گی۔ کہ اللہ تعالٰی نے پیغام بھیجا۔ کہ اگر آپ چاہیں تو مکہ کے سب پہاڑ سیم وزر کے بنا دیئے جاویں حضور نے عرض کی۔ کہ یہ تو میری ہرگز آرزو نہیں۔ مجھے تو ایک وقت روٹی مل جائے

Marfat.com

تاکہ وہ دن میرا شکر کے ساتھ بسر ہو۔ ایک دن بھوکا رہا ہوں۔ تاکہ وہ دن دعا و التجا میں بسر ہوا کرے۔ ہ

فرمایا رسول حق نے ارشاد ۔۔۔ اک روز ہوا یہ حکم رحمٰن
تو چاہے اگر تو زر خالص ۔۔۔ کردوں بطحا کا سب گھستان
کی عرض۔ نہیں نہیں الٰہی ۔۔۔ ہے چاہتا۔ بندۂ ثنا خوان
اک روز میں بھوک سے گذاروں ۔۔۔ در پہ ترے سائل اور گریاں
اِک روز بقدر قوت کھاؤں ۔۔۔ لب شکر کناں و حمد گویاں

ہاں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس کے انعام دنیوی سے اہل دنیا مالا مال ہیں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس کی دولت لازوال اہل ایمان بہمہ حال خوش حال ہیں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کہ کسی کو مال دیتا ہے۔ اور مال اس کے کچھ کام نہیں آتا مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالِيَهْ

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو خاص بندوں کے لئے فراخی کی تمام راہیں کھول دیتا ہے۔ يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ (نساء۔ ۱۳۰)

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا (دخان۔ ۵) کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی مُغْنِی ہے۔ وہ کاملین کو غنائے قلب عطا فرماتا ہے۔ اور سائلین کو بامراد فرماتا ہے۔ امیر و فقیر سب کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے۔

(۱۹) مَانِعُ

مَنْع۔ عطا کی ضد ہے۔ اور رَجُلٌ مانِعٌ کے معنی مرد بخیل آتے ہیں۔ منع کے معنی حمائت بھی آتے ہیں مَكَانٌ مَنِيع۔ وہ بلند مکان جو رہنے والوں کی حمائت

Marfat.com

کر سکیں وَظَنُّوا اَنَّہُمْ مَانِعَتُہُمْ حُصُوْنُہُمْ (حشر) کافروں نے سمجھا کہ ہمارے قلعے ہم کو بچالیں گے"۔

وَنَمْنَعُکُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ منافقین کا قول اہل کفر سے ہے۔ کہ ہم تم کو اہل ایمان سے بچاتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مانع ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کی حمایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مانع ہے۔ کہ وہ اہل باطل کے ہاتھوں سے اہل حق کو بچاتا ہے

اللہ تعالیٰ معطی و مانع ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰہُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (صحیح بخاری کتاب الدعوات)

اللہ تعالیٰ مانع ہے۔ اور اس لئے ممنوعات شرعیہ سے اس نے اہل طاعت کو روک دیا ہے۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ اہل ہوا و ہوس کی صحبت سے پرہیز کریں۔ لازم ہے۔ کہ وہ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ میں داخل ہونے سے خود کو بچائیں۔ لازم ہے۔ کہ اعتماد و وثوق اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر قائم کریں۔

واضح ہو۔ کہ یہ اسم قرآن پاک میں نہیں۔

اَلضَّارُّ النَّافِعُ (۲۰-۲۱)

ضرر۔ نقصان۔ نفع فائدہ۔

یہ ظاہر ہے۔ کہ ضرر و نفع خلقت کو ضرور پہنچتی ہیں۔ اور ضرر و نفع کا وجود مختلف اعتبارات سے ہے۔ دو شخصوں نے ایک سودا کیا۔ اُن میں سے ایک تو ضرر کی شکایت کرتا ہے اور دوسرا نفع کمانے پر خوش ہے۔ سودا ایک ہے

Marfat.com

یہ حالات کس کے حکم کی تحت میں ہیں۔ سورہ جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ کہ اہل عالم سے یہ فرما دیں۔ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا کہدے۔ کہ میں تمہارے لئے ضرر اور فائدہ کا مالک نہیں ہوں۔ جب سرور کائنات نے بھی یہ فرما دیا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اب ضرر و نفع کا مالک رب العالمین کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ اور اس لئے یہ ہر دو نام اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ ان دونوں کو بحالت مزدوج استعمال کرنا چاہیئے ؞

ہر دو نام قرآن پاک میں بطور اسمائے حسنے مستعمل نہیں ہوئے ؞

(۴۲) اَلرَّشِیْدُ

رَشَدَ رُشْدًا۔ وَرَشَادًا۔ وَرَشِدَ رَشَدًا یعنی ہدایت مستعمل ہوتا ہے نابالغ بچوں کی سن تمیز کے متعلق ہے۔ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا اگر ان میں تمیز کا ہونا پایا جائے۔ تو ان کا مال اُن کے حوالہ کر دو"

ابراہیم علیہ السلام کی عرفان طلب نگاہ حق بین کے متعلق ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ ہم نے ابراہیم کو اس سے پیشتر ہدایت عطا کی تھی۔

رُشد بضم اور رَشَد بالفتح دونوں ہم معنی آتے ہیں۔ بعض نے بتلایا کہ رَشَد خاص تر ہے۔ رُشد کا امور دنیویہ و اخرویہ میں استعمال ہو سکتا ہے مگر رُشد صرف امور اخرویہ کی نسبت مستعمل ہوتا ہے ؞

رَاشد اور رشید دونوں معنی فاعلیت کے لئے آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفت میں فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ

فرعون کے متعلق ہے۔ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ

ہُود علیہ اسلام کی قوم نے ہُود کو کہا تھا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ (ہود-۱۰)

اُن کی مراد رشید سے عقل و ہوش والا تھا۔ نہ کہ منصب نبوّت پر فائز شدہ

کیونکہ نبوت پر تو وہ ایمان ہی نہ لائے تھے ؏

واضح ہو۔ کہ یہ اسم بطور اسمائے حسنٰے قرآن پاک میں موجود نہیں لیکن جب

رَشِیْدٌ بمعنی ھَادِیْ ہے۔ تو معناً اس اسم کا صحیح ہونا ثابت ہوگیا۔ اور روائت

حدیث میں آجانے کے بعد وہ صحیح طور پر اسماء حسنٰے میں سے ہے ؏

اللہ تعالیٰ رَشِیْد ہے۔ وہی مسترشدین کی رہنمائی فرماتا ہے ؏

اللہ تعالیٰ رَشِیْد ہے۔ اور اُسی کے افعال رشد و ہدائت پر مبنی ہیں ؏

اللہ تعالیٰ رَشِیْد ہے۔ اس کے اور جملہ احکام و سنن۔ ہدیٰ میں صلاح و صواب

اور ارشاد و سداد پائی جاتی ہے ؏

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ دین حقہ کی تعلیم سے غافل

نہ ہوں۔ سیکھنے۔ سکھلانے پڑھتے۔ پڑھاتے۔ ہدائت پہ چلتے چلاتے رہیں ؏

(۲۳) اَلصَّبُوْرُ

صَبَرَ صَبْرًا فَھُوَ صَابِرٌ وَصَبِیْرٌ وَصَبُوْرٌ

صبر کے معنی لغت میں حبس و امساک ہیں۔ شرعاً مصیبت کے وقت عدم شکوی

عدم اضطراب کا نام صبر ہے ؏

صبر کا ذکر قرآن مجید کے ۹۰ مقامات پر آیا ہے۔ اور اہل صبر کی مدح اللہ تعالیٰ

نے اور طریقوں سے فرمائی ہے۔ ہم نے اس کی صراحت اپنی کتاب الجمال و الکمال

الفسر سورہ یوسف میں بیان کی ہے ؏

صبر وہ صفت ممدوحہ ہے۔ کہ اخلاق کریمہ کو صبر کے ساتھ مناسبت خاص

ہے۔ اور اختلاف مواقع سے اس کے نام بھی مختلف ہوگئے ہیں ؏

Marfat.com

مصیبت کے وقت اپنے آپکو سنبھال لینے کا نام صبر ہے۔ اس کی ضد جزاع ہے ‌‌۔

جنگ میں قائم رہنے کا نام شجاعت ہے۔ اس کی ضد جبن ہے

برداشت آفت کا نام ارحسب صدر ہے۔ ضد ضجر

رازداری کے کمال کا نام کتمان۔ ضد مذل وغیرہ وغیرہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا نام "صبور" نہیں آیا۔ مخلوق کے لئے بھی صابر ہی آیا ہے۔ صبور نہیں ‌‌۔

اس کی تائید میں وہ حدیث پیش کی جاسکتی ہے۔ جو جامع الاصول کے کتاب الصبر میں موجود ہے۔ کہ صحیحین میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی صلعم سے روائت کیا ہے ‌‌۔

لَا اَحَدٌ اَصْبَرُ علی اذی سمعه مِنَ اللّٰهِ عزَّ وَجلَّ اِنَّهٗ لیشرك بِهٖ وَيجعَلُ لَهٗ الوَلَدُ ثمّ يعافيهم وَيرزُقهُم " اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اُس برائی اور اذیت پر جو سنی جائے صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے۔ اُس کے لئے فرزند مقرر کیا جاتا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ درگزر کرتا ہے۔ اور ان کو رزق دئے جاتا ہے " ‌‌۔

اب اسم صبور ہم معنی حلیم ٹھہر گیا۔ اور معنی یہ ہوئے۔ کہ اللہ تعالےٰ بندوں کے گناہوں کو دیکھتا۔ برداشت کرتا۔ مہلت دیتا ہے ‌‌۔

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے۔ کہ خود بھی اعداء دین کے کلمات اذیت کو سنکر برداشت کی عادت پیدا کریں۔ انبیاء و رسل کی سنن ہدیٰ میں سے صبر کرنا ہی ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ

(۴۴) رازق

رزق دینے والا۔ روزی بخش۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ لفظ رزق وسیع معنی

Marfat.com

میں آتا ہے۔ کھائی جانے والی چیزوں کو بھی رزق کہتے ہیں۔ اور دیگر اشیاء کو بھی جن سے انسان تمتع حاصل کرتا ہے۔ مال و جاہ۔ علم و دولت وغیرہ رَزَقَنِیَ اللّٰہُ الْعِلْمَ اللہ نے مجھے علم بخشا وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے خرچ بھی کرتے ہیں۔ بعض نے وَفِی السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ کی تفسیر میں رزق کے معنی بارش بھی کئے ہیں۔ اور بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کے معنی یہ ہیں۔ کہ شُھَدَاء پر نعم اخرویہ کا فیضان ہوتا ہے۔

رازق کے معنی رزق کا پیدا کرنے والا بھی ہیں۔ رزق کا عطا کرنے والا بھی اور رزق کا مسبب بھی۔

(۲۵) صَادِقُ

صدق۔ اظہار اصلیت۔ دل و زبان کا ایک ہونا۔ وعدہ اور قول میں پکا پورا اُترنا۔ قرآن پاک میں ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا دوسری آیت میں ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا انہی آیات سے یہ اسم بنا لیا گیا ہے۔

جب یہ اسم بندہ کے لئے ہوتا ہے۔ تب صدق سے تین اسم بنتے ہیں صادق۔ صدوق۔ صدیق ان سب کی بحث ہماری کتاب "الجمال والکمال" میں ہے۔

(۲۶) اَلْجَمِیْلُ

جمال حسن کثیر کو کہتے ہیں۔ حُسن کا اطلاق جسم و بدن پر بھی ہوتا ہے اور افعال و اقوال پر بھی۔ جمیل وہ ہے۔ جو محاسن کثیر والا ہے۔ جمیل وہ ہے۔ جس سے خیر کثیر دوسروں کو حاصل ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا نام جمیل انہی معنی سے

Marfat.com

ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیۡلٌ وَّیُحِبُّ الۡجَمَالَ کے معنی یہی ہیں۔ کہ وہ ذات پاک خود بھی اپنے بندوں کو خیر کثیر عطا کرنے والا ہے۔ اور اُسے پسند بھی یہی ہے۔ کہ اسی فعل کی پابندی بندے بھی کریں۔

(۴) اَلۡبَادِیُٔ

بَدَءَ۔ کسی شے کو دوسری پر مقدم کرنا۔ قدامت بَدَءَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ (انسان کی پہل مٹی سے ہوئی) کَمَا بَدَاَکُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ (جیسے تم کو شروع میں بنایا تھا۔ ایسا ہی اعادہ ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ ہی بادی ہے۔ اور اُسی کی تقدیم سے ہر شے کو تقدیم ملتی ہے اسی کی ظہور بخشی سے ہر شے ظہور میں آتی ہے۔

(۵) اَلۡوَفِیُّ

وَفِیَ یفی وفاءً سے ہے۔ وفا کے معنی پورا کرنا۔ تمام کرنا۔ وعدہ کو پورا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ وہی نعمت کو پورا دینے والا ہے۔ وہی دنیا و آخرت کے وعدوں کو مکمل و تمام کرنے والا ہے۔

(۲۷) بُرۡهَانٌ

بَرِہَ یَبۡرَہُ سے سفید ہونا۔ رَجُلٌ اَبۡرَہُ سفید رنگ کا مرد۔ اِمۡرَاَۃٌ بَرۡھَاءُ سفید پوست کی عورت

بُرۡهَان۔ بوزن فُعۡلَان ہے۔ رجحان کی مثال

بُرۡهَان۔ روشن اور واضح دلیل۔ جواباً مقتضی صدق ہو۔ مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ بُرۡهَان بطور اسم الٰہی کسی آیت سے ماخوذ ہے۔ مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ ہیں جن میں لفظ برھان آیا ہے۔

Marfat.com

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ (بقرہ، نمل، انبیا، قصص)

قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (نساء)

لَوْلَا أَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ (یوسف)

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ (مومنین)

فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكُمْ (قصص)

(۲۷) اَلْبَارُّ

نیکی کنندہ۔ اَلْبَرُّ کی شرح دیکھنی چاہیئے۔

(۲۸) اَلشَّدِیْدُ

شَدٌّ۔ لغت میں گرہ دینے کو کہتے ہیں۔ بعدازاں اس کا استعمال جسم۔ اور قوی اور عذاب کے استحکام میں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت شَدِیْدُ الْعِقَابِ (بقرہ۔ آل عمران۔ انفال وغیرہ میں) اور شَدِیْدُ الْمِحَالِ سورہ رعد میں بیان ہوئی ہے۔ اُسی مقام سے اَلشَّدِیْدُ کو بطور اسم بیان کر دیا گیا ہے۔

(۲۹) اَلرَّافِعُ

دیکھو الرَّفِیع۔ جو باب اول میں ہے۔

رفعت کا تعلق مکانات سے ہے۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ جب ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے۔ اور بلندی مکان سے بلندی درجات کے معنی بھی لے لئے گئے ہیں۔ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ ہم نے بعض کے درجے بعض پر بلند کئے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ کے ذکر کو بلندی اور رفعت

Marfat.com

عطا کی۔ اللہ تعالیٰ رافع ہے۔ رفعت کی جملہ اقسام اسی کی آستان سے ملتی ہیں

(۲۹) اَلْقَائِمُ

قَامَ یَقُوْمُ قِیَامًا سے فاعل قائم آتا ہے۔ قیام کے معنی حفاظت بھی ہیں۔ اَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ۔ اسی آیت سے یہ اسم لیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں اسم قیوم ہے۔ اور حدیث پاک میں قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔ ہر دو اسماء کا مادہ بھی قیام ہے۔

اللہ تعالیٰ القائم ہے۔ ہر شے کی حفاظت اُس کے احوال کے ساتھ فرمانا ہر شے کو برقرار رکھنا اُسی کا کام ہے۔

(۸۱) اَلدَّائِمُ

دوم کے معنی اصلی سکون ہیں۔ محاورہ ہے دَامَ الْمَاءُ پانی ٹھہر گیا۔ نُهِیَ اَنْ یَّبُوْلَ الْاِنْسَانُ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ۔ منع کیا گیا ہے۔ کہ انسان پیشاب کرے ٹھہرے ہوئے پانی میں۔

عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے۔ کُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ میں ان لوگوں کو دیکھتا رہا جب تک اُن میں قیام کیا۔

اسرائیلیوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا تھا۔ لَنْ نَّدْخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا جب تک وہاں کے لوگ اس علاقہ میں آباد ہیں۔ ہم اُس علاقہ میں داخل نہ ہوں گے۔

قرآن مجید میں کسی آیت سے ایسا قرینہ نہیں ملتا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اسم "اَلْقَائِمُ" قرار دیا جاوے۔ البتہ اس کے لغوی معنی "رہنے والا" "ٹھہرنے والا"

Marfat.com

کے مفہوم کا اطلاق وسیع لے لیا گیا ہے۔

(۳۰) الواقی

یہ وِقَایہ مصدر سے ہے یعنی وقایت میں ہے۔ کسی شے کو اُس کی ضرر رساں وایذا دہ چیز سے بچانا

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ (دھر) اللہ تعالےٰ نے اُن کو اُس دن کے شر سے بچایا۔"

مَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ۔ "اُن کا بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں"۔ اللہ واقی ہے۔ اور وہی ہم کو شر و عذاب سے بچانے والا ہے۔

(۳۱) اَلْمُنِیْرُ

(۳۲) اَلْقَدِیْمُ

Marfat.com

۳۳ السَامِعُ

سمع۔ شنوائی۔ دیکھو السَّمِیعُ۔ جو باب اول میں ہے۔

(۳۴) المعطی

عطا کنندہ۔ عطا و عطیہ عموماً انعام کے لئے آتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے انعامات دنیا و آخرت میں لاانتہا ہیں۔ عَطَاءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (ایسے انعام۔ جو کبھی منقطع نہ ہوں۔ جن کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو) کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(۳۵) اَلتَّامُّ

تمام الشی کسی شے کے جملہ اجزا کا جمعیت پذیر ہو جانا۔ اس طرح پر کہ اب کسی شے کی اُسے ضرورت نہ رہے۔ بدر تمام۔ چودھویں رات کا چاند لیل التمام۔ موسم سرما کی سب سے لمبی رات۔

تام وہ جو اپنی ذات میں مکمل ہو۔ جس میں کوئی نقص نہ ہو۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ۔ اللہ پاک اپنے نور (دین) کو کامل کر دینے والا ہے۔

(۳۶) العَالِمُ

مالک علم۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اسم اس آیت سے لیا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ملائکہ) سورہ انعام۔ سجدہ۔ سبا و جن میں بھی عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وارد ہے۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے۔ کہ مطلقاً "عالم" کہلانا رب العالمین ہی کے شایان ہے۔ انسانوں کو عالم کہنا محض اضافی ہے۔ علم الٰہی کے مقابلہ میں انسان کا علم وہی نسبت رکھ سکتا ہے۔ جو سمندر کے مقابلہ میں اس قطرہ کی ہے جو سر سوزن پر لٹک رہا ہو۔

(۳۷) اَلْاَبَدْ

زمانہ کی صفت میں آتا ہے۔ وہ زمانہ جو منقطع نہ ہو۔ جس کی انتہا نہ ہو کسی شخص کی تمام تر زندگی کا زمانہ۔

میں معلوم نہیں کر سکا۔ کہ کس دلیل سے اس کو بطور اسم پاک شمار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں جتنی آیات میں لفظ ابد آیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی اس طرف اشارہ نہیں۔

صرف اتنی مناسبت کہ ابد زمان غیر منقطع کو کہتے ہیں۔ اُسے داخل اسمأ حسنے کرنے میں کافی نہیں۔ واللہ اعلم

(۳۸) اَلْوِتْر

وتر۔ ایک۔ یگانہ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو من کل الوجوہ وحدت حقیقی حاصل ہے۔ اس لئے اس کا اطلاق اللہ تعالےٰ کے لئے ہو سکتا ہے۔ ایسے قرینہ دالہ سے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت صحیحہ رکھتا ہو۔ جیسے ھُوَ وِتْرٌ یُحِبُّ اْلوِتر میں موجود ہے۔

(۳۹) النّاظر

Marfat.com

(۸۰) اَلْحَنَّانُ

حنّ شفقت و دلسوزی وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا حضرت یحییٰؑ کی صفت ہے
شفقت چونکہ نوعے از رحمت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا نام حنّان ٹھہرا۔
یہ نام بطور اسم پاک حدیث شریف میں منان کے ساتھ مل کر آیا ہے ؛

(۸۱) اَلْفَاتِحُ

فتح کے معنی۔ فیصلہ۔ مدد۔ علوم و معارف وغیرہ ہیں

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ	اللہ کی مدد اور قریب کی فتح
إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ	ایضًا
وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ	تو تمام پیچیدگیوں کا بہتر کھولنے والا ہے ؛
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا	ہم نے تجھ کو فتح مبین عطا کی ؛

اللہ تعالیٰ کا اسم الفاتح ان جملہ اعتبارات سے صحیح ہے۔ فتح بمعنی فیروزی
اس لئے آتا ہے۔ کہ ملک مفتوحہ کی سرحدات و قلعہ جات اور موانع فتح کنندہ
پر کھل جاتے ہیں۔ سلاطین عثمانیہ میں سے اس لئے سلطان محمد کو محمد الفاتح
کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے ۶۳۲ھ میں قسطنطنیہ فتح کیا تھا ؛

(۸۲) اَلْمُثِیْبُ

ثواب دہندہ۔ ثواب کسی شے کا عمل کے بعد اس حالت پر پہنچ جانا۔ جواب

فکر میں مقصود عمل تھی۔

ثوب بمعنی جامہ اس لئے ہے۔ کہ کاشت پنبہ۔ اور غزل رشتل اور نسج کا آخری مقصود بہ صورت جامہ ہے۔

ثواب اجر عمل۔ جو عمل کا مقصود تھا۔ ثواب کا اطلاق جزائے خیر و شر دونوں کے لئے آتا ہے۔ مگر استعمال میں جزائے خیر کے لئے زیادہ تر مستعمل ہے ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ اللہ تعالیٰ کا نام مثیب اس لئے بھی ہے۔ کہ اعمال حسنہ کا ثواب احسن عطا فرمائے گا۔ اور اس لئے بھی کہ اعمال سیئہ کا ثواب اُن اعمال کے مطابق ملے گا۔

(۴۳) اَلْمُدَبِّرُ

دُبر۔ پشت و انجام۔ تدبیر معاملات کے انجام کی فکر۔ اور انتظام قرآن مجید میں یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ (سورہ رعد) اور یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ سورہ سجدہ میں آیا ہے۔ اور انہی آیات سے اسم اَلْمُدَبِّرُ کا استخراج کیا گیا ہے۔

(۴۴) فرد

فرد۔ وہ شے۔ جس میں کوئی دوسری شے شامل نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کو اُس کی شان احدیت و واحدیت کی وجہ سے فرد کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہی پاک ذات اپنی احدیت میں منفرد ہے۔ فقط

(۴۵) اَلْعَادِلُ

عدل۔ برابری۔ مساوات۔ عَدل بالفتح۔ وہ مساوات جو اشیا و حقوق

Marfat.com

غیر محسوسہ میں ہو۔ عِدل بالکسر۔ وہ مساواۃ جو اشیاء محسوسہ میں ہو۔ اللہ تعالیٰ عادل ہے۔ کیونکہ اُسی نے عدل و احسان کا امر فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَأمُرُ کُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ہے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان عدل قائم کردوں ؂

(۷۶) اَلْقَابِلُ

قَابِلِ التَّوْبِ۔ اللہ تعالیٰ کی صفت قرآن مجید میں ہے۔ کہ وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے اُسی کو مخفف کرکے "القابل" اسم بنالیا گیا ہے ؂

(۷۷) اَلسَّرِیْعُ

قرآن مجید میں سَرِیْعُ الحساب اور سریع العقاب وارد ہوا ہے۔ اُسی کو مخفف کر کے السَّرِیْع اسم بنایا گیا ہے۔ کسی جگہ منفرد حالت میں بطور اسم مستعمل نہیں ہوا ؂

(۷۸) اَلْمُتَفَضِّلُ

فضل بزرگی۔ دوسرے کے مقابلہ میں برتری۔ فضل کی تین اقسام ہیں۔

فضل جنسی ۔ حیوان جماد سے افضل ہے ؂

فضل نوعی ۔ گھوڑا گدھے سے افضل ہے ؂

فضل شخصی ۔ زید خالد سے افضل ہے ؂

اللہ تعالیٰ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم ہے۔ اسی سے متفضل اسم بنالیا گیا ہے

Marfat.com

جو معنًا صحیح ہے۔

(۴۹) مَعِیْن

عون سے مُعِیْن۔ مددرساں۔ اعانت کنندہ ہیں۔ درحقیقت وہی مدد فرمانے والا ہے۔ اور اُسی سے استعانت مدد کی درخواست ہوتی ہے تفصیل "المستعان" کے تحت میں دیکھو۔ قرآن مجید میں یہ لفظ بایں معنی نہیں آیا۔ البتہ بطور اسم یا ظرف معنی چشمۂ آب آیا ہے۔

(۵۰) اَلْمُنْعِمُ

نعمت سے ہے۔ نعمت اصل لغت میں استلذاذ کو کہتے ہیں۔ جو کسی شے سے حاصل ہو۔ پھر ہر ایک شے کو جو انسان کی صحت و قوت و فرحت کی افزونی کا باعث ہو۔ نعمت کہنے لگے۔

نِعمت بالکسر حالت کو ظاہر کرتی ہے۔ جیساکہ جِلسہ و رِکبہ نشست و سواری کی حالت ظاہر کرتے ہیں۔

نَعمت بفتح۔ فعل کے وقوع کو جو ایک ہی دفعہ واقع ہوا ہو۔ ظاہر کرتا ہے۔ جیسے ضَربۃ۔ وشَتمۃ۔

قرآن مجید میں لفظ نِعمت قلیل و کثیر۔ مادی و روحانی جملہ اقسام پر وارد ہوا ہے۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ	اے بنی اسرائیل میری اُس نعمت کو یاد کرو۔ جو میں نے تم کو دی۔
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا	اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے۔ تو سب کا شمار نہیں کر سکو گے۔

Marfat.com

وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا میں نے تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا۔ اور میں خوش ہوں کہ اسلام تمہارا دین ہو۔

انعام کے معنی دوسرے پر احسان کرنا ہے۔ شرط یہ ہے کہ منعم علیہ بھی ذوالعقول میں سے ہونا چاہیئے مثلاً یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ فلاں شخص نے فلاں مکان کو انعام دیا۔ یا فلاں جانور پر انعام فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ اِنْ هُوَ عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (زخرف) ”عیسےٰ تو وہ بندہ ہے۔ جس پر ہم نے انعام فرمایا ہے“۔

اللہ تعالیٰ نے زید رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ۔ ”اللہ نے بھی اُس پر انعام کیا۔ اور تو نے بھی اس پر انعام کیا“۔

بندوں کو دعا سکھلائی گئی۔ جو نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہم کو سیدھی راہ پر لئے چل۔ اُن لوگوں کا راستہ۔ جن پر تو نے انعام کیا۔

اللہ تعالیٰ مُنعِم ہے۔ اور اس کی نعمتیں حدو شمار سے افزون ہیں۔

اللہ تعالیٰ مُنعِم ہے۔ اور اس نے سب سے بڑی نعمت دین اسلام ہم کو عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ منعم ہے۔ اور ظاہری و باطنی نعمتوں کو اُس نے بکثرت عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مُنعِم ہے۔ اور نعمت وہی نعمت ہے۔ جو منجانب اللہ ہو۔

اللہ تعالیٰ مُنعِم ہے۔ اسی کے آستان پر ہمارا سوال نعمت ہے۔

بندہ کو لازم ہے کہ اس منعم حقیقی سے اُسی نعمت کا سوال کرے جو بندگانِ خاص کو عطا ہوتی رہی ہے۔ فانی نعمتوں کا سوال بیخبری ہے۔ اور شہنشاہ

Marfat.com

سے کوڑیوں کا سوال سراسر حماقت ہے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

الٰہی جو نعمت تو نے مجھے اور میرے والدین کو دی ہے اُس کے شکریہ کی توفیق بھی مجھے دے۔ کہ تیرے پسندیدہ عمل کیا کروں۔ الٰہی میری اولاد کو بھی نیک بنا دے۔ میرا رجوع تیری طرف ہے اور میں تیرا فرمانبردار ہوں۔

اسم منعم کا استخراج آیاتِ قرآنیہ سے راقم نے کیا تھا۔ من بعد فتح الباری کے دیکھنے سے مجھے اطمینان قلب حاصل ہو گیا۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی اِسے اسماء حسنٰے میں شمار کیا ہے۔

(۵۲) اَلشَّافِیْ

شفاءٌ شفاء (ض) سے ہے۔ شفا۔ تندرستی۔ افزونی۔

اللہ تعالیٰ نے شہد کی تعریف میں فرمایا ہے فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اس میں لوگوں کے لئے صحت ہے۔

قرآن مجید کی صفت میں فرمایا۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (اسرائیل ع ۹) قرآن کا ہر ایک حصہ اہل ایمان کے لئے شفا و رحمت ہے۔

Marfat.com

دوسرے مقام پر قرآن پاک کی صفت یوں ہے۔

یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (یونس ع ۶)	اے لوگو تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی صحت پہنچی ہے یہ مومنین کے لئے ہدایت و رحمت ہے ؛
قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ (فصلت ع ۶)	کہدے کہ یہ قرآن اہل ایمان کے لئے ہدائت اور شفا ہے ؛

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی صفت یں فرمایا۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (شعراء)	جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تب وہی ہے جو مجھے صحت عطا کرتا ہے ؛

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادعیہ میں سے ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ اللّٰہُ یَشْفِیْکَ	"اللہ کا نام بچاؤ ہے۔ ہر شے سے جو تجھے ایذا دیتی ہے۔ اللہ تجھے شفا دیگا ؛

دوسری دعا ہے۔

اِذْھَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُکَ شفاءً لا یغادر سقمًا	اے انسانوں کے پالنے والے خوف و خطر دور کر دے۔ اور صحت و شفا بخش دے۔ شافی تو ہی ہے۔ تیری ہی شفا کا نام شفا ہے۔ ایسی شفا عطا کر۔ جو کوئی بیماری باقی نہ رہنے دے ؛

اللہ تعالیٰ شافی ہے۔ اُس نے امراض جسمانی کے لئے گوناگوں ادویہ بنائی ہیں۔ اُن میں بوقلموں تاثیرات رکھی ہیں۔ شہد وغیرہ ازاں جملہ ہیں ؛ اللہ تعالیٰ شافی ہے۔ اور اُس نے امراض روحانی کے لئے آیات قرآنیہ کو نازل فرمایا ہے۔ جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریاں بھی بہت

Marfat.com

ہوتی ہیں۔ مختلف اعضاء کی بیماریاں مختلف ہیں۔ اسی طرح آیاتِ قرآنیہ میں
بھی الگ الگ بیماریوں کی دوا ہے ۔

لوگوں نے اتنی بات تو سمجھی۔ کہ آیات قرآنیہ میں شفاء ہے۔ مگر پھر قصورِ فہم سے
اسے صرف امراض جسمانی تک محدود سمجھا۔ اور آگے نہ بڑھے۔ اس میں شک نہیں
کہ آیات کا استعمال امراض جسمانی اور امراض مادی میں بھی کیا جاتا ہے۔ مگر اُس کے
فوائد حقیقی تو امراض قلب اور عوارض روحی میں بہت زیادہ ہیں۔ عوام میں بہت
بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جو روحانی امراض کے علم ہی سے بے بہرہ ہیں۔
اور پھر بڑی تعداد اُن کی ہے۔ جو ان امراض کا آیات سے علاج کرنا نہیں جانتے ۔

محض قلب کے متعلق امراض ذیل کا پتہ کتاب حمید سے لگتا ہے۔ رَیب قلب۔
نفاق قلب۔ غمرہ قلب۔ ران قلب۔ لہائے قلب۔ انصرافِ قلب۔ اغلال قلب۔
اکنانِ قلب۔ انطباع قلب۔ ختام قلب۔ اقفال قلب۔ زیغ قلب۔ قساوت قلب
عمیانِ قلب۔ اِن امراض کے ساتھ اُنکی علامات و طریقہ تشخیص و علاج وغیرہ بھی اسی کتاب پاک میں موجود ہیں
کسی نسخہ کے استعمال کا طریق یہی نہیں۔ کہ کتاب طب کا ورق گھول کر پی لیا جائے
بلکہ اُن ادویہ کا استعمال ضروری ہے۔ جن کو کتاب نے تجویز کیا ہے۔ شافی مطلق کے ہاتھ
میں شفاء ہے۔ وہی امراض جسمانی میں ادویہ مادی سے صحت جسم عطا فرماتا ہے اور
وہی عوارض روحانی میں تدابیر روحی سے شفاء حقیقی بخشتا ہے ۔

اس اسم پاک کا تعلق انسان کو حکیم مطلق کے دروازہ تک لیجاتا ہے۔ اور
براءت مرض کی براءت اُسے دلاتا ہے۔

مبارک ہیں۔ جو صحت عاجلہ و آجلہ اور شفاء اصلہ و کاملہ کی تلاش میں دوا و
درمان کی طلب رکھتے ہیں ۔

الٰہی ہم پر یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ[1] کی تجلی نازل فرما۔

[1] مومنوں کے دلوں کو صحت دیتا ہے ۔

Marfat.com

باب سوم

ناظرین کے اتمام مطالعہ۔ اور شائقین کی تکمیل فائدہ کی غرض سے اب مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ کی ذات پاک کے لئے جن مرکب اسماء کا استعمال ہوا ہے۔ اُن کا اندراج بھی معہ ترجمہ کر دیا جائے۔ یہ ۱۵ نام ہیں:۔

نمبر شمار	نام	ترجمہ	حوالہ
۱	رَبَّ الْعَالَمِیْن	تمام جہانوں کا پالنے والا	سورہ فاتحہ
۲	رَبُّ الْعِزَّۃ	عزت کا مالک	(صافات)
۳	رَبُّ الْعَرْش	عرش کا پروردگار	المومنون
۴	وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃ	مغفرت کو زیادہ وسعت دینے والا	نجم
۵	اَھْلُ التَّقْوٰی	تقویٰ کا مالک	مدثر
۶	اَھْلُ الْمَغْفِرَۃ	مغفرت کا مالک	مدثر
۷	خَیْرُ الْغَافِرِیْن	سب سے زیادہ گناہوں کو ڈھانپ دینے والا	اعراف
۸	اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن	سب حاکموں سے بڑھ کر حکم دینے والا	ہود
۹	خَیْرُ الْحَاکِمِیْن	سب سے بہتر حکم دینے والا	اعراف
۱۰	مَالِکَ الْمُلْک ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام	ملک کا مالک	آل عمران

۵۱

(۱۰) مَالِکَ الْمُلْکِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

حدیث ترمذی میں یہ بطور اسم واحد کے آیا ہے۔ اب تک جس قدر اسماء آئے۔ وہ سب منفرد تھے

نمبر شمار	نام	ترجمہ	حوالہ
۱۱	خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ	سب سے بہتر رزق دینے والا	مائدہ
۱۲	خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ	سب سے بہتر مدد کرنے والا	آل عمران
۱۳	اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ	سب سے بہتر صورت بنانے والا	صافات
۱۴	خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ	سب سے بہتر حفاظت کرنے والا	
۱۵	قَابِلِ التَّوْبِ	توبہ قبول کرنے والا	
۱۶	غَافِرِ الذَّنْبِ	گناہوں کی معافی کرنے والا	
۱۷	ذُوالطَّوْلِ	جود و سخا والا	
۱۸	ذُوالْمَعَارِجِ	بلندیوں کا مالک	
۱۹	ذُوالْقُوَّةِ	قوت والا	

مگر یہ اسم تو مرکب ہے۔ اور حالت ترکیبی میں بھی اُسے دو نام (الف) مالک الملک (ب) ذوالجلال والاکرام شمار کر سکتے ہیں۔ مگر ... کا اتباع ضروری ہے ؏

مَالِكَ الْمُلْكِ

مُلْک۔ اور مِلْک بلحاظ نتیجہ ایک ہی ہیں۔ تاہم مُلک اپنے معنی میں خاص ہے۔ ہر ایک مِلک داخل مُلک ہوتی ہے۔ مگر ہر ایک مُلک میں معنی مُلک حاصل نہیں ؏

مُلک۔ اُس منضبط و محدود شے یا اشیاء کا نام ہے جس پر تصرف بالحکم حاصل ہو

مُلک۔ جب اللہ کی طرف اضافت رکھتا ہو۔ تب اُس کی معنی وہ حق دائم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو جملہ مخلوق پر حاصل ہے انہی معنی میں ہے لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ (تغابن۔۱)

مَالِكَ الْمُلْكِ۔ قرآن مجید میں صرف آل عمران میں آیا ہے قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ

لیکن اسی معنی میں دیگر آیات پائی جاتی ہیں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ (ملائکہ و زمر)

Marfat.com

حوالہ	ترجمہ	نام	نمبر شمار
	جلال و اکرام والا	ذُوالجلالِ والاکرام	۲۰
	بہترین آقا	نِعْمَ الْمَوْلٰی	۲۱
	بہترین مددگار	نِعْمَ النَّصِیْرُ	۲۲
انبیاء	بہترین وارث	خَیْرُالْوَارِثِیْنَ	۲۳
	صبحوں کا پیدا کرنے والا	فَالِقُ الْاِصْبَاحِ	۲۴
	دانہ اور گٹھلی کو اُگانے والا	فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی	۲۵
	نورِ صبح کا پروردگار	رَبُّ الفلق	۲۶
	نوعِ بشر کا پروردگار	رَبُّ النَّاس	۲۷
	نوعِ بشر کا بادشاہ	مَلِکُ النَّاس	۲۸
	نوعِ بشر کا معبود	اِلٰہِ النَّاسِ	۲۹
	بہترین وکیل	نِعْمَ الْوَکِیْل	۳۰
	بلند ترین درجات والا	رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ	۳۱
	نقصان کو دور کرنے والا	کَاشِفُ الضُّرِّ	۳۲
انعام	بہترین فیصلہ دینے والا	خَیْرُالْفَاصِلِیْن	۳۳
انعام	سب سے جلد تر حساب کرنیوالا	اَسْرَعُ الحَاسِبِیْن	۳۴
مومنون	سب سے بہتر جگہ دینے والا	خَیْرُالمنزلین	۳۵
	فضل عظیم کا مالک	ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم	۳۶
	سزا دینے والا	ذُوانتقام	۳۷
	نعمت کو مکمل کرنے والا	متمم النعمہ	۳۸
	اپنی ذات پر رحمت کو لکھ لینے والا	کاتب الرحمۃ علی نفسہ	۳۹

Marfat.com

نمبر شمار	نام	ترجمہ	حوالہ
۴۰	المجیر	پناہ دہندہ	
۴۱	المرھُوب	ہیبت والا	
۴۲	اَلمُستَجار	جس سے پناہ مانگی جائے	
۴۳	اَلمُستعاذ	جس سے استعاذہ کیا جائے	
۴۴	اَلمعَاذ	پناہ	
۴۵	اَلملجاء	ٹھکانا	
۴۶	اَلمُنجّی	نجات دہندہ	
۴۷	المُستغاث	فریاد سننے والا	
۴۸	قدیم الاحسان	ہمیشہ سے احسان کرنیوالا	
۴۹	دائم المعروف	ہمیشہ سے بخشش و بخشائش والا	
۵۰	قاضی الامور	معاملات کا فیصلہ کرنے والا	
۵۱	مقلب القلوب	دلوں کو بدل دینے والا	

فصل

ممادح سلبیہ کے بیان میں

قرآن مجید پر تدبر کرنے سے آشکارا ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بعض صفات کا بیان اسالیب سلبیہ میں ہوتا ہے یعنی الفاظ کا استعمال صنفی شکل میں ہے۔ مگر اُس سے ایک خاص مدح خاص صفت

Marfat.com

خاص شان نمایاں ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ و تقدیس کا علم بھی ضروری ہے۔ اور وجوب دین میں سے ہے۔ اور فرض ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو جملہ عیوب و نقائص اور ارجاس وادناس سے مبّرا و اعلیٰ یقین کیا جائے۔ لہذا جو کلمات بطور ممادح سلبیہ وارد ہوئے ہیں اُن کا ذکر بھی ضروری ہے۔ تاکہ تسبیح و تحمید کی جامعیت پیدا ہو جائے۔ ہم اسے نقشہ کی صورت میں درج کریں گے۔ یہ ۴۲ نام ہیں:۔

نمبر شمار	نام سلبیہ	ترجمہ	حوالہ
۱	لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ	حواس انسانی اس کا ادراک نہیں کر سکتے	انعام
۲	لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ	اونگھ یا نیند کا اُس پر اثر نہیں	بقرہ
۳	لَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا	زمین آسمانوں کی حفاظت اسے نہیں تھکا دیتی	بقرہ
۴	لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْد	وہ بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا	آل عمران
۵	لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا	کسی جان کو اُسکی طاقت سے بڑھکر حکم نہیں دیتا	بقرہ
۶	مَا جَعَلَ فِی الدِّیْنِ حَرَجٌ	دین میں کوئی حرج نہیں رکھا	حج
۷	لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْر	اپنے بندوں کیلئے کفر پر خوش نہیں	زمر
۸	لَا یُحِبُّ الْفَسَاد	وہ فساد کو پسند نہیں کرتا	بقرہ
۹	لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ عِنْدَہٗ	اُسکے سامنے بات نہیں بدل سکتی	ق
۱۰	لَا یُجَارُ عَلَیْہِ	اُسکے خلاف کوئی پناہ نہیں دیسکتا	
۱۱	لَا یُطْعِمُ	وہ کسی کے رزق کا محتاج نہیں	انعام
۱۲	لَا شَرِیْكَ لَہٗ فِی الْمُلْكِ	ملک میں اُس کا کوئی شریک نہیں	انعام
۱۳	لَا وَلِیٌّ لَہٗ مِنَ الذُّلِّ	کوئی بیچارگی کا یاری ہند وہاں نہیں	اسرائیل
۱۴	لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ	اُسکی مثال جیسی بھی کوئی شے نہیں	شوریٰ

Marfat.com

نمبر شمار	نام	ترجمہ	حوالہ
۱۵	لَمْ يَلِدْ	وہ کسی کا فرزند نہیں	اخلاص
۱۶	وَلَمْ يُولَدْ	اُس کا کوئی فرزند نہیں	اخلاص
۱۷	لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا احد	کوئی بھی اُس کی کفو کا نہیں	اخلاص
۱۸	لا يخلف الميعاد	وہ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا	آل عمران
۱۹	لا يعزب عنه مثقال ذرة	اُس سے ذرہ برابر چیز دور نہیں	سبا
۲۰	ما اتخذ صاحبة ولا ولدا	اُس نے جورو۔بچہ نہیں بنایا	جن
۲۱	ما اتخذ الله من ولد	اُس نے کسی کو بیٹا نہیں ٹھہرایا	مومنون
۲۲	لا يضل ربي ولا ينسى	میرا رب نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے	طٰہ
۲۳	لا يضيع اجر المحسنين	وہ نکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا	ہود
۲۴	لا يحب الله الجهر بالسوء	بدی اور برائی کی اشاعت کو پسند نہیں کرتا	نساء
۲۵	لا يحب المعتدين	حدود توڑنے والوں کو پسند نہیں کرتا	بقرہ
۲۶	لا يحب من كان مختالا فخورا	وہ فخر کرنے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا	نساء
۲۷	لا يحب الخائنين	خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا	انفال
۲۸	لا يحب كل خوان كفور	خائن۔ناشکرے کو پسند نہیں کرتا	
۲۹	لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ	اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا	
۳۰	لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ	فسادیوں کو پسند نہیں کرتا	
۳۱	لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ	کافروں کو پسند نہیں کرتا	
۳۲	لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ	فضول خرچ والوں کو پسند نہیں کرتا	
۳۳	لَا يُحِبُّ الْمُستكبرين	تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا	
۳۴	لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ	ظالموں کو پسند نہیں کرتا	

Marfat.com

حوالہ	ترجمہ	نام سلبیہ	نمبر شمار
	ناشکر گذاروں گنہگاروں کو پسند نہیں کرتا	لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْم	۳۵
آل عمران ع ۱	کوئی شے بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں	لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْئٌ	۳۶
توبہ ع ۱	فاسق قوم سے رضا مند نہیں	لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْن	۳۷
انبیاء ع ۳	اُسکے فعل کی بابت کوئی اُس سے پوچھ نہیں سکتا	لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ	۳۸
احزاب ع ۶	سچ کہنے میں کسی کا دباؤ نہیں مانتا	لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ	۳۹
نساء	معاف نکریگا کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جائے	لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ	۴۰
ملک	اللہ کے سوا اور کوئی اُنکو نہیں تھامتا	مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰن	۴۱
یوسف	خیانت والوں کی چالوں کو نہیں چلنے دیتا ؎	لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْن	۴۲

Marfat.com

باب چہارم

اسماء حسنٰے کے متعلق جس قدر لکھا جاچکا ہے۔ اس سے ایک طالب سالک اور شائق صادق عمدہ معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ اور بقدر فہم وہمت خود ذاتِ پاک کے متعلق کافی عرفان کا ذخیرہ علمی حیثیت سے جمع کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عملی حیثیت سے ہم کو ان اسمأ حسنٰے کے انوار و علوم سے فیض یاب فرمائے۔ آمین

لیکن ناظرین کو یہ ضرور معلوم کر لینا چاہئے۔ کہ صرف اسی قدر اسماء حسنٰے پر اسلام نے اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس بحر ناپیدا کنار کی وسعت پر ایک عجیب پیرایہ میں لطیف اشارہ فرمایا ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ	ابن مسعود کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ	اگر کسی بندہ کو کوئی رنج وغم ہو اور وہ یہ دعا پڑھے
وسلم انہ قال ما قال عبد	تو اللہ تعالیٰ اس کے غم و رنج دور فرما دے گا
اصابہ ھم اوحزن	اور غم کو خوشی سے بدل دے گا ترجمہ دعا یہ ہے
اَللّٰھُمَّ اِنِّی عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ	یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرے غلام کا بیٹا۔
وَابْنُ اَمَتِكَ۔ نَاصِیَتِی بِیَدِكَ	تیری لونڈی کا جایا۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ
مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ	میں ہے۔ تیرا حکم مجھ پر جاری ہے۔ تیرا فیصلہ
قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ	میرے لئے عین انصاف ہے۔ میں تجھ سے سوال

Marfat.com

هُوَ لَكَ۔ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ ۔ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَغَمَّهٗ وَاَبْدَلَهٗ مَكَانَ حُزْنِهٖ فَرَحًا

کرتا ہوں۔ تیرے ہر ایک نام کے ذریعہ سے جو بھی تیرا نام ہے اور جس نام سے بھی تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے یا جس نام کو تو نے اپنی کتاب میں اُتارا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنے خزانہ غیب میں محفوظ رکھا ہے کہ تو قرآن پاک کو میرے دل کی بہار۔ میرے سینہ کا نور میرا غم ربا۔ میرا رنج و درد کاہ (رنج و غم و درد کو دور کرنے والا) بنادے ؛

ہیثمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے۔ کہ اس حدیث کو امام احمد اور ابو العلی اور بزار نے روایت کیا ہے۔ احمد و ابو العلی کے سب راوی (ابو سلمہ جہنی) کے سوا رجال صحیح ہیں۔ ابو سلمہ کی توثیق ابن حبان نے کردی ہے۔ ابو عوانہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور حدیث کی تصحیح کردی ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ ۹۹ ناموں کا ذکر حدیث ترمذی میں صرف اس اعتبار سے ہے۔ کہ اس قدر اسماء کا حفظ و احصا داخلہ جنت کا سبب ہے ؛

ہاں حدیث بالا پر مکرر غور کرو۔ کہ انزلتہ فی کتابک میں جملہ کتب سماویہ بھی آجاتی ہیں۔ کیونکہ حدیث میں لفظ کتاب بطور جنس مستعمل ہوا ہے لہٰذا حدیث بالا اُن اسماء کو بھی گھیر لیتی ہے۔ جو عربی کے سوا کسی اور زبان میں کسی رسول و نبی کو بتائے گئے ہوں ؛

اہل کتاب کا بیان ہے۔ کہ عبرانی میں ہمارے رب کا نام (یہوہ۔ ی۔ ہ۔ و۔ ہ)

ہے۔ زبور میں عموماً یہی نام مستعمل ہؤا ہے۔ اُردو تراجم میں اس کو یہوداہ
لکھا گیا ہے ؛
شاہ ولی اللہ صاحب نے مخاض (دردزہ) کا عمل قول الجمیل میں
تحریر فرمایا ہے۔ جس کے آخر میں "اھیاً اشراھیا بھی دو کلمے آتے ہیں
پھر تفسیر درمنثور کے حوالہ سے اعمش کا قول نقل کیا ہے۔ کہ یہ دو کلمے موسٰے
علیہ السلام کی دعا میں وارد ہوئے ہیں۔ اور انکے معنی ہیں اے زندہ ہر شئے
سے پہلے۔ اے زندہ ہر شئے کے بعد۔
ہمارے علماء نے جبرئیل۔ میکائیل۔ اسرائیل کے معانی بیان کرتے
ہوئے تحریر کیا ہے۔ کہ "ایل" عبرانی میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ انجیل متی
میں حضرت مسیح کا یہ فقرہ اب تک بطور اصل مقولہ کے محفوظ ہے۔ ایلی
ایلی لما سبقتانی جس کا عربی ترجمہ ان الفاظ میں ہوسکتا ہے۔ الٰھی الٰھی
لم سبقتنی یعنی اے الہٰ۔ اے الہٰ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ؛
فارسی زبان والے عموماً لفظ خدا کو بطور اسم الٰہی استعمال کرتے
ہیں۔ اور اُس کے معنی خود آئندہ بتلا کر شرح یہ کیا کرتے ہیں۔ خداوہ
ہے۔ جس نے خود بخود ظہور فرمایا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر خداوند
کو بمعنی خدا استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ "وند" صرف تشبیہ ہے۔ اور اس
کے معنی مثیل خدا ہیں ؛
شاعروں نے اور ترقی کی۔ تو اُمرا و سلاطین کو خداوند کہنے لگے۔
اسی طرح لفظ خدائگان بنا لیا گیا۔ اُس کے معنی بھی مثیل خدا ہیں عیسائیوں
نے اسی لئے لفظ خداوند کو مسیح کے لئے خاص کر لیا ہے ؛
زرتشتی مذہب والے میزاآن کو بطور اسم الٰہی استعمال کرتے ہیں

Marfat.com

مگر اُس کے بالمقابل لفظ اہرمن بھی اُن کے ہاں موجود ہے۔ لہذا یزدان کے معنی خالق خیر اور اہرمن کے معنی خالق شر سمجھتے ہیں لفظ ایزد وہی یزدان ہے۔ دراصل ان الفاظ میں دو خالقوں کے وجود کا عقیدہ پنہاں ہے۔

زرتشت سے پیشتر ایرج نژاد لوگ غالبًا لفظ "ہرمز" کو بطور اسم الہٰی استعمال کرتے تھے۔ مگر متاخرین میں تو یہ نام ایسا عام ہے۔ کہ بیسیوں بادشاہوں اور اہل حکومت کا یہی نام پایا جاتا ہے۔

ہندوستان میں نارائن بطور اسم الہٰی مروّج ہے۔ مگر اس کا ترجمہ پانی پر سونے والا کیا جاتا ہے اور اس لئے صفت الٰہی نہیں بن سکتا۔

زیادہ محقق لوگ "ایشر" کو اسم الہٰی کہتے ہیں۔ مگر بہت پنڈت پرم ایشر (پرمیشر) اس کا نام بتاتے ہیں۔ پرم علامت افعل التفضیل ہے۔ جو اسے صفت ربانی بنانے کے لئے بڑھا دی گئی ہے۔ اس لئے تامل ہوتا ہے۔ کہ کیا خود "ایشر" اسم ذات تھا۔

آریہ لوگ لفظ "اوم" کو بطور اسم ذات بتاتے ہیں۔ مگر سناتن والوں کا یہ اعتراض نہایت سنگین ہے۔ کہ لفظ "اوم" خود وید کے اندر کہیں مستعمل نہیں ہوا۔

سکھ لوگ عمومًا لفظ "واہ گورو" کا استعمال بطور اسم ذات کرتے ہیں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے "عجیب اُستاد" یہ مرکب ہے۔ اصطلاح کے بعد اس کے معنی ذاتِ الٰہی سمجھے جاتے ہیں۔ وہ اکال پرکھ کہا کرتے ہیں۔ اُس کا ترجمہ ہے "وہ وجود جسے موت نہیں۔ لہذا یہ لایموت کا ترجمہ ہے۔

بعض ہندو فرقے لفظ بے انت کو بطور اسم الہٰی سمجھتے ہیں۔ اس کا ترجمہ لفظ ابد ہے؛

ایک سکھ مجھے سرہند ملا۔ وہ بالکل نئے دعویٰ کا شخص تھا۔ خود کو گیارہواں گورو سمجھتا تھا۔ وہ گھر گھمبیر کو اسم الہٰی بتلاتا تھا۔ گھر گھمبیر کا ترجمہ سمندر کی وہ گہرائی ہے۔ جو انسان کی دریافت سے باہر ہو۔ یعنی ہندی زبان میں اُسے اتھاہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ لفظ بھی گورو گرنتھ صاحب میں آیا ہے۔ مگر بطور صفت۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اسم ذاتی اسے نہیں کہا جا سکتا؛

الغرض ان اسماء کا یہی حال ہے۔ جو بکثرت ہماری سماعت میں آتے ہیں۔

سند اور معنی کے لحاظ سے ہم پر یہ ثابت نہیں ہو سکا۔ کہ کیا اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِیْ كِتَابِكَ کی شان ان پر صادق ہے؛

ایک مسلمان کے لئے صرف انہی اسماء پر اکتفا کرنی چاہیئے۔ جو قرآن مجید اور احادیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور روایت صحیحہ ثابت ہیں۔ طریق بے خطر۔ اور صراط مستقیم یہی ہے۔ ہم کو تو وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِهٖ کا حکم بھی ملا ہؤا ہے۔ یعنی اس طریق کو چھوڑ دو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الحاد اختیار کیا ہے۔ اس آیت پر غور کرتے ہوئے مجھے تو لفظ "خدا" کے استعمال میں بھی تامل ہونے لگا ہے گو اس انکشاف سے پیشتر خود بھی ہزاروں جگہ اس کا استعمال ذات الٰہی پر کرتا رہا ہوں؛

امید ہے کہ اس فصل کے مطالب پر غور کے بعد اہل ایمان صرف

اُن اسماء کو بطور اسماء حسنٰے استعمال کرنے پر اکتفا کریں گے۔ جو سند اور معنی کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کے لئے خاص ہیں۔ دیگر اسماء کا استعمال نہ کرنا ہی داخل احتیاط اور لائق تعظیم ربّ النّاس ہے۔ واللہ ھوالموفق وَھُوَ یَھْدِیْ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ

اسم اعظم کا بیان

واضح ہو۔ کہ ابو جعفر طبری اور ابوالحسن اشعری اور ان سے مابعد کے چند اہل علم مثلاً ابو حاتم بن حبان اور قاضی ابو بکر باقرانی کا قول ہے۔ کہ اسماء حسنٰے میں سے بعض کو بعض پر تفضیل دینا جائز نہیں۔ اسی سلسلہ میں بعض نے امام مالک کی طرف یہ منسوب کیاہے۔ کہ وہ قرآن مجید کے بعض حصہ کو بعض حصہ پر تفضیل دینا مکروہ سمجھتے تھے ۔

یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ جس روایت میں "اسم الاعظم" کے لفظ وارد ہوئے ہیں وہاں اعظم بمعنی عظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا تو ہر ایک نام ہی عظمت والا ہے ابو جعفر طبری کا قول ہے۔ کہ "اسم الاعظم" کی تعیین میں آثار مختلفہ موجود ہیں میرے نزدیک تو وہ سب ہی صحیح ہیں۔ کیونکہ کسی روائت سے یہ پایا نہیں جاتا۔ کہ یہی اسم سب سے بزرگ تر ہے اور اس سے بزرگ تر کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔ مطلب یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک نام ہی "اعظم" ہے یعنی عظیم ہے" ابن حبان کا قول یہ ہے "روایات میں جس اعظمیت کا ذکر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ اس دعا کے پڑھنے والے کو ثواب مزید ملتا ہے"۔ اسی امر کا اطلاق قرآن مجید کے متعلق بھی کیا جاتا ہے"۔

Marfat.com

بعض نے کہا۔ اسم اعظم سے مراد ہر ایک وہ اسم باری تعالیٰ ہے جسے بندہ اپنی دعا میں شامل کرتا۔ اور خود کو اسی کے معنی میں مستغرق کر دیتا ہے۔ بیشک یہی وہ حالت ہے۔ جس پر قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اس قول کو امام جعفر الصادق اور جنیدؒ وغیرہما کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

بعض کا قول ہے۔ کہ اسم الاعظم کا علم صحیح اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مخلوق میں سے کسی کو نہیں۔

اب رہ جاتے ہیں وہ علماء جنہوں نے اسم اعظم کا تعین کیا ہے۔ مگر اس تعین کرنے میں اُن کے اقوال مختلف ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ایسے (۱۴) اقوال ملے ہیں۔

اوّل اسم اعظم "ھُوَ" ہے۔ یہ قول امام رازی نے بعض اہل کشف سے نقل کیا ہے۔ اور دلیل یہ کہ جب کسی عظیم الشان کی بارگاہ میں کسی قول کو اُس کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ تو یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ تو نے ایسا کہا ہے بلکہ کہا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایسا کہا۔ بادشاہ نے ایسا کہا۔ آقا نے ایسا کہا۔ یعنی طریق ادب یہی ہے۔

دوم اسم اعظم "اَللّٰہُ" ہے۔ یہی اسم ہے جس کا اطلاق کسی دوسرے پر نہیں کیا جاتا۔ اور یہی اسم ہے۔ جس کی جانب جملہ اسماء کی صفت کی جاتی ہے۔

سوم اسم اعظم اَللّٰہُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ہے۔ غالباً اس کی سند وہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ جو ابن ماجہ میں ہے۔ کہ صدیقہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان الفاظ میں دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ اللّٰہَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحِیْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰی كُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا

Marfat.com

وما لہ اعلم۔ یہ سنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسم اعظم انہی اسماء کے اندر ہے"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ اور اس استدلال میں بھی تامل ہے ؛

چہارم۔ اسم اعظم "الرحمٰن الرحیم الحی القیوم" ہے۔ یہ قول ترمذی کی حدیث اسماء بنت یزید پر مبنی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں کے اندر ہے۔ (الف) وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ (ب) سورہ آل عمران کا آغاز۔ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔ اس روایت کو نسائی کے سوا دیگر اصحاب السنن نے بیان کیا ہے ترمذی نے روائت کو حسن بتلایا ہے۔ لیکن ایک نسخہ میں حسن کی بجائے لفظ صحیح لکھا ہوا دیکھا گیا۔ صحیح ہونا قابل تامل ہے۔ کیونکہ رُواۃ میں شہر بن حوشب بھی ہے ؛

پنجم اسم اعظم "اَلْحَيُّ الْقَيُّومُ" ہے۔ ابن ماجہ نے بروائت ابی امامہ حدیث بیان کی ہے۔ کہ اسم اعظم قرآن مجید کی تین سورتوں میں ہے یعنی بقرہ و آل عمران۔ و سورہ طٰہ ؛

قاسم (جو ابو امامہ سے راوی حدیث ہے) کا قول ہے۔ کہ میں نے قرآن مجید میں تلاش کی تو مجھے الحیّ القیّوم ملا۔ جو ہر سہ سُوَر میں ہے۔ امام رازی نے اسے قوی بتلایا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ ہر دو اسماء وہ ہیں کہ عظمتِ ربوبیت پر دلالت جس قدر ان میں پائی جاتی ہے۔ اُتنی دیگر اسماء میں نہیں ؛

ششم اسم اعظم "الحنّانُ المنّانُ بدیعُ السمٰوٰتِ والارضِ ذوالجلالِ والاکرام الحیّ القیّوم" اس پورے فقرہ کو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے

امام احمد و حاکم اور ابوداؤد و نسائی نے روائت کیا ہے۔ اور ابن حبان نے روائت کو صحیح بتلایا ہے ؛

ہفتم۔ اسم اعظم بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ" ہے۔ اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے۔ سری بن یحیی سے۔ انہوں نے قوم طے کے ایک شخص سے اور اُس شخص کی تعریف بھی کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے اللہ تعالے سے سوال کیا تھا۔ کہ مجھے اسم اعظم دکھایا جائے۔ تب میں نے آسمان کے "تاروں میں یہی اسم لکھا ہُوا دیکھا"

ہشتم اسم اعظم "ذوالجلال والاکرام" ہے ؛

ترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام کہتے ہوئے سنا۔ فرمایا تیرا کہنا قبول کر لیا گیا۔ اب اپنا سوال کر لے ؛

امام رازی کہتے ہیں۔ کہ الوہیت کے لئے جس قدر صفات معتبرہ ہیں۔ یہ اسم اُن سب پر شامل ہے۔ جلال میں جملہ صفات سلبیہ آ جاتے ہیں۔ اور اکرام میں جملہ اضافات ثبوتیہ۔

نہم۔ اسم اعظم "اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ" ہے۔ اس کو ابوداؤد و ترمذی۔ و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ؛

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ سند کے لحاظ سے اس کو سب پر ترجیح ہے ؛

دہم اسم اعظم "رب رب" ہے۔ حاکم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اکبر رب رب ہے۔ ابن عباس سے بھی یہ روائت ہے ؛

Marfat.com

ابن ابی الدنیا نے عائشہ طیبہ سے روائیت کی ہے۔ کہ جب بندہ یارب یارب کہتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہاں بندے! سوال کر۔ تجھے عطا ہوگا روائت ہذا کو مرفوعًا بھی روایت کیا ہے اور موقوفًا بھی ؛

یازدہم اسم اعظم دعائے ذوالنون علیہ السلام ہے۔

نسائی اور حاکم نے فضالہ بن عبید سے مرفوعًا روایت کی ہے۔ کہ ذوالنون کی دعا شکم ماہی میں یہ تھی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ جب کبھی کسی مسلمان بندہ نے اس کے ذریعہ دعا مانگی۔ تو قبول ہی فرمائی گئی ؛

دوازدہم۔ اسم اعظم کی بابت فخر رازی نے امام زین العابدین سے روائت کیا ہے۔ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ اُن کو اسم اعظم سکھلادیا جاوے تب اُنہوں نے خواب میں دیکھا۔ ھُوَاللّٰہُ اللّٰہُ۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم

سیزدہم۔ اسم اعظم جملہ اسماء حسنےٰ کے اندر مخفی ہے۔ اس کی تائید حدیث عائشہ سے ہوتی ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور جس کا ذکر قول دوم میں ہُوا۔ کیونکہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ صدیقہ نے بعض اسماء کا ذکر کرکے بالا اسماء الحسنےٰ کا لفظ بھی کہا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ اسم اعظم انہی اسماء میں ہے جن سے تو نے دعا کی ہے ؛

چاردہم اسم اعظم "کلمہ توحید" ہے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ یہ قول قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ نے نقل کیا ہے ؛

مصنّف کتاب ہٰذا کی دیگر تصانیف

تاریخ المشاہیر

یہ ہندوستان کے مایہ ناز فرزند اور عہد حاضرہ کے مشہور مؤرخ علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری مصنف رحمۃ للعالمین و پنشنر جج ریاست پٹیالہ کی ایک نئی تاریخی کتاب ہے جو اپنے رنگ میں بالکل نرالی اور اپنی طرز میں بالکل انوکھی ہے صاحب ممدوح کی مشہور و معروف کتاب رحمۃ للعالمین کے پڑھنے والے اور اسکی تاریخی خوبیوں اور علمی جوہروں کو سمجھنے والے اور اسکے مضامین کی سلاست فصاحت بندش و روانی کو جانتے والے تاریخ المشاہیر کے متعلق بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہوگی اور کتنی خوبیوں و رعنائیوں کا مجموعہ ہوگی فاضل مصنف نے سیرت نبوی میں "رحمۃ للعالمین" لکھکر جہاں اس مسئلہ کو حل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر دنیا میں کوئی ایسی ذات گرامی نہیں جسکی پیروی سے انسان ایک کامل انسان بن سکے وہاں اس "تاریخ المشاہیر" میں تصویر کا دوسرا رُخ دکھا کر دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ دیکھ لیجئے اُمت محمدیہ میں ایسے ایسے فاضل گذرے ہیں جنکی مثال دیگر اقوام میں نہ صرف محال ہی ہے بلکہ ناممکن ہے۔

تاریخ المشاہیر میں فاضل مصنف نے ہر فن کے باکمال بزرگوں کے حالات جمع کر دیئے ہیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اسلام میں وہ صاحب کمال گذرے ہیں کہ آج بھی لوگ ان کی سیرت سے سبق لیکر کمال حاصل کر سکتے ہیں۔

تاریخ المشاہیر میں صحابہ کرامؓ کے حالات بھی ہیں اور تابعین و تبع تابعین کے بھی، مفسروں کے حالات بھی ہیں اور محدثوں کے بھی، اماماں دین کے حالات بھی ہیں اور صوفیائے کرام کے بھی فقہا کے حالات بھی ہیں اور مشائخ کے بھی، قاضیوں کے حالات بھی ہیں اور مفتیوں کے بھی، شاعروں کے حالات بھی ہیں اور ادیبوں کے بھی، حکیموں اور طبیبوں کے حالات بھی ہیں اور سیاحوں و ظریفوں کے بھی، بادشاہوں اور خلیفوں کے حالات بھی ہیں اور وزیروں اور جرنیلوں کے بھی غرضیکہ وہ تمام حالات موجود ہیں جن سے آپ ہر قسم کی نصیحت و موعظت حاصل کر سکتے ہیں۔

تاریخ المشاہیر پڑھیئے کہ اس میں آپ کو امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ

Marfat.com

امام محمدؒ امام ابو یوسفؒ امام فخر الدین رازیؒ امام غزالیؒ امام جبائیؒ امام کاظمؒ جیسے بیسیوں ائمہ کی پوری سیرت نظر آئیگی اور ان کے وہ وہ حالات ملیں گے جو اور کہیں نظر نہ آتے ہوں۔

تاریخ المشاہیر ہی وہ کتاب ہے جس میں آپکو امام الاولیا سید عبد القادر جیلانیؒ بشر حافیؒ داؤد طائیؒ اور آقا شمس الدینؒ جیسے بزرگوں روحانی پیشواؤں اور طریقت کے اماموں کے تفصیلی حالات ملیں گے ان کے کارنامے نظر آئیں گے اور بڑے بڑے سبق حاصل ہونگے۔

تاریخ المشاہیر ہی وہ کتاب ہے جس سے آپ سلاطین اسلام کا دور اول بھی دیکھ سکتے ہیں اور دور آخر بھی، امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت کے کارنامے بھی پڑھ سکتے ہیں اور حجاج بن یوسف کی داستانیں بھی، ملوک حیرہ کے آخری بادشاہ معتمد علی اللہ کی سیرت سے بھی سبق لے سکتے ہیں اور خاندان سلجوقیہ کے بانی طغرل بک سے بھی، ضحاک بن قیس کی سوانحعمری بھی پڑھ سکتے ہیں اور نظام الملک کی بھی، غرضیکہ پہلے اور پچھلے تمام بادشاہوں کی وزیروں کی جرنیلوں کی بیسیوں سوانحعمریاں اس میں درج ہیں جن سے انسان بڑے سبق حاصل کر سکتا ہے

تاریخ المشاہیر ہی وہ کتاب ہے جس میں حضرت حسان بن ثابتؓ جیسے قادر الکلام شاعر کے حالات بھی ہیں جنہیں زمانہ نبویؐ کا نامور شاعر کہنا چاہیئے اور ابو الفضل فیضی کے حالات بھی، جو زمانہ اکبری میں چوٹی کا شاعر مانا گیا۔ اس میں ہشیم بن عدی اور ہمام فرزوق جیسے متین و سنجیدہ شاعروں کا تذکرہ بھی ہے اور ابو دلامہ جیسے ظریف تجربہ کار حاضر جواب ادیبوں کی ہسٹری بھی، جن سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔

تاریخ المشاہیر ہی وہ کتاب ہے جس میں آپکو قاضی شریحؒ قاضی ابو یوسفؒ قاضی احمد بن ابی داؤد صدر الصدور مفتی صدر الدین جیسے نامور قاضیوں اور مفتیوں کے فتوے و فیصلے نظر آئیں گے جو دور اسلامی میں جاری ہوتے تھے اور جنہیں پڑھ کر آج ہم بہت سی عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔

تاریخ المشاہیر کیا ہے اسلامی تاریخ کا گنجینہ ہے پند و موعظت کا خزینہ ہے جسے پڑھ کر ہم بیسیوں سبق حاصل کر سکتے ہیں اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں دوسروں کو سنا کر اصلاح و فلاح کا راستہ بتا سکتے ہیں اپنے بچوں کو ان تاریخی حکایات سے بہلا سکتے ہیں۔ نوجوانوں کی معلومات میں بیش بہا اضافہ کر سکتے ہیں اور اس کتاب سے دینی و دنیوی راہنمائی کا کام لے سکتے ہیں

تاریخ المشاہیر قریباً پچاس سوانحعمریوں کا مجموعہ ہے گویا آپ اس کتاب کے مطالعہ سے پچاس کتابوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلےٰ ہے کاغذ بھی عمدہ ہے ٹائیٹل رنگین خوبصورت اور دیدہ زیب ہے ضخامت سوا دو سو صفحات ہے اور قیمت باایں ہمہ خوبی بیجلد صرف عہر اور مجلد مطلا خوشنما عکار رکھی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ خلیفہ ہدایت اللہ پبلشر ضلعدار نہر منیجر دفتر رحمۃ للعالمین عطر و دروازہ پٹیالہ

یا منیجر مسلمان کمپنی لاہور سے مل سکتی ہے

Marfat.com

رحمۃ للعالمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک پر یہ کتاب نہایت مستند اور صحیح روایات سے فاضل اجل قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصوری نے مدوّن و مرتب کی ہے۔ علماء سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ اس سے بہتر کوئی کتاب سیرت نبوی پر آجتک کسی زبان میں تصنیف نہیں ہوئی۔ اہل محبت و ورد نے لکھ دیا ہے کہ جس مسلمان کے گھر میں یہ کتاب نہیں ہے وہ بے نصیب ہے۔ روایت ضعیف یا غیر صحیح تمام کتاب میں نہیں لکھی گئی۔ یہ کتاب جامعہ ملیّہ اسلامیہ و جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن و انجمن حمایت اسلام لاہور کے نصاب میں داخل ہو چکی ہے۔ نیز ہندوستان کے اکثر مسلم ہائی سکولوں کے نصاب میں داخل ہو چکی ہے کاغذ و لکھائی چھپائی نہایت اعلےٰ۔ قیمت حصّہ اول عہ قیمت حصّہ دوم للعہ جلد ثالث زیر طبع۔

سبیل الرشاد

یہ قاضی صاحب موصوف کا "سفرنامہ حجاز" ہے۔ جس میں حرمین کے تاریخی حالات احکام قرآنی۔ زمان نبویؐ صحف سماویہ کی پیشگوئیاں جغرافی و ملکی واقفیت۔ حج کے اسرار و مقاصد۔ مدینہ طیّبہ مسجد نبوی اور اطراف حرم پاک کے نہائت مستند واقعات ایسے ضروری ہیں۔ جن سے وہ بھی بے خبر رہتے ہیں جو حج کر چکے ہیں۔ الغرض یہ کتاب جواہر بے بہا ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کے گھر میں اس کا ہونا ضروری و لازمی ہے اور ہر حاجی کے پاس سفر حج میں ساتھ ہونا ضروری ہے۔ چونکہ جملہ ارکان حج درج ہیں اور ضروری مقامات کا نقشہ دیا گیا ہے۔ قیمت صرف عہ

الجمال والکمال

یہ کتاب سورہ یوسفؑ کی تفسیر ہے۔ لغت اور تفسیر واحادیث کے اسرار۔ واقعات یوسفی کی تنقید۔ اسلامی واسرائیلی روایات کا انتخاب قریبًا ایک ہزار مختلف مسائل درج ہیں قیمت صرف عہ

الصلوٰۃ والسلام

درود بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ مسائل درود و نماز کی تفسیر الفاظ کی لغوی و شرعی حقیقت کا بیان جملہ درود ہائے ماثورہ کی جامع دقیق بحثیں عمیق فوائد۔ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا ترجمہ قیمت صرف عہ

ملنے کا پتہ —— خلیفہ ہدائت اللہ پنشنر مینیجر دفتر رحمۃ للعالمین —— پٹیالہ

یہ جملہ کتب مینیجر مسلمان کمپنی لاہور کے پتہ سے بھی مل سکتی ہیں

Marfat.com

مُہرِ نبوّت

سیرت نبویّہ کی چھوٹی سی کتاب چھوٹے چھوٹے جملے سادہ زبان احادیث صحیحہ کا عطر ۲۸ سال سے متواتر چھپ رہی ہے اسلام کی ہر ایک بیٹی اور فرزند کو ابتدا میں پڑھنے کی چیز ہے مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے ۳ر

اسلام و شمشیر

ایک لیکچر جو ۱۸۹۹ء میں انجمن نعمانیہ لاہور میں دیا گیا جسمیں صداقت اسلام کے دلائل رشد و ہدایت کا بیان جبر و اکراہ فی الدین کا بطلان اشاعت اسلام کی وجوہ تاریخ کے نکات قیمت - - - ۴ر

غایت المرام

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی پر سب سے پہلی کتاب مسائل کی غایت تحقیق علوم معقول و منقول کے براہین علم معانی و بیان و حدیث پاک کے شواہد لاجواب کتاب ۱۸۹۲ء سے اس موضوع پر لاجواب ثابت ہو رہی ہے اور بار بار چھپ چکی ہے قیمت - - - ۸ر

تائید الاسلام

غایت المرام کا حصّہ دوم۔ اس موضوع میں نادر المثال قیمت ۸ر

تبیان الاسلام

مبلّغین کا راہبر مسلمانوں کا ہادی علمی و تمدّنی و اقتصادی مسائل اصلاح حال کے طریقے قیمت - - ۶ر

تبلیغ الاسلام

جملہ مذاہب عالم میں سے صرف اسلام کا تبلیغی ہونا جملہ ادیان مروّجہ کی تعلیم کا موازنہ اسلام کی اصولاً و عملاً برتری عجیب ترین کتاب ہے قیمت - - - ۵ر

معراج المومنین

نماز باجماعت پڑھنے کے مسائل امام عالی مقام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ کے رسالہ کا ترجمہ قیمت ۶ر

استقامت

ایک عیسائی بننے والے مسلمان کے شکوک کا ازالہ بشارت انبیاء کا آئینہ طبیعی دینی دلائل نہایت بابرکت رسالہ جس سے بہت لوگ راہ یاب ہوئے قیمت ۳ر

برہان

توراۃ و انجیل و قرآن پاک کی تعلیم کا فرق سیدنا موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہم وسلم کے مراتب کی توضیح کتب ماضیہ کی اصلیت کا آئینہ دارایک پادری کے جواب میں ۲ر

انجیلوں میں خدا کا بیٹا

لفظ "خدا کا بیٹا" کی تحقیق موارد اناجیل اور اسکے معانی سب سے پہلے کس نے یہ لفظ استعمال کیا وغیرہ قیمت - - ۲ر

ہستی باریتعالی پر ایک دلیل صاف زبان شگفتہ بیان دلچسپ دلنشین مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا قیمت ۲ر

المشتھر:- خلیفہ ہدایت اللہ نشتر مینجر دفتر رحمۃ للعالمین ریاست پٹیالہ

یہ جملہ کتب مینجر مسلمان کمپنی لاہور کے پتہ سے بھی مل سکتی ہیں

Marfat.com

171

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا

معارف الاسمٰی

شرح

اسماء اللہ الحسنیٰ

از

علامہ دوراں قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری

مصنف

رحمۃ للعالمین۔ الجمال والکمال وزاد السبیل وغیرہ

جسکو

خلیفہ ہدایت اللہ پنشنر ضلعدار نہر و مینیجر دفتر رحمۃ للعالمین پٹیالہ

نے

(حمایت اسلام پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا)

قیمت عہ

Marfat.com